

مطالعة قرآن حکیم کا
منتخب نصاب

ڈاکٹر اسرار احمد



مکتبہ خدام القرآن لاہور

مطالعہ شہزادان حکیم منتخب نصاب

مترتبہ
ڈاکٹر شہزاد احمد



مکتبہ خدام القرآن لاہور

36-کے ماڈل ٹاؤن لاہور فون: 03-5869501

نام کتاب _____ مطالعہ قرآن حکیم کا منتخب نصاب

طبع نمبر 1 تا طبع نمبر 15 (مارچ 1978ء تا ستمبر 2003ء) _____ 23,100

طبع نمبر 16 (اپریل 2005ء) _____ 1100

ناشر _____ ناظم نشر و اشاعت مرکزی انجمن خدام القرآن لاہور

مقام اشاعت _____ 36۔ کے ناؤں ٹاؤن لاہور

فون: 5869501-03

مطبع _____ شرکت پرنٹنگ پریس لاہور

قیمت _____ 75 روپے

ترتیب

حصہ اول جامع اسباق

- درس اول: سورۃ العصر
- درس دوم: آیتہ الکرسی (سورۃ البقرہ، آیت ۲۵۵)
- درس سوم: سورۃ النمل، رکوع ۱
- درس چہارم: سورۃ النمل، آیت ۳۰ تا ۳۶

۱۴ حصہ دوم مباحثہ ایمان

- درس اول: سورۃ الفاتحہ
- درس دوم: سورۃ آل عمران، آیات ۱۹۰ تا ۱۹۵
- درس سوم: سورۃ النور، رکوع ۵
- درس چہارم: سورۃ النور، (مکمل)
- درس پنجم: سورۃ التیامہ، (مکمل)

۱۵ حصہ سوم مباحثہ عمل صالح

- درس اول: سورۃ المؤمن، آیات ۱۱۱ تا ۱۱۹ اور سورۃ المائد، آیات ۱۹ تا ۳۵
- درس دوم: سورۃ الفرقان، آخری رکوع
- درس سوم: سورۃ التہیم، (مکمل)
- درس چہارم: سورۃ بنی اسرائیل، رکوع ۳ و ۴
- درس پنجم: سورۃ الحجرات، (مکمل)

حصہ چہارم جہاد و قتال فی سبیل اللہ

- درس اول: سورۃ الحج، آخری رکوع
- درس دوم: سورۃ التوبہ، آیت ۲۳
- درس سوم: سورۃ الصف (مکمل)
- درس چہارم: سورۃ الجمعہ (مکمل)
- درس پنجم: سورۃ المنافقون (مکمل)

حصہ پنجم مباحثہ صبر و مصابرت

- درس اول: مشق بر (۱) سورۃ العنکبوت رکوع ۱ (۲) سورۃ البقرہ، آیت ۲۱۴ (۳) سورۃ آل عمران، آیت ۱۳۲ (۴) سورۃ التوبہ، آیت ۱۶
- درس دوم: مشق بر (۱) سورۃ العنکبوت آخری تین رکوع (۲) سورۃ الکہف آیات ۶ تا ۶۹ (۳) سورۃ البقرہ، آیات ۱۵۳ تا ۱۵۷
- درس سوم: سورۃ الانفال، آیات ۱۰ تا ۱۷
- درس چہارم: سورۃ آل عمران، آیات ۱۲۱ تا ۱۲۹ اور ۱۳۹ تا ۱۴۸
- درس پنجم: سورۃ الاحزاب، رکوع ۱ و ۲
- درس ششم: سورۃ الفتح، آخری رکوع
- درس ہفتم: سورۃ التوبہ، آیات ۳۸ تا ۵۷

حصہ ششم جامع سبق — سورۃ الحديد (مکمل)

تعارف

تعارف ہی میں یہ بات عرض کر دیجیے مٹا ہوا ہے کہ یہ نصاب درجہ ہفتم کا "طیغ نوار" نہیں ہے بلکہ اس کا اصل ڈھانچہ مولانا امین احسن اصلاحی کا تیار کردہ ہے۔ تفصیل اس اجمال کی یہ ہے کہ ۱۹۵۱-۵۲ء میں جب راقم الحروف اسلامی جمعیت طلبہ لاہور و پنجاب کا ناظم تھا اس نے جمعیت کے زیر اہتمام طلبہ کے لیے دعوتِ نبویؐ کی تحریک کے لیے ایک دوسرے ۱۹۵۱ء میں کرکس کی تعطیلات میں اور دوسرے ۱۹۵۲ء کی تعطیلات کو کم کر لیا۔ ان تربیت گاہوں میں قرآن مجید کا درس مولانا اصلاحی مقرر کرنے دیا تھا اور اس غرض سے انہوں نے ایک نصاب تجویز کیا تھا جو درجہ ذیل ہے:

- ۱۔ انسان کی انفرادی زندگی کی رہنمائی کے لیے سورۃ قمر، سورۃ النجم اور سورۃ الفجر کا آخری مکتعہ۔
 - ۲۔ مابقی زندگی سے متعلق سورۃ فجر تک۔
 - ۳۔ قوی، ملی اور سیاسی زندگی کی رہنمائی کے ذیل میں سورۃ بقرہ تک۔
 - ۴۔ فریضہ قحط و مسرت وین کے ذیل میں سورۃ صافات تک۔
 - ۵۔ اور تحریک اسلامی سے متعلق مختلف مسائل میں رہنمائی کے ذیل میں سورۃ الحج و بکورت تک۔
- راقم کی خوش قسمتی تھی کہ اسے بطور ناظم ان دونوں تربیت گاہوں میں شرکت کا موقع ملا اور یہ مقامات اس نے دوبار مولانا اصلاحی صاحب سے براہ راست پڑھے اور راقم نے ان مقامات کو اس طرح اخذ کر لیا کہ "يَكْفُرُوا بِحَقِّهِ وَلَوْ أَنَّهُ" (پہنچاؤ میری جانب سے چاہے ایک ہی آیت) کے مصداق انہیں آگے بڑھانے کے لیے بھی کسی قدر اعتماد پیدا ہو گیا۔ چنانچہ فرمائے طالب علمی میں جمعیت کے اجتماعات میں بھی راقم ملاحظہ قرآن کی ذمہ داریاں نبھاتا رہا۔ تعطیلات کے زمانے میں ہمارے سوال میں جماعت اسلامی کے اجتماعات میں بھی ان مقامات کا درس دیتا رہا اور رضایں المبارک کے ایک تربیتی پروگرام میں پورا نصاب بھی پڑھایا۔ ۱۹۵۲ء میں عمان میں منعقدہ جمعیت کی ایک تربیت گاہ میں راقم نے پھر یہ نصاب اسی تدبیر کے ساتھ پڑھایا۔ بعد میں جب سلیمان میں راقم نے ایک اسلامی ہٹل قائم کیا تو اس میں نیم طلبہ کو بھی راقم نے اس پر سے نصاب کا درس دیا جسے بعد میں راقم کو لایجی میں تھا تو وہاں بھی قبول عام ہونے تک سوسائٹی میں ایک علاقہ قائم کر کے اسی منتخب نصاب کا درس دیا گیا۔

لاہور میں ملحقہ ہائے مطالعہ قرآن "کے اس سلسلے کی اس اس بھی راقم نے اسی کو بتایا جس نے اللہ کے فضل و کرم سے ایک باقاعدہ تحریک کی صورت اختیار کر لی۔

ابتداءً اس عرصے کے دوران میں وقتاً فوقتاً قلمی بنیادی نصاب میں اضافے کرتا رہا جس سے اس نصاب کی ایک واضح بنیاد بھی قائم ہو گئی اور مختلف مقامات کے مضامین میں جو فاصلے تھے وہ بھی بہت کم محکم پاٹ دیتے گئے۔ ہر مکتبہ ہے کہ آئندہ بھی خود راقم یا کوئی اور شخص اس میں مزید اضافے کر سکے۔ تاہم اس وقت راقم کا گمان ہے کہ ایک خاص نقطہ نظر سے قرآن مجید کا جو انتخاب اس نصاب میں کیا گیا ہے وہ بہت حد تک مکمل ہی ہے اور نہایت مفید بھی۔

آگے چلنے سے پہلے اس "خاص نقطہ نظر" کی وضاحت بھی ہو جائے تو اچھا ہے۔ خاص نقطہ نظر یہ ہے کہ ایک مسلمان کے سامنے یہ بات بالکل واضح ہو جائے کہ اس کے دین کے تقاضے اس سے کیا ہیں اور ان کا رتبہ اس سے کیا چاہتا ہے؟ گویا دین کے تقاضوں اور دنیاوی کاموں کا ایک صحیح لیکن جامع تصور پیش کرنا اس انتخاب کا اصل مقصد ہے اور اپنے مضمناً اس سے خود دین کا ایک جامع تصور بھی آپ سے آپ واضح ہو جاتا ہے اور محدود مذہبی قصورات کی مرضی خود کو پوشی پہنی جاتی ہیں۔ ایک عرصے سے اس بات کی ضرورت محسوس ہو رہی تھی کہ اس منتخب نصاب کو کچھ اشاعت کر دیا جائے۔ لیکن بدحوہ یہ ارادہ پورا نہ ہو سکا۔ اللہ تعالیٰ کی مشیت میں ہر کام کے لیے وقت مبین ہے۔ اللہ کا شکر ہے کہ اب اس کی صورت پیدا ہو رہی ہے۔ اللہ تعالیٰ ہی سے دعا ہے کہ وہ اسے لوگوں کو پہنچے مفید بنائے اور اسی سے اجر و ثواب کی امید ہے۔

فائدہ اسرار احمد مبنی عنہ

عرض نامہ

پچھلے کچھ عرصے سے مختلف احباب کی جانب سے یہ کیا گیا اور بار بار اس نے ایک بڑے منتخب نصاب میں قرآن مجید کی آیات کے متن کے ساتھ شاہ عبدالقادر دہلوی کا جو اردو ترجمہ شائع کیا جاتا ہے جو کہ دو سو برس پرانی اردو شکل ہے سبک و رفت کے گزرنے کے ساتھ ساتھ زبان کی ترکیب اور معادوں کے استعمال میں خلل و فراق واقع ہو چکا ہے، لہذا اس کی بجائے کوئی ایسا نسخہ اور جدید ترجمہ بحال نصاب میں چاہیے۔ چنانچہ اس ایڈیشن سے شیخ الحدیث مولانا محمد حسن کارجمیرا نصاب میں شامل کیا گیا ہے جو جدیدانِ اہلسنن بھی پڑھ کر بہت متاثر ہوئے ہیں!

حصة اول

جامع اسباق

درس اول

لوازم نجات

سورة العصر کی روشنی میں

درس دوم

حقیقت پر وتقویٰ

آیہ بز (سورة البقرہ: ۱۷۷) کی روشنی میں

درس سوم

مقامِ عزیمت

سورة لقمان کے دوسرے رکوع کی روشنی میں

درس چہارم

خطِ عظیم

سورة الحہ السجدہ کی آیات ۳۰ تا ۳۶ کی روشنی میں

سورة العصر کی روشنی میں

مذکورہ العذر مقصد کے تحت اس نصاب کا نہایت موزوں آغاز و قیاس ہے جو سران ابدی سے انسان کے بچاؤ کی چار بنیادی شرائط یا اہل و عیال کا مایاں اور فوز و فلاح کے چار نگران اور اہم حاجات کی راہ کے چار سنگ اسے میل کا تعین کر دیتی ہے یعنی ایمان، عمل صالح، تقویٰ باقی اور نورانی بصیرت اہم کے نزدیک یہ سوت صرف اس نصاب ہی کے لیے نہیں بلکہ قرآن کے لیے بمنزلہ اس ہے اور اس کی حیثیت اس بیج کی ہے جس سے ہر شجر کی نمو کی تمام نباتات کے برگ و بار پھوٹتے ہیں۔ واللہ اعلم۔

بہر حال اس نصاب کی جو سورۃ الصہبہ اور تفسیر پر انصاب گو یا کسی کی تفسیر کی حیثیت رکھتا ہے سورۃ الصہبہ و اہم کی ایک تقریر اور ایک تحریر کیا راہ نجات، سورۃ الصہبہ کی روشنی میں اس کے نام سے بطور مدد دے۔

حقیقتِ بر و تقویٰ

آیتِ نبر (سورۃ البقرہ: ۱۷۷) کی روشنی میں

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ
لَیْسَ الْبِرُّ اَنْ تُوَلُّوا وُجُوْهُكُمْ قِبَلَ الْمَشْرِقِ وَالْمَغْرِبِ
وَلَٰكِنْ الْمَرْغُوْبُ اَنْ تَاْمَنُوْا بِاللّٰهِ وَالْيَوْمِ الْاٰخِرِ وَتَسْلِكُوْا سَبِيْلَ الْوَسْطِیّیْنَ
وَالَّذِیْنَ اٰتَوْا مَالًا عَلٰی حُبِّهِ ذُرِّیُّ الْقُرْبٰی وَالْیَتٰمٰی وَ
الْمَسْكِیْنِ وَابْنَ السَّبِیْلِ وَالسَّائِلِیْنَ وَفِی الرِّقَابِ وَاَقَامَ
الصَّلٰوةَ وَآتٰی الزَّكٰوةَ وَالْمُوْفُوْنَ بِعَهْدِهِمْ اِذَا عٰهَدُوْا وَاَوْ
الضَّرُوْرِیْنَ فِی الْمَآسِئِ وَالضَّرَآءِ وَحٰلِیْنَ الْبَآسِ اُولٰٓئِكَ
الَّذِیْنَ صَدَقُوْا وَاُولٰٓئِكَ هُمُ الْمُتَّقُوْنَ ﴿۱۷۷﴾

اس نصاب کا دوسرا درس آیتِ نبر یعنی سورۃ البقرہ کی آیت ۱۷۷ میں ہے۔ صرف یہ کہ
یہی کہ ایک محدود مذہبی تصور کی برکت مانی ہے اور یہی کہ ایک جامع اور محملِ قدرت و اخلاص کا

ثابت ہے کہ ”قَدْ حَمَلْنَا فِي الشَّجَرَةِ“ ایک واضح ہرمان ہے بلکہ اس آیت کی نسبت سورۃ البقرہ سے کچھ ایسی ہے جیسے ایک بندگی مبنی جو ذرا کھل گئی ہے یعنی ایمان نے بنیادی ایمانیات کی تفصیل کی صورت اختیار کر لی، عمل صالح کی تین حکم بنیادی تین ہوئیں اور حشر کے مروجہ کی بھی تہہ کے تفصیل آ گئی صرف تو اسی باقی کا ذکر یہاں نہیں ہے اگرچہ تباہی بھی حشر کے قیل میں موجود ہے۔ الغرض آیت ہر اعتبار سے اس نصاب کا موزوں ترین درس ہے۔

مقام عزیمت

اور حکمت قرآنی کی اساسات

سورۃ لقمان (رکوع ۲) کی روشنی میں

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ
وَلَقَدْ آتَيْنَا لُقْمٰنَ
الحِکْمَةَ اِنْ اَشْكُرْ لِلّٰهِ وَمَنْ یُّشْکُرْ فَاِنَّمَا یُشْکُرُ لِنَفْسِهٖ وَمَنْ
کَفَرَ فَاِنَّ اللّٰهَ غَفِیْرٌ حَمِیْدٌ ۝ وَاِذْ قَالَ لُقْمٰنُ لِابْنِهٖ وَهُوَ
یُعِظُهٗ یٰبْنٰی لَا تُشْرِکْ بِاللّٰهِ اِنَّ الشِّرْکَ لَظُلْمٌ عَظِیْمٌ ۝ وَصَبْنَا
الْاِنْسَانَ بِوَالِدَیْهِ حَمَلَتْهُ اُمُّهُ وَهْنًا عَلٰی وَهْنٍ وَفَضَّلَتْهُ
فِیْ عٰمِلِیْنَ اِنْ اَشْكُرْ لِيْ وَلَوْ اَلَدْتُكَ اِلٰی الْمَصِیْرِ ۝ وَاِنْ
اَیْهَا ذٰلِكَ عَلٰی اَنْ تُشْرِکَ بِيْ مَا لَیْسَ لَكَ بِهِ عِلْمٌ فَلَا تُطِعْهُمَا

اور ہم نے دی لقمان کو

الحکمت ان اشکر للہ ومن یشکر فانتما یشکر لنفسہ ومن کفر فان اللہ غفییر حمید ۝ واذ قال لقمان لابنہ وهو یعظہ یابنای لا تشرک باللہ ان الشرک لظلم عظیم ۝ وصبنا الانسان بوالدیه حملته امہ وهنا علی وهن وفضلته فی عاملین ان اشکر لی ولو الدتک الی المصیر ۝ وایھا ذالک علی ان تشرک بی ما لیس لک بہ علم فلا تطعہما

عقلمندی کہ حق مان انہ کا اور جو کوئی حق مانے انہ کا تو مانے کا اپنے بچے کو اور جو کوئی کفر کرے تو اللہ ہے پروا کسی سے نہ رکھوں والا اور جب کہا لقمان نے اپنے بچے کو جب اس کو سمجھا رہا ہے کہ اپنے بچے شریک نہ پھر انہ کا شریک شریک بنانا بھاری بے انصافی ہے اور جو بچہ کو

الانسان بوالدیه حملته امہ وهنا علی وهن وفضلته فی عاملین ان اشکر لی ولو الدتک الی المصیر ۝ وایھا ذالک علی ان تشرک بی ما لیس لک بہ علم فلا تطعہما

کری انسان کو انہ کی باپ کے والدین میں کھاس کو ان کی ماں نے غلبہ غلبہ کر اور وہ وہ چلا کر

فی عاملین ان اشکر لی ولو الدتک الی المصیر ۝ وایھا ذالک علی ان تشرک بی ما لیس لک بہ علم فلا تطعہما

اس کا وہ برسر میں کہ حق مان سیرا اور اپنے ماں باپ کا آخر بھی ایک ناکار اور اگر اچھا ہلکے علی ان تشرک بی ما لیس لک بہ علم فلا تطعہما

وہا وہا توں مجھ کا جس اس بات پر کہ شریک مان سیرا اس چیز کو جو مجھ کو معلوم نہیں تو انکا اسماست ان

وَصَلِحْهُمَا فِي الدُّنْيَا مَعْرُوفًا ۖ وَأَتَّبِعْ سَبِيلَ مَنْ أَنَابَ إِلَىٰ	اور ساتھ ساتھ ان کا دنیا میں صلح و صلح کے واسطے اور وہ جو اس کی جو طرح جو طرح کی طرف
تَوَّابٍ ۖ مَرْجِعُكُمْ فَأَتَّبِعْكُمْ ۖ كُنْتُمْ تَعْمَلُونَ ۝ يٰبَنِي آدَمَ إِنَّا	پھر میری طرف لو کہ تم کو تم میں سے جو اللہ کا راستہ کر رہے تھے اس کے لئے اڑھائی چتر ہو
مُنْقَالٍ حَتَّىٰ تَخْرُجُوا مِنْ حَرْدِلٍ فَتَكُنْ فِي صَخْرَةٍ أَوْ فِي السَّمُوتِ أَوْ	برابر رانی کے دانہ کی ہمدرد ہو کسی پتھر میں یا آسمان میں یا
فِي الْأَرْضِ ۖ يٰأَيُّهَا اللَّهُ ط إِنَّ اللَّهَ لَطِيفٌ خَبِيرٌ ۝ يٰبَنِي آدَمَ	زمین میں حاضر کر کے اس کو شک اٹھانا بھیجی ہوئی چیزوں کو جو اللہ کے لئے قیام رکھ
الصَّلَاةَ وَامْرَأَ الْكَافِرِ ۖ إِنَّهُ عَنِ الْمُشْكِرِ وَاضِعٌ عَلَىٰ مَا	نماز اور مکمل پہلی بات اور شیخ کر برائی سے اور قیل کر جو
أَصَابَكَ ۖ إِنَّ ذَٰلِكَ مِنْ عَزْمِ الْأُمُورِ ۝ وَلَا تُصَعِّرْ خَدَّكَ	تجھ پر ہنسے بیشک یہیں بہت کے کام اور اپنے کمال سے بھلا
لِلنَّاسِ ۖ لَا تَمْسُ فِي الْأَرْضِ مَرْحًا ط إِنَّ اللَّهَ لَا يُحِبُّ كُلَّ مُخْتَالٍ	لوگوں کی طرف اور مت بھل زمین پر اڑنا بیشک اللہ کو نہیں بھلا کوئی اڑنا
فَخُورٌ ۝ وَأَقْبِصْ فِي مَشْيِكَ ۖ وَاعْصُصْ مِنْ صَوْتِكَ ط إِنَّ	اڑائیں کر غولا اور بھل بچ کی چال اور پیچ کر آواز اپنی بیشک
أَنكَرَ الْأَصْوَاتِ لَصَوْتِ الْحَمِيرِ ۝	
بُری سے بُری آواز گدے کی آواز ہے	

اس نصاب کا تیسرا درس سورۃ تھان کا شروع ملا ہے جو پھر ایک دوسرے زاویے سے سورۃ العصر کی تفصیل ہے۔ یہاں ایمان کے ذیل میں خدا کے شکر کے التزام اور اس کے ساتھ شکر سے اجتناب کا ذکر ہے۔ اعمال صالحہ میں بڑو الدین اور نماز کی تاکید کے علاوہ کبر و غرور سے روکا گیا ہے اور میناز روی کی تعلیم دی گئی ہے۔ تو اسی باقی کی ایک فرع 'امر بالمعروف اور نہی عن المنکر' پر زور ہے اور صبر کی تاکید ہے۔ گویا سورۃ العصر کے چاروں اجزاء یہاں بھی موجود ہیں۔ ان کے علاوہ یہ شروع حکمت قرآنی کے نہایت اہم اور بنیادی اور اساسی نکات کا حامل ہے

یعنی (۱) یہ کہ فطرت کی صحت اور سلامتی کا لازمی نتیجہ شکر ہے (۲) محنت کا لازمی تقاضا ہے کہ یہ جہد
 شکر خدا کی ذات پر متمرکز ہو جائے (۳) خدا کا شکر سبکدوش ہے اچھا ناپ مشرک اور التزام قہم سب کو
 (۴) انسان پر جو حقوق عائد ہوتے ہیں وہ سب سے پہلے خالق کے ہیں اور اس کے بعد سب سے مقدم
 والدین کے (۵) اگر ابن و دول میں مجاہدہ جو تو اللہ تعالیٰ کا قدم کے مصداق خدا کا حق خالق نسبت ہے گا۔
 (۶) بروالدین میں ان کا اتباع لازماً شامل نہیں اتباع صرف اس کا کیا جانا چاہیے جس نے اپنا رخ
 خدا کی طرف کر لیا ہو وغیرہ (۷) بائیکاٹ اور بھڑکاشی کا شعور فطرت انسانی میں دویت شدہ ہے۔
 سورہ تکوین کے رکوع دوم میں وارد شدہ الفاظ "إِنَّ الشُّرَكَاءَ لَظُلُمٌ عَظِيمٌ" کی مناسبت
 سے منتخب مصاب کے اس مرحلے پر ایک مفصل تقریر حقیقت و اتمام مشرک کے موضوع پر کی جاتی
 ہے جو باجموعہ نوشتہ سبیل میں منسلک ہوئی ہے۔

خطِ عظیم

سورہ خم السجدہ کی آیات کی روشنی میں

بِسْمِ اللَّهِ الرَّحْمَنِ الرَّحِيمِ
إِنَّ الَّذِينَ قَالُوا رَبُّنَا اللَّهُ ثُمَّ اسْتَقَامُوا
تَتَنَزَّلُ عَلَيْهِمُ الْمَلَائِكَةُ أَلَّا تَكْفُوا أَوْ لَا تَحْزَنُوا وَأَبْشِرُوا
بِالْجَنَّةِ الَّتِي كُنتُمْ تُوعَدُونَ ۝ خُنْ أُولَئِكَ فِي الْحَيَاةِ
الدُّنْيَا فِي الْآخِرَةِ ۝ وَلَكُمْ فِيهَا مَا شِئْتُمْ لَكُمْ فِيهَا
فِيهَا مَا تَدْرَجُونَ ۝ تَزَالُ مِنْ عَنْدِ رَبِّكُمْ ۝ وَمَنْ أَحْسَنُ
قُلُوبًا مِمَّنْ دَعَا إِلَى اللَّهِ وَعَمِلَ صَالِحًا وَقَالَ إِنِّي مِنَ الْمُسْلِمِينَ ۝
وَلَا تُسَبِّحُوا الْحُسَيْنَةَ وَلَا السَّيِّئَةَ إِذْ قَعَرَا لِيَوْمِ الْحِسَنِ
فَإِذَا لَنِي بَيْنَكَ وَبَيْنَهُ عَدَاوَةٌ كَأَنَّهُ وَلِيٌّ حَمِيمٌ ۝ وَمَا

بَلِّغُوا إِلَى الَّذِينَ صَبَرُوا وَمَا يُلْقُوا إِلَّا أَوْحَاظَ عَظِيمًا ﴿١٠٠﴾ وَمَا
ات مئی کو اپنی کو جو صبر رکھتے ہیں اور بات مئی کو ان کو کہیں کی بڑی سخت ہے اور جو
يُلْقِيَنَّكَ مِنَ الشَّيْطَانِ نَزْعٌ فَاسْتَعِذْ بِاللَّهِ إِنَّهُ هُوَ السَّمِيعُ
یہی جو کہ ان کو شیطان سے جو ن کا ہے کو بٹا دے اور جو
الْعَلِيمُ ﴿١٠١﴾
جانتے والا

جو تھا درس سورہ طہ سم اسجدہ کی آیات ۳۰ تا ۳۴ پر مشتمل ہے اور یہی سورہ العصر کے چاروں اجزاء پر جامعیت کے ساتھ محیط ہے۔ اس فرق کے ساتھ کہ سورہ العصر میں ان چاروں اجزاء کی ابتدائی اہم اذکار یا نگر اسامت کا ذکر ہے اور یہاں ان ہی کے بلند ترین مقامات کا ذکر ہے چنانچہ ایمان کا لب لباب یہ ہے کہ انسان اللہ کی ربوبیت پر یقین جو جائے تو اچھی بات کی بلند ترین منزل دعوت الی اللہ ہے اور پھر کائنات پرین مقام یہ ہے کہ انسان وہی کو چیلے ہی نہیں بلکہ اس کا جواب بھی سنے دے۔ نہ اس کے صانع کو نہ اسے خود ایک ایسی غائی اصطلاح ہے جو یکساں وقت اصول و فروع اور مژد اور چوٹی سب پر حاوی ہے۔ گویا کہ یہ مقام ہے کہ عبادت بلند است آیتانہ کی تفسیر اور انوش کے بلند ترین مراتب یہ خط عظیم کی تفصیل ہے یا الفاظ دیگر فرق کہ لیا جاتا ہے کہ سورہ العصر کے جس راہ کے اندر ان مراحل کا ذکر کیا ہے اس مقام پر اس کی انتہائی مثالیں واضح کر دی گئیں۔

تھیں کہ حال چاروں درس جامع تھے، یہی ان سب میں نجات کے چاروں لازمہ کا ذکر موجود ہے آگے اب تک میں ان میں سے ایک ایک جزو کو لے کر ان کی تشریح و تفصیل کی کوشش کی گئی ہے چنانچہ پانچ مقامات ایمانی کے ذیل میں ہیں۔ چھ مقامات عمل صالح کی تفصیل پر مشتمل ہیں۔ چار مقامات قرآنی باطن کے ذیل میں ہیں اور چھ مقامات قرآنی العصر کے سلسلے میں ہیں اور آخر میں ایک جامع صورت کے درس پر اس فصاحت کا اتمام ہوتا ہے جس سے گویا ایک بار پھر پورے مبنی کی تہ رانی ہو جاتی ہے۔ ان مقامات میں سے کچھ حصہ اس حصہ میں ایک نشست میں بیان کیا جا سکتا ہے اور کچھ طویل ہیں جن کیلئے ایک سے زائد درس درکار ہوں گے۔ لہذا آئندہ دوروں کا مرتبہ نہیں رہے گا یہ تعداد مختلف اسواں مقامات کی منہست تھے جیسی ہوتی رہتے گی۔

حصہ دوم

مباحث ایمان

درس اول

قرآن کے فلسفہ و حکمت کی اساس کاٹل

سورة الفاتحه کی روشنی میں

درس دوم

اولادالباب کے ایمان کی کیفیت

سورة آل عمران کے آخری رکوع کی روشنی میں

درس سوم

نور ایمانی کے اجزائے ترکیبی

سورة النور (رکوع ۵) کی روشنی میں

درس چہارم

ایمان اور اس کے ثمرات و مضمرات

سورة النعابین کی روشنی میں

درس پنجم

اثباتِ آخرت کے لیے قرآن کا استدلال

سورة القیامہ کی روشنی میں

قرآن حکیم کے فلسفہ و حکمت

کی اساس کا مل :

سُورَةُ الْفَاتِحَةِ

بِسْمِ اللَّهِ الرَّحْمَنِ الرَّحِيمِ
شروع اللہ کے نام سے جو بڑا مہربان نہایت رحم والا ہے اور
الْحَمْدُ لِلَّهِ رَبِّ الْعَالَمِينَ ۝ الرَّحْمَنِ
سب کو بخیر رہا کرتا ہے جو عالم والا ہے جہاں کا بڑا مہربان
الرَّحِيمِ ۝ مَلِكِ يَوْمِ الدِّينِ ۝ اِيَّاكَ نَعْبُدُ
نہایت رحم والا مالک روز جزا کا تو تیری ہی ہم بندگی کرتے ہیں
وَ اِيَّاكَ نَسْتَعِينُ ۝ اهْدِنَا الصِّرَاطَ
اور تجھی سے مدد چاہتے ہیں بتلاؤ ہم کو راہ
الْمُسْتَقِيمَ ۝ صِرَاطَ الَّذِينَ أَنْعَمْتَ عَلَيْهِمْ ۝
سیدھی راہ ان لوگوں کی جن پر تو نے فضل فرمایا
غَيْرِ الْمَغْضُوبِ عَلَيْهِمْ وَلَا الضَّالِّينَ ۝
جن پر نہ تیرا غضب ہوگا اور نہ وہ گمراہ ہونگے

ایمان کے مباحث میں پہلا درس سورۃ الفاتحہ پر مشتمل ہے جو گویا قرآن کے فلسفہ و محبت کے خلاصے کی حیثیت رکھتی ہے۔ یہی سبب ہے کہ اسے اساس القرآن بھی کہا گیا اور ”ہم القرآن“ بھی۔ اس سورۃ مبارکہ سے یہ حقیقت واضح ہوتی ہے کہ جہاں تک ایمان باللہ یا توحید اور ایمان بالآخرت یا معاد کا تعلق ہے ان تک تو ایک مسلم الفطرت اور سلیم العقل انسان عقل و فطرت کی رہنمائی میں باخود و بخیر سامانی ماحول میں رہتا ہے جس کے نتیجے میں ایک بے پناہ جذبہ عبادت و استعانت اس کے اندر راہبرتا ہے لیکن جہاں تک ”مراطہ مستقیم“ یعنی زندگی بسر کرنے کے معتدل اور متوازن طریقے کا معاملہ ہے وہاں انسانی عقل باطل بے لگا ہے اور انسانی کے لیے اس کے سوا اور کوئی چارہ نہیں ہے کہ وہ گھٹنے ٹیک کر اللہ سے ہدایت کی درخواست کرے۔ اور اصلاحی ایمان یا زمامت کی عقلی بنیاد ہے!



قائم ہے۔ اور پھر جب اپنی دوسری امور پر عمل کسی نبی کی دعوت اس کے کانوں میں پڑتی ہے تو کس طرح دالہا نہ اس پر ایک کہتا ہے۔ اس طرح ان آیات سے گویا ایمان عقلی اور ایمان کسی کا باہمی ربط بھی واضح ہو جاتا ہے اور فی الجملہ ایمان کی عقلی و منطقی ترکیب (SYNTHESIS) پر بھی روشنی پڑ جاتی ہے۔ آخر میں اس ایمان سے اس صحیح الفطرت انسان کی زندگی میں جو انقلاب آتا ہے اور اس کے لیے وہ جس اشار و قربانی، صبر و ضبط اور ثبات و استقامت کا مظاہرہ کرتا ہے اس کا ذکر ہے اور اس کا ان جانبازوں اور سر فرشتوں پر اللہ تعالیٰ کی جانب سے انتہائی ناکامی و انداز میں اجر و ثواب کا وعدہ اور پختہ یقین دہانی ہے۔

ایمان کی تذکرہ بالآئین کرپوں میں سے پہلی یعنی یہ

برگ درختان بنزد درختہ ہوشیار

ہر دلقہ و فرست معرفت کو گوار

کے مصداق کائنات میں ہر جہاں طرف پھیلی ہوئی آیات الہی پر غور و فکر سے اصحاب عقل و دانش کے خدا کو پہچانتے اور اس کی توحید اور صفات کمال کا علم حاصل کرنے یا بالفاظ دیگر اس پر ایمان لانے کی مزید وضاحت کے ضمن میں سورہ بقرہ کی آیات ۱۶۴ اور ۱۶۵ سے مدد لی جاتی ہے جن سے مزید ایک اور حقیقت بھی واضح ہو جاتی ہے یعنی یہ کہ معرفت خداوندی کا اصل شروع یہ ہے کہ انسان خدا کی محبت سے اس سرشار ہو جائے کہ شہرہ تمام زمین اس کی محبت کے تابع ہو جائیں۔

اسی طرح ایمان کے سلسلہ الذہب کی دوسری کڑی یعنی عقلی کائنات میں محبت خداوندی کی کار فرمائی اور ہر چیز کی با مقصدیت (PURPOSEFULNESS) کے مشاہدے سے جزا و سزا پر استدلال اور ایمان بالآخرت تک رسائی کی مزید وضاحت کے لیے سورہ الزمر کی آیات ۱۱۵ اور ۱۱۶ سے استشہاد کیا جاتا ہے اور اس طرح ایمان عقلی کے دونوں اجزاء کی مزید وضاحت بھی ہو جاتی ہے اور سامع پر انصاف کیستہ کفایت کیستہ کی حقیقت کی شکست ہو جاتی ہے۔

نور ایمانی کے اجزائے ترکیبی

نور فطرت اور نور وحی

سورۃ النور (رکوع ۵) کی روشنی میں

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ
اللّٰهُ نُورُ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ مِثْلُ نُوْرٍ كَیْسُكُوْفٍ
اللہ روشنی جو آسمانوں کی اور زمین کی مثال اس کی روشنی کی جیسو کی ہے
فِیْہَا وُضِّیْعَۃٌ لِّلْیَضَآءِ فِیْ رَحَآءِ النَّجَآءِ کَاَنّٰہَا کَوْکَبٌ
اس میں ہوا ایک چراغ وہ چراغ دھڑا ہوا ایک شیشیوں وہ شیشیوں سے جیسے ایک تارہ
دُرِّیُّ یُوْقَدُ مِنْ شَجَرٍ مَّوْبُوْدٍ رَبِّیُّوْنِہٖ لَا تَرٰہُمْ فِیْہِیۡ قَا
چمکا ہوا تیل جلتا ہے اس میں ایک برکت ہے برکت کا وہ درختوں پر نہ مشرق کی طرف ہے اور
اَلَا عَرِیْۃٌ یَّکَادُ رِیْہَآ اَضٰیءُ وَاُولَٰئِکَ مُمْسِکٰتُ نَارٍ نُّوْرٌ عَلٰی نُّوْرٍ
و نہ عرب کی طرف نہ عرب جو اس کا تیل کر رہی ہو جانے اگر یہ نہ تھی ہو اس میں الہ روشنی پر روشنی
یَهْدِیۡ اللّٰهُ لِنُوْرٍہٗ مَنْ یَّشَآءُ وَیَضْرِبُ اللّٰهُ الْاَمْثَالَ لِلنَّاسِ
اللہ راہ دکھلا دیتا ہے اپنی روشنی کی جس کو چاہے اور بیان کرتا ہے اللہ مثالیں لوگوں کے واسطے
وَاللّٰهُ بِکُلِّ شَیْءٍ عَلِیْمٌ فِیۡ یُّیُوْبِ اٰذِنُ اللّٰهُ اَنْ یُّزَفَّ وَیَنْ کَسَ
اور اللہ سب چیز کو جانتا ہے اُن لمحوں میں کہ اللہ نے حکم دیا کہ لو جلتے رہے گا اور وہاں
فِیْہَا اَسْمَآءٌ یُّسَمَّیۡ لَہٗ فِیْہَا بِالْغَدْرِ وَالْاَصْحَالِ رِجَالٌ لَا تُلَہِیۡہِمُ
اس کا نام ہے جسے کا یاد کرتے ہیں ان میں سچ اور شام وہ مرد کہ نہیں غافل ہوتے
تِجَارَۃً وَلَا یُعِیۡ عَنْ ذِکْرِ اللّٰهِ وَاَقَامَ الصَّلٰوۃَ وَرَاتٰہُ الزَّکٰوۃَ
سودا کرتے ہیں اور نہ بچتے ہیں اللہ کی یاد سے اور نماز قائم کرتے ہیں اور زکوٰۃ دیتے ہیں

يَخْفُونَ يَوْمًا تَتَفَلَّكُ فِيهِ الْقُلُوبُ وَالْأَبْصَارُ ﴿٣٥﴾ لِيُخْرِجَهُ اللَّهُ
فصلت میں اس آیت میں دل اور آنکھیں تاکہ بدلے کو نکالے اور
أَحْسَنَ مَا عَمِلُوا وَبَرَّيْلَهُمْ مِنْ فَضْلِهِ وَاللَّهُ يَسْرِقُ مَنْ لَشَاءٍ
انہیں بہتر کاموں کا اور زیادتی دے انکو اپنے فضل سے اور اللہ روزی دینا پس جو چاہے
يُغَيِّرْ حِسَابَ وَالَّذِينَ كَفَرُوا أَعْمَالَهُمْ كَسَرَابٍ بِقِيَعَةٍ يُخْشِبُهُ الظَّانُّ
بے شمار اور جو لوگ مشرک ہیں ان کے کام جیڑیت جنگل میں چھپا جائے گا
مَاءً حَتَّىٰ إِذَا جَاءَهُ لَمْ يَجِدْهُ شَيْئًا وَجَدَ اللَّهَ عِنْدَهُ فَوْقَهُ
پانی یہاں تک کہ جب پہنچا اس پر اس کو کچھ نہ ملا اور اللہ کو پایا اپنے پاس پھر اس کو پانی
حِسَابُهُ وَاللَّهُ سَرِيعُ الْحِسَابِ ﴿٣٦﴾ أَوْ لَطَمْتَ فِي خَجَرٍ رَخِيٍّ يَعْشِبُهُ
دھاس کا ٹکڑا اور اللہ جلد پتے والا ہے حساب یا پیسے اندر سے لہرے دریا میں جڑی بوٹی
مَوْجٌ مِنْ فَوْقِهِ مَوْجٌ مِنْ فَوْقِهِ سَحَابٌ طَلَمْتَ بَعْضَهُمْ أَقْوَقَ
اس پر ایک لہر اس پر ایک اور لہر اس کے اوپر بادل اندر سے یہاں تک
بَعْضٌ إِذَا أَخْرَجَ يَدَهُ لَمْ يَكُنْ بِرُحْمَاءٍ وَمَنْ لَمْ يُجْعَلِ اللَّهُ لَهُ
ایک جب نکالے اپنا ہاتھ لگ نہیں کر سکو وہ موم اور جس کو اللہ نے ندی
نُورٍ أَفْهَامُهُ مِنْ نُورٍ
روشنی ان کے دماغ میں نہیں روشنی

ایمان کے ذیل میں یہ اور سورۃ النور کے رکوع ۵ میں آیت ۳۵ میں ایک حد
درجہ بلخ تفسیل کے پرانے میں فوراً ایمان کی حقیقت سمجھائی گئی ہے اور اس کے اجزائے ترکیبی کو واضح
کیا گیا ہے یعنی یہ کہ دو اجزاء سے مرکب ہے: ایک نورِ فطرت جس کی مثال اس صاف شفاف تیل
کی سی ہے جو گوہر کا منظر ہوتا ہے کہ جو نہی آگ اس کے قریب آئے وہ فوراً بھڑک اٹھے اور دوسرے
نورِ وحی جس کی مثال آگ کی سی ہے جو فطرت کے صاف دھن کو فوراً مشتعل کر دیتی ہے۔ یہ تفسیل
اگرچہ کاملہ تو صرف صدیقین کے ایمان ہی پر چسپاں ہوتی ہے چونکہ ان ہی کی فطرت کا روشن آتش شفاف
ہوتا ہے کہ وہ نبی کی دعوت پر بغیر کوئی دلیل طلب کیے فوراً ایمان لے آتے ہیں تاہم اس سے اس
بنیادی حقیقت پر بھی روشنی پڑتی ہے کہ جس طرح بصارت ظاہری کے لیے بھی خارج میں روشنی و

آنکھوں میں تیزی دونوں کا ہونا لازم ہے اسی طرح اس بصیرت باطنی کے لیے بھی کہ جس کا نام ایمان ہے یہ دونوں چیزیں لازم ہیں کہ خارج میں فوری و درانت بھی موجود ہو اور انسان کے باطن میں اس کی فطرت کا نور بھی بالکل بکھڑکنا ہو۔۔۔۔۔ اس طرح یہ تیشیل سلسلہ ایمان کی تیری کڑی یعنی ایمان با درانت کی حقیقت کمزور واضح کر دیتی ہے۔

آیت ۱۳۱ تا ۱۳۸ میں ان سلیم الفطرت انبیائوں کی زندگیوں کی ایک دوسری جھلک دکھائی گئی ہے جو نور ایمان سے مکمل متاثر ہو کر ہوئے ہیں یعنی مساجد کے ساتھ ان کی محبت ذکر الہی کے ساتھ ان کا انس اور اس کے لیے ان کا ذوق و شوق اور اس پر ان کا دوام، مصلوۃ و رکوع کا التزام اور ان سب کے بعد بھی خشیت الہی کا ظاہر اور حساب و کتاب اور جزا و سزا کے خیال سے لرزہ برائے نام رہنا۔

اس مقام پر اس حقیقت کی طرف خاص طور پر توجہ دلائی جاتی ہے کہ دوسرے مومن کی زندگی کی تصویر کا ایک سرج قلم ہے جو سورہ آل عمران کی آیت ۱۵۵ میں بیان ہوا ہے اور دوسرا سرج یہ ہے جو بیان سورہ انفور کی آیت ۱۴۸ تا ۱۵۸ میں دکھایا گیا ہے اور مکمل تصویر ان دونوں کے امتزاج ہی سے بنتی ہے ایک نقش مشق و محنت، ذوق و شوق اور عبادت و ریاضت کا ہے اور دوسرا نقش سعی و جہد و مصارت و مساعدت اور جہاد و قتال کا۔ اور بات بھی یہی ہے کہ جب یہ دونوں پہلو موجود ہوں یعنی وہی بات جو دشمنوں نے ان افتاد میں بیان کی تھی کہ هُمْ بِاللَّيْلِ مُهَيَّيَاتٌ وَّ بِالنَّهَارِ هُمْ مَسَانٌ، یہ لوگ تو رات کے واہب ہیں اور دن کے شہسوار،

اس رکوع کی بقية آیت میں دو ٹیکوں کے چرچے میں ایک تو ”وَرُحَىٰ نُورٌ“ کے بالکل عکس ظلمات جَعَصَهَا حَوْثِي بَعْضُهَا کا نقشہ کھینچا گیا ہے اور یہ ان لوگوں کی مثال ہے جو ایک طرف تو فوری و محنت سے بالکل محروم رہے اور دوسری طرف ان کا نور فطرت بھی بالکل بجھ چکا، چنانچہ اب ان کے پاس نہ تو نور ایمان کی کوئی جھلک ہے نہ کسی نیکی یا بھلائی کی کوئی روشنی، حتیٰ کہ ان کی زندگی ریاکارانہ نیکی کی طبع سازی والی جھوٹی چمک سے بھی بالکل غالی نظر آتی ہے۔ اور دوسرے ایک درمیانی کردار کی نقشہ کشی کی گئی ہے جن کے پاس ایمان ہے تو صرف زبانی اقرار اور دعویٰ کی حد تک، قلب کی تصدیق سے بالکل قہی ہوئی اور اگر کوئی نیکی یا صدقہ و خیرات ہے تو شخص ریا و شمع کی خاطر، خلوص اور اخلاص سے بالکل غالی۔ ان کی مثال اس پیاسے کی سی ہے جو سراب کو پانی سمجھ کر اس کے پیچھے دوڑتا ہے اور آخر کار تباہی و ہلاکت سے دوچار ہو کر رہتا ہے۔

ایمان کی بحث کے ذیل میں چوتھے نمبر پر مسودۃ التعلیٰان پڑھی جاتی ہے جو کوکھ اور دستوں ہی میں پڑھی جا سکتی ہے۔ ایک میں اس کا کوکھ اول اور دوسری میں روکھ ثانی۔ اس صحت کے مضامین کی ترتیب اس اعتبار سے بڑی عجیب ہے کہ اس کے کوکھ اول میں ایمان کے تینوں اجزاء کو صرف بیان (NARRATE) کروا گیا ہے۔ استدلال کا پہلو یہاں بھی اگرچہ موجود ہے تاہم بہت مختصر اور دوسرے کوکھ میں ایمان کے بعض مضمرات اور معتدرات کو بھی کھول دیا گیا ہے اور اس کے اہم ثمرات کی وضاحت بھی کر دی گئی ہے۔

چنانچہ رکوع اول میں سب سے پہلے خدا کی ہستی، اُس کی توحید اور اُس کی صفاتِ کمال پر بات آئی۔ اُن کی شہادت کو اس پیرائے میں بیان کیا گیا ہے کہ انسان و زمین میں جو کچھ ہے، اللہ کی تسبیح و ثناء ہے۔ اور پھر اُس کے کعبہ مرتبہ و مقام اور اُس کی بعض صفاتِ کمال خصوصاً اُن کی عظمت اور کمال کا بیان ہے۔ پھر رسالت کے ذیل میں رسول کی تکذیب کرنے والی قوموں کے عذاب اُسی سے ہلک ہونے کا بیان ہے اور رسالت کے باب میں ان کی اس اہل گمراہی کا ذکر بھی کیا گیا ہے کہ انہوں نے بشریت

اور نبوت و رسالت کو ایک دوسرے کی ضد خیال کیا۔ اس کے بعد عمر بنی اصفیٰ بلحوت کی شدت کے ساتھ ترمید اور قیام قیامت اور شرف اور جزا و سزا کا بیان اور اس حقیقت کا اظہار ہے کہ اصل ہار جیت اور کامیابی و ناکامی کا فیصلہ قیامت کے دن ہوگا۔ اور آخر میں اللہ رسول کتاب اور آخرت پر ایمان کی تہذیب و تربیت ہے۔

دوسرے رکوع میں جیسا کہ آدھ عرض کیا گیا ایمان کے ضرورت اور مراتب کا بیان ہے یعنی:

«تِلْكَ دَرَجَاتُهَا» (احسان و انصاف، ۱۳) «وَلَقَدْ وَاعَدْنَا بَرَاءً» (علقہ و نبوی کی فطری جنت کے پرحلے میں انسان کے درجہ و ایمان اور آخرت و عاقبت کے لیے جبر القوتہ (POTENTIAL) خطہ مضمر ہے اس سے تہذیب اور جوش و جھکاؤ نہا۔ البتہ یہ بھی نہ ہو کہ انسان گھر کو میدان جنگ ہی بنا ڈالے۔ اس کے برعکس ہرگز نہ کہ جو خود دگر کی روح و اختیار کی جائے (۱۵) «تَقْوَىٰ» (۱۶) مع و طاعت اور نہ، اتفاق فی منزل جس کی اہمیت پر سب سے زیادہ زور دیا گیا ہے۔

اس طرح یہ صورت ایمان کے بیان میں نہایت جامع ہے کہ اس کے اجزائے ٹکڑی تفصیل بھی اس میں آگئی اور اس سے انسان کے نقطہ نظر، طرز فکر اور ذہنی روش میں جو تبدیلیاں آئی ہیں اور اس کے طرز عمل اور حالات و فروع میں اس کے عملی رویے میں جو انقلاب برپا ہو جانا چاہیے، اس کا بیان بھی ہو گیا۔ اس صورت کا دوسرا کورس ایک سوئی ہے جس پر ہر انسان اپنے ایمان کو پرکھ کر دیکھ سکتا ہے کہ واقعہ ایمان موجود ہے یا نہیں اور ہے تو کتنا اور کیا ہے؟

اس مقام پر راقم اس حقیقت کو وضاحت سے بیان کیا کرتا ہے کہ اصل مرض ایک ہی ہے یعنی بشریت اور نبوت و رسالت کا ایک دوسرے سے استبعاد جس کا ظہور ایکہ شکل میں اس طرح ہوتا ہے کہ لوگ اس تباہ کن کی رسالت کا انکار کر دیتے ہیں کہ یہ تو بشر ہی نبی یا رسول کیسے ہو سکتے ہیں اور دوسری طرف اسی مرض کا ظہور اس شکل میں ہوتا ہے کہ نبوت و رسالت کا انکار کر لینے والے نبی یا رسول کی بشریت کا انکار کر بیٹھتے ہیں اور خود ان کو مادہ البشر قرار دے کر انہیں نبوت کے مقام پر بیٹھاتے ہیں۔

اثباتِ آخرت کے لیے قرآن کا استدلال

سورۃ القیامہ کی روشنی میں

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ
اَلَا اَقْسَمُ بِیَوْمِ الْقِیَمَةِ ۝ وَاَلَا اَقْسَمُ بِالنَّفْسِ الْوَاطِئَةِ ۝ یَحْسِبُ
میرے گواہوں کی قسم ہے کہ میں نے اپنی جان کی قسم کھائی ہے کہ میں نے سچ کہا ہے
الْاِنْسَانُ اَلَنْ تَجْعَلَ عِظَامَهُ ۝ بَلٰی قَدْ عَلِمْنَا ۝ عَلٰی اَنْ نَّسُوْیَ
آدمی! کونسا شخص ہے جو کہ تم کو اپنی ہڈیاں سے کھینچ کر پھینک دے
بَنَاتِهِ ۝ بَلْ یُرِیدُ الْاِنْسَانُ لَیْجْعَلَ اَمَامَهُ ۝ یَسْئَلُ اَیَّ اَنْ
اپنی بیویاں لے کر اپنے لیے رکھے اور کہ وہ اس کے سامنے بیٹیاں بھیجے
یَوْمَ الْقِیَمَةِ ۝ فَاِذَا ابْرَقَ الْبَصَرُ ۝ وَخَسَفَ الْقَمَرُ ۝ وَجُمِعَ
دن کی قیامت کا وقت ہوگا اور جب چاند چمکے گا اور سورج چمکے گا اور آسمان کے ستارے
الشَّمْسُ وَالْقَمَرُ ۝ یَقُوْلُ الْاِنْسَانُ یَوْمَئِذٍ اَیْنَ الْمَقَرُّ ۝
سورج اور چاند کہیں گے آدمی! اس دن ہم کہاں جا رہے ہیں
كَلَّا لَا وَرَمَدٌ ۝ اِلَیْ رَبِّكَ یَوْمَئِذٍ الْمُسْتَقَرُّ ۝ یَنْبَغِیْ
کوئی نہیں کہیں گے کہ وہ بے پرواہ ہوگا ۝ تم سے یہ کہیں گے کہ تم اس دن جا رہے ہو
الْاِنْسَانُ یَوْمَئِذٍ بِمَا قَدَّمَ وَاٰخَرَ ۝ یَلِیْلِ الْاِنْسَانُ عَمَلَ
انسان کہ اس دن جو اس نے آگے بڑھایا ہے اور جو پیچھے چھوڑا ہے
نَفْسِهٖ بِصِیْرَةٍ ۝ وَكَوْاْ اَلْفُ مَعَادٍ ۝ لَا تُخْرِجُکُمْ عَنْ لِّسَانِکُمْ
وہ اپنے آپ کو لے جائے گا اور ہزاروں سال کے لیے تم سے تمہاری زبان

لِنَعْمَلْ بِهِ ۝ اِنْ عَلَيْهِ تَاْجِیْعَةٌ وَّ قُرْاٰنُهُ ۝ وَاِذَا قَرَأَهُ	تاکر جلدی اس کے سیکھنے ۝ وہ تو ہمارا قصہ اس کو سن کر بہت غمناک ہوا کہ ہر جہاں اس کا ذکر ہو
فَاَتَمَّ قُرْاٰنُهُ ۝ لَقَدْ رَانَ عَلَیْهِ اَمَانَةٌ ۝ لَا یَلِیْلُ نَحْوُ	اور پوری قرآن پڑھا ۝ لے کر اس پر ایک ایسی آمان ہو گئی کہ اس کی کوئی شب نہیں ہو
الْعَاجِلَةِ ۝ وَتَذَرُّ قُرْنَ الْاٰخِرَةِ ۝ وَجْوهٌ یُّوْمِیْنِ تَاْخِرَةٍ ۝	جرحہ (آٹھ) ۝ اور جوڑے جو جوڑے ہیں ۝ جس کے لئے آس دن ۝ تازہ ہیں ۝
اِلٰی رُفْہَا تَاْخِرَةٍ ۝ وَجْوهٌ یُّوْمِیْنِ بَاْسِرَةٍ ۝ تُطْفِئُ اَنْ	پسے رب کی طرف دیکھنے والے ۝ اور جس کے لئے آس دن ۝ آگ اس کے لئے ۝ خال کرتے ہیں کہ
یَفْعَلُ بِہَا فَاَفْرِءَ ۝ کَلَّا اِذَا بَلَغَ الْاَرْشٰی ۝ وَفِیْلٌ مِّنْ رَّاٰی ۝	ان پر وہ اسے جس پر فوٹے کہ ۝ ہرگز نہیں ہر وقت جان کے اس پر ۝ اور لوں میں کون ۝ جھانکے وہ
وَحَنَ اَنْہُ الْفِرَاقَ ۝ وَالتَّفِیْلِ السَّاقِیَ بِالسَّاقِی ۝ اِلٰی رِیْحِکَ	اور وہ ہمارا آپ ۝ اہل بیت جوئی ۝ اور بیت کی ہڈی پر ہڈی ۝ جسے رب کی طرف کی
یُوْمِیْنِ السَّاقِی ۝ فَاَصْدَقَ وَلَا صِلَہَ ۝ وَلٰکِنْ کَذِبَ ۝	آس دن ۝ کچھ کر چلا جاتا ۝ ہر دو ٹھیک لایا ۝ اور نہ تازہ ہی ۝ ہر ۝ جھٹکا ۝ اور
تَوَلَّی ۝ ثُمَّ ذَهَبَ اِلٰی اٰہِلِہٖ یَمْطِی ۝ اَوَّلٰی لَکَ فَاَوَّلٰی ۝ ثُمَّ	تو ہوا ۝ ہر کیا ۝ اپنے گھر کو ۝ کلاتا ہوا ۝ غزالی تیری غزالی ہر غزالی تیری ۝ ہر
اَوَّلٰی لَکَ فَاَوَّلٰی ۝ اِیْخَسَبُ الْاِنْسَانُ اَنْ یُّدْرَکَ سِدِّی ۝ اَلَمْ	غزالی تیری غزالی ہر غزالی ۝ کیا حال رکھتا کہ ۝ آدمی ۝ کہ چھوٹا ہو گیا ہے ۝ بھلا نہ
یَاکَ نَطْعَہُ مِّنْ مَّیْمَنِیْ یَمْنٰی ۝ ثُمَّ کَانَ عَلَیْہِ فِخَاخٌ شَمْسِی ۝	تھا ۝ ایک بوند مئی کی ۝ جو چپکل ۝ ہر ۝ تھا ۝ بڑھا ہوا ہر طرف سے ۝ تازہ ہو گیا ۝ بھلا نہ
فَجَعَلَ مِنْہُ الرُّوْحَیْنِ الذَّکَرِ وَالْاُنْثٰی ۝ اَلِیْسَ ذٰلِکَ	پھر کیا اس میں ۝ جوڑا ۝ اور ۝ مادہ ۝ کیا ۝ نہ تھا
یَقْدِرُ عَلٰی اَنْ یَّحْیِ الْمَوْتٰی ۝	قدہ نہیں کر سکتا ۝ مرنے والوں کو

متذکرہ بالا چار مقامات کے درس سے ایمان کی بحث اگر پیکل ہو جاتی ہے لیکن ایسا نیا نیا کئی نہیں
 میں قرآن مجید میں خاص طور پر جس قدر زور ایمان بالآخرت پر دیا گیا ہے اور خصوصاً انسان کے عمل پر جتنا اثر
 قیام قیامت، حشر و نشر، حساب و کتاب اور جزا و سزا کے لطیف سے بڑا ہے اس کے پیش نظر ایک مزید
 درس خاص اسی موضوع پر شامل اہم کیا گیا ہے۔ یعنی سورہ انعام میں جس میں قیام قیامت
 اور جزا و سزا کے لیے مثبت استدلال کو دو قسموں کی صورت میں بیان کر دیا گیا ہے اور منفی طور پر منکرین قیامت
 کے موقف کا کامل ابطال کر دیا گیا ہے اور ان کے اعتراضات اور دلائل کی قلعی کھول دی گئی ہے۔
 چنانچہ ایک طرف تو قیامت کے بارے میں ان کے استعجاب اور استبعاد کو دور کرنے کے لیے خدا کی اس
 قدرت کاملہ کی طرف توجہ مبذول کرائی گئی جس کا سب سے بڑا مظہر خود انسان کی اپنی پیدائش ہے اور
 دوسری طرف منکرین قیامت کی گمراہی کا اصل سبب بھی بیان کر دیا۔ اور ان کے مرض کی اصل تشخیص بھی کر
 دی گئی یعنی حبِ جاہلہ میں گرفتار اور فتنہ و فحشاء کا عادی اور ظلم و تعدی کا شوگر ہو جانا جس کی بنا پر انسان جاہل
 کتاب اور جزا و سزا کے تصور تک سے بھاگتا ہے اور اس کو ترس کے مانند جو بی کو دیکھ کر انہیں بند کر لیتا
 ہے، نہیں چاہتا کہ خواہ مخواہ قیامت، حشر و نشر، حساب و کتاب اور جزا و سزا کے تصور سے اپنے وجود پریش
 کو کھڑا اور منہمک کرے۔ واقعہ یہ ہے کہ زبان سے انسان چاہے جو کچھ کہے، اس کے انکار قیامت کا آل
 سبب وہی ہے جو سورہ القیام میں ”بَلَىٰ يُعْذِرُ الْإِنْسَانُ لِيَفْهَمُوا مَا عَمِلَ“ اور ”كَذَٰلِكَ لَا تُصْغَىٰ
 الْأَعْيُنُ“ کے الفاظ مبارکہ میں بیان ہوا۔

ضمنی طور پر ایک نہایت لطیف پیرائے میں یہ حقیقت بھی کھول دی گئی کہ غرور و دعوتِ دین اور
 ابلّاح و تبلیغ حتیٰ کہ تحصیل علم کے معاملے میں بھی محبتِ پسندی سے اجتناب کیا جانا چاہیے۔

1. The first part of the paper discusses the importance of the study of the history of the United States. It is argued that the study of the history of the United States is essential for a full understanding of the country and its people. The author points out that the history of the United States is a complex and multifaceted one, and that it is important to study it from a variety of perspectives. The author also points out that the study of the history of the United States is important for the development of a sense of national identity and pride.

2. The second part of the paper discusses the importance of the study of the history of the United States. It is argued that the study of the history of the United States is essential for a full understanding of the country and its people. The author points out that the history of the United States is a complex and multifaceted one, and that it is important to study it from a variety of perspectives. The author also points out that the study of the history of the United States is important for the development of a sense of national identity and pride.

3. The third part of the paper discusses the importance of the study of the history of the United States. It is argued that the study of the history of the United States is essential for a full understanding of the country and its people. The author points out that the history of the United States is a complex and multifaceted one, and that it is important to study it from a variety of perspectives. The author also points out that the study of the history of the United States is important for the development of a sense of national identity and pride.

4. The fourth part of the paper discusses the importance of the study of the history of the United States. It is argued that the study of the history of the United States is essential for a full understanding of the country and its people. The author points out that the history of the United States is a complex and multifaceted one, and that it is important to study it from a variety of perspectives. The author also points out that the study of the history of the United States is important for the development of a sense of national identity and pride.

5. The fifth part of the paper discusses the importance of the study of the history of the United States. It is argued that the study of the history of the United States is essential for a full understanding of the country and its people. The author points out that the history of the United States is a complex and multifaceted one, and that it is important to study it from a variety of perspectives. The author also points out that the study of the history of the United States is important for the development of a sense of national identity and pride.

THE HISTORY OF THE UNITED STATES

1876

حصہ سوم

مباحث عمل صالح

درس اول

تعمیر سیرت کی اساسات

سورة المؤمنون اور سورة المعارج کی روشنی میں

درس دوم

بندہ مومن کی شخصیت کے خد و خال

سورة الفرقان کے آخری رکوع کی روشنی میں

درس سوم

عالمی زندگی کے بنیادی اصول

سورة التحریم کی روشنی میں

درس چہارم

سماجی اور معاشرتی اقدار

سورة بنی اسرائیل کی روشنی میں

درس پنجم

مسلمانوں کی سیاسی و ملی زندگی کے رہنما اصول

سورة الحجرات کی روشنی میں

ایمان کے مباحث کے بعد عمل صالح، کی تشریح پیش چھ مقامات شامل نصاب ہیں اور وہ گویا کہ سورۃ العصر میں بیان شدہ لوازم نجات میں سے دوسری لازمی شرط یعنی "وَصَلُّوا الصَّلَاةَ" ہی کی تفسیر مزید ہیں۔ اس لیے کہ اندرون قرآن انسان کی مطلوب سیرت و کردار کا پلہ اڈھا پہنچانے پر اختصار ان تین مقامات میں بیان ہو چکا ہے جو سورۃ العصر کے فوراً بعد جامع اسباق کی حیثیت سے شامل نصاب ہیں۔ اور پھر اس کی کسی قدر وضاحت بھی ایمان کے مباحث میں ہو چکی ہے۔ چنانچہ آیت ۲۰ سورۃ البقرہ ۱۷۷ میں ایک صحیح معنی میں "نیک" اور "شریف" انسان کی شخصیت کا پورا خاکہ موجود ہے۔ پھر سورۃ لقمان کے دوسرے رکوع میں بھی ایک حقیقت میں اور "فصل شناس" انسان کی شخصیت کا کامل پورے لے موجود ہے۔ اور سورۃ نجم السجدہ کی آیات ۲۰ تا ۳۶ میں بھی ایک حقیقی معنوں میں "بندہ رب" کی پوری تصویر کشی کر دی گئی ہے۔ اور پھر ان سے بھی کہیں زیادہ وضاحت اور جامعیت کے ساتھ مباحث ایمان کے ذیل میں ایک "مرد مومن" کا پورا کردار سامنے آچکا ہے، جس کے "خارج" کے دو پہلو ابھاری تصویر کے درمخ سورۃ آل عمران کے آخری اور سورۃ انفور کے پانچویں رکوع سے واضح ہو گئے (یعنی پھر اندر کر مقام پر تعبدی پہلو جو "محببت، ذوق و شوق، عبادت و ریاضت، ذکر و شغل، انابت و اخبات اور عرف و خشیت کا رنگ" لیے ہوئے ہے۔ اور مقدم الذکر مقام پر چار پانچ پہلو جو جہاد و قتال، مضاربت و قضاوت، ایذا و ابتلاء اور ہجرت و انقطاع کی شان رکھتا ہے) اور اس کی تکمیل سورۃ التھابین کے دوسرے رکوع سے ہو گئی جس نے ایمان کی داخلی کیفیات اور اس کے باطنی نتائج و ثمرات یعنی تسلیم و رضا، توکل و اعتماد، طاعت و انقیاد وغیرہ، کو بیان کر کے گویا قرآن کے "مرد مومن" کی شخصیت کا "عرض ثالث"، (THIRD DIMENSION) بھی واضح کر دیا جس سے ایک زندہ اور حقیقی جاگتی انسانی شخصیت پورے طور پر نکلا ہوں کے سامنے آگئی۔ اور قرآن کے انسان مطلوب کا پورا اچھوتی واضح ہو گیا۔

اسی کی مزید وضاحت کے لیے قرآن مجید کے پھر اور مقامات کو داخلی نصاب کیا گیا ہے جن میں سے پہلے تین مقامات زیادہ تر انسان کی کجی شخصیت اور اس کی ذاتی سیرت و کردار سے بحث کرتے ہیں اور بقیہ تین مقامات انسان کی اجتماعی زندگی کے مختلف گوشوں پر روشنی ڈالتے ہیں۔ ذیل میں ان کو سلسلہ وار بیان کیا جاتا ہے۔

اس سلسلے کے پہلے دو مقامات سورۃ المؤمنون کی ابتدائی آیات (ایک تا گیارہ) اور سورۃ العنکبوت کی آیات ۱۹ تا ۳۵ پر مشتمل ہیں۔ اور (چونکہ ان میں ہجرت، انجیز مضابطہ، اور مخالفت پائی جاتی ہے۔ لہذا دراصل یہ دونوں مل کر ایک درس بنتے ہیں، اور انہیں ایک ہی نشست میں بیان کیا جاسکتا ہے۔

تفسیر سیرت کی اساسات

سورۃ المؤمنون اور سورۃ المعارج کی روشنی میں

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ
قَدْ اَفْلَحَ الْمُؤْمِنُونَ ۝ الَّذِیْنَ هُمْ فِیْ صَلَاتِهِمْ
کام کمال کے لئے ایمان والے جو اپنی نماز میں
خَاشِعُونَ ۝ وَالَّذِیْنَ هُمْ عَنِ اللَّغْوِ مُعَصِّمُونَ ۝ وَالَّذِیْنَ
بیکھنے والے ہیں اور جو بے نیکی بات پر دھیان نہیں کرتے اور جو
هُمْ لِلزَّكٰوةِ قٰنِعُونَ ۝ وَالَّذِیْنَ هُمْ لِقَوْلِهِمْ حٰفِظُونَ ۝
زکوٰۃ دینا کرتے ہیں اور جو اپنی شہوت کی ملک کو بچھاتے ہیں ☆
اِلَّا عَلٰی اٰزْوَاجِهِمْ اَوْ مَا مَلَکَتْ اِیْمَانُهُمْ فَاِنَّهُمْ غَیْرُ مُلَوِّمِیْنَ ۝
مگر اپنی عورتوں پر یا اپنے اہل ایمانوں پر سوا ان پر نہیں ہو الزام ☆
فَمَنْ اَبْغَىٰ وَّرَآءَ ذٰلِكَ فَاُولٰٓئِکَ هُمُ الْعٰدُونَ ۝ وَالَّذِیْنَ
پھر جو کوئی اوجھڑے اس کے سوا سو دہی ہیں حد سے بڑے والے اور جو
هُمْ لَا مَنٰعَ لَهُمْ وَّعَمِلْهُمْ رَٰعُونَ ۝ وَالَّذِیْنَ هُمْ عَلٰی صَلٰوةِهِمْ
اپنی ایمانوں سے اور اپنے فرائض سے غمزدار ہیں اور جو اپنی نازوں کی
مِحَافِظُونَ ۝ اُولٰٓئِکَ هُمُ الْوَارِثُونَ ۝ الَّذِیْنَ یَرِثُوْنَ الْفَرَدٰوسَ
جبرائیل ہیں وہی ہیں میراث لینے والے ☆ جو میراث اپنے رب تعالیٰ سے جھاڑ
هُمْ فِیْهَا خٰلِدُونَ ۝
وہ اسی میں ہمیشہ رہیں گے ☆

بِسْمِ اللَّهِ الرَّحْمَنِ الرَّحِيمِ
إِنَّ الْإِنْسَانَ
خُلِقَ هَلُوعًا ۖ إِذَا مَسَّهُ الشَّرُّ جَزُوعًا ۖ وَإِذَا مَسَّهُ الْخَيْرُ مَنُوعًا ۚ
إِلَّا الْمُصَلِّينَ ۚ الَّذِينَ هُمْ عَلَى صَلَاتِهِمْ دَائِمُونَ ۚ وَالَّذِينَ فِي
أَمْوَالِهِمْ حَقٌّ مَّعْلُومٌ ۚ لِلْسَّائِلِ الْعَصْرُ ۚ وَالَّذِينَ يُصِدُّ قُرُون
يُؤْثِرُونَ ۚ وَالَّذِينَ هُمْ مِّنْ عَذَابٍ رَبِّهِمْ مُشْفِقُونَ ۚ إِنَّ عَذَابَ
رَبِّهِمْ غَيْرُ مَأْمُونٍ ۚ وَالَّذِينَ هُمْ لِفُرْقَتِهِمْ حَفِظُونَ ۚ الْأَعْلَاءَ أَن يَضُرُّوهُ
وَالَّذِينَ هُمْ لِفُرْقَتِهِمْ حَفِظُونَ ۚ وَالَّذِينَ هُمْ لِفُرْقَتِهِمْ حَفِظُونَ ۚ
أَوْ مَا مَلَكَتْ أَيْمَانُهُمْ فَإِنَّهُمْ غَيْرُ مَلُومِينَ ۚ مَن ابْتِغَىٰ وَرَاءَ ذَٰلِكَ
فَأُولَٰئِكَ هُمُ الْعَدُونَ ۚ وَالَّذِينَ هُمْ لَا يُفْتَنُونَ وَعَهْدُهُمْ رَاعُونَ ۚ
وَالَّذِينَ هُمْ يُسْهَدُونَ ۚ وَالَّذِينَ هُمْ عَلَى صَلَاتِهِمْ
يَحْفَظُونَ ۚ أُولَٰئِكَ فِي جَنَّاتٍ مُّكْرَمُونَ ۚ

ان دونوں مقامات کے مطالعے سے وہ بنیادی اصول واضح ہو جاتے ہیں جن پر قرآن کے انسان مطلوب کی ذاتی شخصیت اور انفرادی سیرت کا تصور کیا جاسکتا ہے۔ گویا کہ ان مقامات پر بیان شدہ صفات مل کر وہ بنیاد کا پتھر (ROCK FOUNDATION) مہیا کرتی ہیں جس کے بغیر اسلامی سیرت و کردار

کی تعمیر ایک خیالی کام اور امیدوار ہو رہا ہے۔

ان اساسات میں اولین اور اہم ترین اساس نماز ہے جس کو دونوں جگہوں پر اولین صفت کی حیثیت سے بھی بیان کیا گیا اور آخری صفت کی حیثیت سے بھی۔ گویا کہ یہ ایک سلمان کی زندگی کی ابتدا بھی ہے اور انتہا بھی۔ اس کی شخصیت کی عمارت کا سنگ بنیاد بھی ہے اور اس کی بلند ترین منزل بھی، بلکہ یوں کہنا زیادہ صحیح ہوگا کہ اس کے شہنشاہ کی ایسی فیصل ہے جس نے پورے طور پر اس کی زندگی کا احاطہ کر لیا ہے اور اسے کاٹھاپنے صدارت میں لیا ہے۔ اسی حقیقت کو مزید اس طرح واضح کیا گیا کہ سورۃ المؤمنین میں جس جگہ المؤمنین کا لفظ استعمال ہوا سورۃ الماعارج میں وہاں ”المصلین“ کی اصطلاح رکھ دی گئی۔ گویا ”مسلمان“ اور نمازی، لازم و ملزوم ہیں، یا یا ہم دگر مترادف و ہم معنی۔ مزید یہ کہ نماز کی روح یعنی شہنشاہ کی اہمیت تو اس طرح واضح کر دی گئی کہ سب سے پہلے ذکر اسی کا ہوا لیکن ساتھ ہی یہ حقیقت بھی کھول کر دی گئی کہ اس کی اصل جہان دوام و محافظت ہے۔ چنانچہ دونوں مقامات کو یک یک وقت نگاہ میں رکھیے تو معلوم ہوتا ہے کہ شہنشاہ کا ذکر صرف ایک بار ہوا ہے جبکہ دوام و محافظت کا تین بار۔

دوسری صفت استغفار آخرت ہے جس کا ذکر سورۃ الماعارج میں ”تصدیق یوم الدین“ اور غرہ عذاب و عتوبت، کی صورت میں کیا گیا اور جس کا ماحصل ”عرض عن المنکر“ کے معنوں سے سورۃ المؤمنین میں بیان کر دیا گیا۔

تیسری صفت ترک نفس اور تصفیہ قلب کے حصول کے لیے اتفاق فی سبیل اللہ اور صدقہ و غیرت پر سلسلہ عامل رہتا ہے جس کی طرف دونوں مقامات پر گہرے اور بلیغ اشارے کر دیئے گئے چنانچہ سورۃ المؤمنین میں ”لَا تَحْصُوا قَاتِلُوْا“ کے الفاظ سے اس عمل کے دوام اور تسلسل کی طرف اشارہ کر دیا گیا اور سورۃ الماعارج میں اسے ”حق“ سے تعبیر کر کے صدقہ و خیرات کی اصل مدح کی طرف توجہ دلا دی گئی۔

چوتھی صفت ”ضبطِ شہوت“ (SEX DISCIPLINE) ہے جس کے ذیل میں ایک طرف آزاد شہوت رانی کی افراط اور دوسری طرف باہمیاد نفس کشی کی تفریط دونوں کی نفی اور تدبیر کرتے ہوئے اعتدال کی راہ کو واضح کر دیا گیا۔

اس کے بعد جن انسانی معاملات کا ذکر ہے، جہاں انسان کی سیرت و کردار کی اصل جانچ ہوتی ہے اور انسان کی اصل حقیقت کھلتی ہے کہ وہ فی الواقع کتنے پانی میں ہے۔ اس ضمن میں انسان کی پوری زندگی تمام معاملات، کی صحت اور درستی کے لیے انسانی سیرت میں تین لازمی بنیادی اوصاف کی نقادہی کی

گئی ہے یعنی امانت، عہد اور شہادت۔ ان میں سے بھی چونکہ مزید تجزیے سے واضح ہو جائے گا کہ اصل بنیادی اوصاف امانتداری اور پاسبان عہد ہی ہیں اور خود حق شہادت کی ادائیگی کا وار و بار بھی اصلاً ان ہی پر ہے لہذا امانت اور عہد کا ذکر تو دونوں مقامات پر ہوا۔ اور شہادت کا صرف ایک پر یعنی سورۃ النہال میں گویا کہ ان دونوں کی ایک اہم فرع کی حیثیت سے۔ واقعہ یہ ہے کہ انسان جتنا چاہے غور کر لے اسے اس حقیقت پر گہرا اور پختہ یقین حاصل ہوتا چلا جائے گا کہ معاملات انسانی کی صحت و درستی کا پورا انحصار سیرت و کردار میں ان دونوں کے قائم اور استوار ہونے پر ہے۔ اسی آسمانی ہدایت کی تین تشریح محنت نبوی علیہا الصلوٰۃ والسلام کی رو سے یہ ہے کہ ﴿لَیْسَ لَکُمْ اَمَانَةٌ اِلَّا بِمَا تَعْمَلُوْنَ﴾ دین لیس لکم امانہ کذا ”جس شخص میں امانت داری موجود نہیں اس کا کوئی ایمان نہیں اور جو پاسبان عہد سے نبی دست ہوا اس کا کوئی دین نہیں“ اور کما قال صلی اللہ علیہ وسلم وفاء الی واتی۔

اس طرح قرآن مجید کے ان دو مقامات پر کل درس میں وہ تمام لازمی و ناگزیر بنیادی اوصاف بیان ہو جاتے ہیں جن پر ایک مؤمن و مسلم کی ذاتی شخصیت اور انفرادی سیرت و کردار کی تعمیر کی جاسکتی ہے۔ اس امر کی وضاحت سبیلِ حلال ہے کہ ان میں سے ایک بنیاد بھی مفقود یا ضعیف ہوگی تو تعمیر اسی نسبت مناسب سے ناقص و کج اور کمزور و نعل ہوگی !

بندہ مومن کی شخصیت کے خدخال

سورۃ الفرقان کے آخری رکوع کی روشنی میں

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ
تَبٰرَکَ الَّذِیْ جَعَلَ فِی السَّمَآءِ
بُرُوجًا وَجَعَلَ فِیہَا سَآجِدًا وَقَمَرًا مِّنْیَہَا ۚ وَهُوَ الَّذِیْ جَعَلَ
الْبَیْلَ وَالنَّہَارَ خَلْفَہٗ ۚ لَیْسَ اَرَادَ اَنْ یَّذْکُرَہَا ۚ اَوْ اَرَادَ سُبْحًا ۚ وَ
عِبَادُ الرَّحْمٰنِ الَّذِیْنَ یَمْسُوْنَ عَلٰی الْاَرْضِ هَؤُلَاءِ اِذَا خَاطَبَهُمُ
الْجَہِلُوْنَ قَالُوْا سَلٰمًا ۚ وَالَّذِیْنَ یَسِبُّوْنَ لِرَبِّہِمْ سُبْحًا ۚ وَقِیَامًا ۚ
وَالَّذِیْنَ یَقُوْلُوْنَ رَبَّنَا اصْرِفْ عَنَّا عَذَابَ جَهَنَّمَ ۚ اِنَّ عَذَابَہَا
کَانَ غَرَامًا ۚ اِنَّہَا سَاءَتْ مُسْتَقَرًّا ۚ وَمُقَامًا ۚ وَالَّذِیْنَ اِذَا
اَنْفَقُوْا لَمْ یَسْرِ فُوَا ۚ لَمْ یَقْتُرُوْا ۚ وَکَانَ بَیْنَ ذٰلِکَ قَوَامًا ۚ وَ

ترجمہ کرتے ہیں نہ بھگاؤ نہیں اور نہ بخلی کو اس اور ہے اس کے بیچ ایک سہمی گدراں اور

الَّذِينَ لَا يَدْعُونَ مَعَ اللَّهِ إِلَهًا آخَرَ وَلَا يَقْتُلُونَ النَّفْسَ الَّتِي
 دَعَوْا لَهُمْ ۖ وَمَنْ يَفْعَلْ ذَلِكَ يَلْقَ أَثَمًا ۝
 أَثَمٌ وہی اللہ سے کہ جہاں جائے اور کھاری نہیں کرے اور جو کوئی کسے کا نام دے جائے گا وہی
 يَضْعَفُ لَهُ الْعَذَابُ يَوْمَ الْقِيَامَةِ وَيَخْلُدُ فِيهَا مُهَانًا ۝ الْأَمْرُ تَابَ
 دونا ہوگا اس کو عذاب قیامت کے دن اور بڑا ہوگا اس میں عذاب کہ جس نے توبہ کی
 وَأَمِنْ وَعَمِلْ صَالِحًا فَأُولَٰئِكَ يَبْدِلُ اللَّهُ سَيِّئَاتِهِمْ حَسَنَاتٍ وَ
 اور بخیر لایا اور کیا جو کام نیک سو آن کو بدلی دے گا اللہ مجراؤں کی جگہ بھلائیوں اور
 كَانَ اللَّهُ غَفُورًا رَحِيمًا ۝ وَمَنْ تَابَ وَعَمِلْ صَالِحًا فَإِنَّهُ يَتُوبُ
 سے اللہ بخشنے والا مہربان اور جو کوئی توبہ کرے اور کسے کام نیک سودہ پھر توبہ سے
 إِلَى اللَّهِ مَتَابًا ۝ وَالَّذِينَ لَا يَشْهَدُونَ الزُّكُوفَ لِأَمْثُلِهِمُ
 اللہ کی طرف پھرنے کی جگہ اور جو لوگ شامل نہیں ہوئے جھوٹے کام میں اور جو کسے کھڑے ہونے کی
 مَرًا وَلَا كَرَامًا ۝ وَالَّذِينَ إِذَا أَذْكُرُوا بِآيَاتِ اللَّهِ بَخِيلُوا بِهَا
 باؤں پر کھلم اٹھ کر انکار اور وہ لوگ کہ جب انکو بھلائیوں کے رب کی باتیں نہ ہوں ان پر
 صَمًا وَعُمًيًا ۝ وَالَّذِينَ يَقُولُونَ رَبَّنَا هَبْ لَنَا مِنْ أَزْوَاجِنَا
 میرے اندر سے جو کہ اور وہ لوگ جو کہتے ہیں سب دے ہم کو ہماری عورتوں کی طرح
 وَذُرِّيَّتِنَا قُرَّةَ أَعْيُنٍ وَاجْعَلْ لَنَا مَتَابًا ۝ وَلَكُمْ
 اور اولاد کی طرف سے اللہ کی نعمت اور کہ ہم کو ہر چیز کا درد کا پیشوا ان کو
 يُجْنُونَ الْعُرْفَةَ يَمْصُرُوا وَيَلْقَوْنَ فِيهَا نَجَاتٍ وَسَلَامًا ۝
 بدلوں کو کھنوں اور جھوٹے افسوس کو نہایت ذمہ داری سے لے لیں انکو دعا اور سلام کہتے ہوئے
 خَلْدِينَ فِيهَا حَسَنَتْ مُسْتَقَرًّا وَمُقَامًا ۝ قُلْ مَا يَعْبَأُكُمْ
 سوارا کس میں ان میں خوب جگہوں طہرے کی اور خوب جگہوں کی توبہ پر وہ نہیں دیکھتا یہاں
 رَبِّي لَوْلَا دَعَاؤُكُمْ فَقَدْ كَذَّبْتُمْ فَسَوْفَ يَكُونُ لِزَامًا ۝
 رب تمہاری اگر تم اس کو نہ بچاؤ کہ سو تم بھلائیے اب آگے کو ہوتی ہے مذہب

”عمل صالح کی وضاحت میں میرا مقام سورۃ الفرقان کے آخری رکوع پر مشتمل ہے، جس میں دوسرے اہم اور نہایت بچکانہ اور دین کے فلسفہ و حکمت کے اعتبار سے انتہائی بنیادی حقائق کی وضاحت کے ساتھ ساتھ ایک بندہ عموماً کی پختہ اور پوری طرح تعمیر شدہ شخصیت کی جھلک عباد الرحمن کے اوصاف کی صورت میں دکھادی گئی ہے۔ گو کہ کچھ دس میں جس انسانی شخصیت کی تعمیر کے ابتدائی فائدہ کا ذکر تھا، اس مقام پر اس کی پوری طرح تکمیل شدہ و تیار (FINISHED) اور ہر اعتبار سے پختہ (MATURE) حالت کی کمال تصویر کشی کر دی گئی ہے۔

چنانچہ یہاں آغاز ان دو اوصاف کے بیان سے ہوا جو کسی انسان کی پختگی (MATURITY) کی سب سے نمایاں اور اہم ترین علامتیں ہیں۔ یعنی ایک جزو و مجملہ اور تواضع و فروتنی (و واضح رہے کہ اس صفت کا ذکر ابتدائی اسباق میں سے سبق نمبر تین میں آخری اور بلند ترین صفت کی حیثیت سے ہوا ہے) اور دوسرے گفت و شنید، بحث و محض اور مناظرہ و مجادلہ میں وقار اور شائستگی اور حکمت و عفت و تواضع کا ذکر تھا۔ پھر نماز کا ذکر آیا۔ لیکن نماز پختگانہ اور صلوٰۃ مفروضہ کا نہیں بلکہ رات کے قیام و سجود و تسبیح و تہلیل اور دعا و استغفار کا، جو گویا کہ صلوٰۃ کا نقطہ عروج ہے (و واضح رہے کہ سورۃ بقرہ کی طرح یہاں بھی عبادت ریاضت کی اس بلند منزل پر پہنچنے کے باوجود خوف عذاب اور تقویٰ و خشیت الہی کا ذکر موجود ہے)۔ پھر ایک اور صفت کا ذکر ہے جو تواضع و انکسار اور شائستگی و وقار ہی کی طرح انسانی شخصیت کی پختگی (MATURITY) کی ایک اہم علامت ہے یعنی اعتدال اور میانداری، جس کا سب سے بڑا مظاہرہ انسان کے ذاتی خرچ اور گھر و خانوار اخراجات کے میدان میں ہوتا ہے کہ نہ بخل سے کام لیا جائے نہ اسراف سے۔

”شہادتِ ثور“ کا ذکر یہاں اس انداز سے آیا کہ یہ لوگ جھوٹ کی گواہی ہی سے مجتنب نہیں رہتے بلکہ جھوٹ پر موجودگی ”بیک کو گوارا نہیں کرتے“ اسی طرح ”اعراض عن الفلح“ کا ذکر اس طور سے ہوا کہ بالارادہ کسی نحو کا ارتکاب یا اس کے جانب میلان تو درکنار اگر اتفاقاً ان کا گزر الفلح کے پاس سے ہو جائے تو بھی متوجہ نہیں ہوتے بلکہ شرفاً نہ انداز سے دامن بچا لے کر گزرتے ہوئے گزر جاتے ہیں۔

پھر کفار پر ایک تحریریں کے اسلوب میں عباد الرحمن کا یہ صفت بیان کر دیا گیا کہ وہ غور و فکر اور تدبیر و تفحص سے کام لیتے ہیں۔ (تقابل کے لیے دیکھئے سورۃ آل عمران کا آخری رکوع)

پھر ان کی اس خواہش کا ذکر ایک دعائی شکل میں ہے کہ اسلام دایمان، اور نبی اور جلائی کی جس راہ پر وہ خود گامزن ہوتے ہیں ان کے اہل و عیال اور اولاد و احفاد بھی اسی راہ پر چلیں (دواضح رہے کہ سقۃ القابین کے آخر میں عائلی زندگی میں ایک مومن کے روئے کا جو معنی رُخ و شیش کیا گیا ہے یہ اسی کا مثبت پہلو ہے!)

ایک حقیقی بندہ رحمن یعنی شجر انسانیت کے ایک پورے پکے ہوتے (RIPE) اور ہر طرح سے تیار پھل کی انفرادی زندگی کی اس نقشہ کشی کے ساتھ ساتھ اس رکوع میں حسب ذیل بنیادی حقائق بھی بیان ہوتے :-

۱- رکوع کے آغاز میں دو الفاظ میں وہ کیفیات بیان ہوئی ہیں جو آفاق و انفس میں آیات الہی کے مشاہدے سے ایک سلیم الفطرت اور صحیح البصّل انسان میں پیدا ہوتی چاہئیں یعنی تذکرہ اور شکر دیکر اور فلاح ہے فلسفہ قرآن اور حکمت قرآنی کے ان مباحث کا جو سورۃ آل عمران کے آخری، سورۃ النور کے پانچویں اور سورۃ لقمان کے دوسرے رکوع میں تفصیل سے آچکے ہیں۔

۲- کبیرہ گناہوں میں سے بھی تین گناہ سب سے عظیم ہیں۔ ایکٹ شرک اور اس کے جملہ اقسام میں سے بھی شرک فی الدعاء (دعا کا واضح ہے کہ دعا عبادت کا اصل جو ہے، بقول نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم الدُّعَاءُ مَخْرَجُ الْعِبَادَةِ اور الدُّعَاءُ هُوَ الْعِبَادَةُ) یہ تو گویا کہ وہ بنیادی گناہی ہے جو انسان کو مرتبہ انسانیت ہی سے گرا دیتی ہے۔ دوسرے ”قتل نفس بغیر ائحت“ جس سے انسانی تمدن کی جڑیں کھوکھلی ہو جاتی ہیں اور معاشرے کا ان اور چین رخصت ہو جاتا ہے۔ اور تیسرے زنا، جس سے انسان کی سماجی زندگی تباہ ہو جاتی ہے اور عائلی زندگی سے باہمی اعتماد اور مودت و رحمت رخصت ہو جاتے ہیں۔

۳- از روئے ہدایت قرآنی گناہ گاروں کے لیے توبہ کا درست طور پر کھلا ہوا ہے جس کے ذریعے ان کے پاس موت کے واضح آثار کے شروع ہو جانے تک تلافی و غافلت کا پورا موقع موجود رہتا ہے۔ بقول متردّد

بَاذًا، بَاذًا ہر آنچسہ ہستی باز ۲ گر کافر و گہر و بت پرستی باز آ
ابنِ درگاہِ نورِ گہرِ نوبہ نیست صد بار اگر توبہ شگفتی، باز آ

۴- حقیقی توبہ انسان کے گناہ کے اثرات کو زائل ہی نہیں کرتی ان کو حسنت، میں بدل دیتی

ہے۔ تو براہِ اسلام کے بنیادی فلسفے کے نظام کی وہ شق ہے جس سے انسان میں اُمید اور رحمانی کیفیات برقرار رہتی ہیں اور اصلاح کے لیے ارادہ اور تہمت قائم رہتے ہیں۔

۵۔ اس شخص میں صحیح توبہ کی شرائط بھی بیان ہو گئیں یعنی تجدیدِ ایمان اور عملِ صالح۔ اس سے اس حقیقت پر بھی روشنی پڑ گئی کہ اگرچہ گناہ کبیرہ کے ارتکاب سے انسان دائرہ اسلام سے خارج نہیں ہوتا تاہم واقعہ یہی ہے کہ گناہ کا صدور انسان سے حقیقی ایمان کی حالت میں نہیں ہوتا، اور گناہ کے بعد توبہ حقیقی اعتبار سے تجدیدِ ایمان ہی کی حیثیت رکھتی ہے۔ (حدیث نبوی صلی اللہ علیہ وسلم لَا یَزِیْنِی الْوَاقِنُ جَبَّیْنِ یَزِیْنِی وَهُوَ مُؤْمِنٌ وَلَا یَسْرِقُ الْتَارِقُ حَتَّیْ یَسْرِقَ وَهُوَ مُؤْمِنٌ، نہ کوئی زانی حالتِ ایمان میں زنا کرتا ہے اور نہ کوئی چور حالتِ ایمان میں چوری کرتا ہے،

۶۔ آخر میں ایک تنبیہ ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے دعوت و تبلیغ میں جد سے بڑے ہوتے انہماک اور لوگوں کی ہدایت کے لیے آپ کی سب سے بڑی قہاری سے یہ نہ سمجھا جائے کہ خدا کو لوگوں کی کوئی پرواہ ہے، یہ تو صرف اتمامِ حجت کے لیے ہے۔ پھر اگر کوئی اپنی شامتِ اعمال سے اعراض و مخفیہ پر مصروف ہو جائے تو اسے اس کی بھرپور سزا مل کر رہے گی۔

عائلی زندگی کے بنیادی اصول

سورۃ الاحقیم کی روشنی میں

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ
يَا أَيُّهَا النَّبِيُّ لِمَ تُحَرِّمُ مَا أَحَلَّ اللَّهُ لَكَ تَبْتَغِي مَرْضَاتَ أَزْوَاجِكَ
اے نبی! تو کیوں حرام کر لے گی جو حلال کیا ہے؟ تو یہ حاصل کر رہی ہو عورتوں کی رضا مندی اور خود کو
وَاللَّهُ عَفْوٌ رَّحِيمٌ ۝ قَدْ فَرَضَ اللَّهُ لَكُمْ تَحِلَّةَ أَيْمَانِكُمْ ۝
اور اللہ بخشنے والا مہربان ہے۔ مقرر کر دیا ہے اللہ نے تمہارے لیے کھول دینا تمہاری شہریت کی
وَاللَّهُ مَوْلَاكُمْ وَهُوَ الْعَلِيمُ الْحَكِيمُ ۝ وَإِذَا أَسْرَ النَّبِيُّ مِنْ بَعْضِ
اور اللہ تمہارا مالک اور مددگار اور وہی جو سب کو جاننا علم والا اور سب کو جاننا بھی ہے
أَزْوَاجِهِ حَدِيثًا فَلَمَّا نَبَّأَتْ بِهِ وَأَظْهَرَهُ اللَّهُ عَلَيْهِ عَرَفَ
عورت سے ایک بات پر جب اس نے خبر دی اس کی اور اُس نے خبر دی اس کی اور اس نے خبر دی اس کی اور اس نے خبر دی اس کی
بَعْضُهُ وَأَعْرِضَ عَنْ بَعْضٍ فَلَمَّا نَبَّأَهَا بِهِ قَالَتْ مَنْ
اس میں سے کچھ اور مٹا دی کچھ پر جب وہ بتلائی عورت کو بولی کہ کون سے
أَنبَأَكَ هَذَا قَالَ نَبَّأَنِيَ الْعَلِيمُ الْخَبِيرُ ۝ إِنْ تَتُوبَا إِلَى اللَّهِ
تو مٹا دی وہ کہا کہ جو کہتا ہے اس پر اللہ کے راز سے کچھ نہ چھپا کر سکتا ہے
فَقَدْ صَغَتْ قُلُوبُكُمَا ۚ وَإِنْ تَظَاهَرَا عَلَيْهِ فَإِنَّ اللَّهَ هُوَ مَوْلَاهُ
تو محکم ہوئے ہی دل نہ پاس اور اگر تم دونوں چھٹائی کر لو اس پر تو اللہ اس کا مددگار
وَجَدَّيْلُ وَصَلَّى الْمُسْلِمِينَ وَالْمَلَائِكَةُ بَعْدَ ذَلِكَ ظَهِيرٌ ۝
اور جہیزیل اور تکذیبت ایمان والے اور فرشتے اس کے پیچھے مددگار ہیں

مَثَلًا لِلَّذِينَ كَفَرُوا ۚ امْرَأَتٌ زُورَتْ بَیْنَهُمَا فَكَانَتَا عُتْدَةً لِلنَّارِ ۚ فَمِثْلُ مَا كَانَتَا تُعْتَدُ بِهِمَا	ایک مثل ظالموں کے واسطے عورت زور کی اور عورت زور کی کہ جس میں دونوں کا بیعت تھا
مِنْ عِبَادِكُمْ وَعَدُوِّكُمْ يَوْمَ تَأْتِي السَّمَاءُ دُخَانًا وَسُيِّرَتِ الْجِبَالُ فَكَانَتْ سُهُورًا ۚ فَمِثْلُ مَا كَانَتَا تُعْتَدُ بِهِمَا	جائے ایک بندوں سے اور دشمنوں کی بیعت کی اور وہاں آگ کے دھواں آئے گا اور پہاڑیں گھسی اور
قِيلَ ادْخُلُوا النَّارَ مَعَ الدَّاسِطِينَ ۚ وَصُوبَ اللَّهُ مَثَلًا لِلَّذِينَ كَفَرُوا ۚ فَمِثْلُ مَا كَانَتَا تُعْتَدُ بِهِمَا	کہا گیا کہ داخل النار میں جائے داسطین کے ساتھ اور اللہ نے بتلائی ایک مثل
أَمْثَلُ امْرَأَتِ فِرْعَوْنَ ۚ إِذْ قَالَتْ رَبِّ ابْنِ لِي عِندَكَ بَيْتًا فِي الْجَنَّةِ ۚ فَمِثْلُ مَا كَانَتَا تُعْتَدُ بِهِمَا	ایمان والوں کے لیے عورت فرعون کی جب بولی کہ رب بنا دے میرے واسطے ایک گھر بہشت میں
وَيُخَوِّفُ مَنْ فِي الْيَمِينِ ۚ وَكَانَ مِنَ الْقَوْمِ الظَّالِمِينَ ۚ وَفَرِيقٌ	اور ایک گھبراہٹ میں کو فرعون سے اور اس کا کام اور بے کمال بھوکو ظالم لوگوں سے
أَبْنَتْ عَمْرًا ۚ الْيَقِينُ ۚ فَكُنْ فِيهِمْ مِنْ رُوحِنَا ۚ فَمِثْلُ مَا كَانَتَا تُعْتَدُ بِهِمَا	بیٹی عمران کی جس نے روئے رکھا اپنی بہت کی جگہ پر جو ہے ہر ایک کی اس میں ایک اور
صَدَقَتْ بِكَلِمَتِ رَبِّهَا وَكَتَبَ وَكَانَتْ مِنَ الْغَنِيِّينَ ۚ	اور بچا جانا کہنے رب کی باتوں کو اور اس کی کن ہوں کو اور وہ بھی زندگی کرنے والوں میں

عملِ صالح کی تشریح مزید کے ضمن میں جو تھا مفسر سورہ آخرہ کا ل ہے جو انسان کی عالمی اور خاندانی زندگی میں ایک بندہ ٹوٹنے کے صحیح رویے کی وضاحت کرتی ہے۔

اس منتخب نصاب میں اس سے قبل دو مقامات پر ایک خاندان کے سربراہ کی حیثیت سے ایک بندہ رب کے صحیح رویے کے دو پہلوؤں کی جانب اشارہ ہو چکا ہے، یعنی ایک سورۃ القان کے دوسرے رکوع میں، جہاں نخی اور سلی پہلو واضح کیا گیا کہ علاقہ دنیوی کی فطری محبت کی شکل میں ایک انسان کے دین و ایمان کے لیے جو بالقوہ خطرو (POTENTIAL DANGER) موجود ہے ایک ٹوٹنے کو ہر دم اس سے باخبر رہ کر چکر رہنا چاہیے۔ اور دوسرے سورۃ الفرقان کے آخری رکوع میں جہاں ایجابی و مثبت طور پر واضح کیا گیا کہ ایک سو بندہ رحمن کی شدید خواہش ہوتی ہے کہ اس کے اہل و عیال بھی تقویٰ اور احسان کی روش اختیار کریں تاکہ اسے ٹھیک حاصل ہو۔ سورہ التحریم میں یہی دونوں پہلو مزید وضاحت سے بیان ہوئے ہیں۔

چنانچہ اس میں اولاً ان مفاسد کا ذکر ہے جو ایک شوہر اور اس کی بیوی کے مابین اعتماد اور

الغنت و محبت کے ایک مناسب مد سے تجاوز کر جانے سے پیدا ہوتے ہیں۔ یعنی شوہر کی جانب سے بیوی کی دلجوئی میں غلو جس کی مثال اس سے دی گئی کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے استغفار اور تضرع اور التواضع میں ایک مثال چیز کو اپنے اوپر عظام کر لیا، اور بیویوں میں شرمی کا مناسب حد سے بڑھ جانا جس سے حدود اللہ کے ورثہ جانے اور گھر کا نظام و درہم برہم ہو جانے کا خطرہ پیدا ہو جانے (اس کی مثال میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے ایک راز کے بارے میں بعض ازواج مطہرات کی روش کو پیش کیا، واضح رہے کہ صحابہ کی بیوی کے بائیں اعتماد اور بائیں الغنت و محبت اور موت و رحمت فی نفسہ کے مطلوب ہیں لیکن ایک مناسب حد کے اندر اندر نہ کرنا حدود (ایہ بھی واضح رہے کہ سورہ تحریم سے متعلق قبل سورہ الطلاق ہے جو اس کے بالکل یکساں صورت سے بحث کرتی ہے جب نیاں بیوی کے مابین یہ تمام چیزیں کم ہوتے ہوتے معتد بہ ہونے کی حد تک پہنچ جائیں اور طلاق کی نوبت آجائے)۔

اس نئی پہلو کی وضاحت کے بعد شریعت طہر و واضح کیا گیا ہے کہ ایک خاندان اور کنبہ کے سربراہ کی حیثیت سے مرد پر اپنے اہل و عیال کے صرف نان نفقے ہی کی ذمہ داری نہیں بلکہ یہ ذمہ داری بھی ہے کہ وہ انہیں اللہ کے عذاب اور آخرت کی منزل سے بچانے کی فکر کرے۔ چنانچہ اسے ہر دم یہ نعرہ دینا چاہیے کہ میں اس کے محبوب اور ملاؤں اور چھپتے (ذوقین للامساویات) حبیب اللہ ہوں (والتساویات) آخرت میں جہنم کے ان فرشتوں کے حوالے نہ کر دیتے جہاں جن کے دل شفقت و رحمت اور نرمی و رقت سے بالکل خالی ہوں گے۔ اور جہاں نافرمانوں کی ساری جزع و فزع اور فریاد و داویٹے کا پس ایک ہی جواب ملے گا کہ یہ سب تمہاری اپنی کمائی ہے اور اس خود کردہ "کتاب کوئی علاج نہیں" اس مقام پر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا وہ خطبہ ذہن میں رہنا چاہیے جو آپ نے اپنے قریب ترین عزیزوں کو جمع کر کے دیا تھا کہ "اے غلام فاطمہ محمد کی نعت پڑھو" اور اسے صفیہؓ، محمدؓ کی بیوی بھی اپنے آپ کو آگ سے نکالنے کی فکر کرو۔ اس لیے کہ خدا کے یہاں تمہارے بارے میں مجھے کوئی اختیار حاصل نہیں ہوگا؛ صلی اللہ علیہ وسلم و خذہ الی وادی)۔

اس کے بعد وہ آپ اسی ہیں جن کا اظہار خدا نے الی وادی زندگی سے تو کوئی تعلق نہیں لیکن اس سورہ کے بنیادی معنوں اور اس کے عمومی مزاج سے گہرا ربط و جوڑ ہے یعنی ایک عام مسلمانوں کو "توبہ فصوص" کی دعوت اور اس کے نتائج یعنی نیکی پر مشیات اور اخلاقیات کے وعدوں اور آخرت کی رؤسائی سے بچاؤ اور میدان جہنم میں ایمان اور اعمال صالحہ کے نور کے ظہور کے ذکر سے اس کی جانب پر زور تشریح و ترغیب اور دوسرے کفار و منافقین کے ساتھ پوری سختی اور دشمنی کے برتاؤ کا حکم اور ان کے ساتھ چاہرے کے معاملے میں کسی زہی کو مار نہ دینے کی تاکید ان میں سے مؤخر الذکر کے

بارے میں تبادلی تامل واضح ہو جاتا ہے کہ حکم اس سورت کے عمومی مزاج یعنی محبت و مروت اور رحمت و درافت کے مذاعیزال سے تجاوز کے خلاف تنبیہ کے ساتھ بالکل ہم آہنگ ہے۔ پہلا معاملہ تہذیب و تمدن طلب ہے لیکن قدرے گہرائی میں اترنے سے جلد ہی یہ بات واضح ہو جاتی ہے کہ توبہ میں تاخیر اور اس کے سلسل المتواکرات کا اصل سبب انسان کی خود اپنے نفس پر بے جا زہمی اور اس کے ساتھ حد سے زیادہ لاڈ پید ہی ہے جس کے سبب سے انسان اس کے جوابدہ تمام تقاضے اور مطالبے پورے کرتا چلا جاتا ہے اور اس کی باتیں کھینچنے اور طمانیں کئے کی جانب متوجہ نہیں ہوتا۔ (سورۃ الاحقاف) کے اس مقام کا شفی، سورۃ الحديد کے کوکح ۲ میں ہے جہاں حشر کے میدان میں نورانیان و اعمال کے ظہور کا ذکر بھی ہے اور منافقین کی رسوائی کا تذکرہ بھی، اور ان کے بعد اَلْعَدُوِّ یَاْزِفُ لِّلَّذِیْنَ اٰمَنُوْا..... الاقیہ میں اسی تاخیر و التواکرات کی جانب اشارہ ہے۔

آخر میں خواتین کے لیے ایک نہایت اہم ہدایت اور بنیادی رہنمائی ہے۔ اور ان کے اس عام معاملے کا پردہ چاک کیا گیا ہے کہ وہ اپنے تئیں اپنے کی طرح شاید دین و ایمان کے معاملے میں بھی بالکل مردوں ہی کے تابع (DEPENDANT) ہیں۔ اور یہ حقیقت بیان کی گئی ہے کہ عورت بھی مرد کی طرح ایک کامل شخصیت (PERSONALITY) کی حامل ہے اور اسے اپنے دین و ایمان و صلاح و نجات کی فکر و کردنی چاہیے۔

اس ضمن میں چار خواتین کو مثال میں پیش فرمایا گیا۔ اور اس سے عین طرح کے حالات کی طرف اشارہ کر دیا جن سے ایک عورت کو اسکا فی طور پر سابقہ پیش آسکتا ہے یعنی ایک بہترین شوہر اور عمدہ ترین ماحول کے باوجود بدترین انجام جیسے حضرت نوح اور حضرت لوط علیہما السلام کی بیویاں۔ دوسرے بدترین شوہر اور بدترین ماحول کے علی الرغم بہترین انجام جیسے فرعون کی بیوی حضرت آسیہ اور قیسرے نور علی نور کے مصداق عمدہ ترین ماحول اور اس سے بہترین استفادہ جس کی مثال حضرت مریم صدیقہ ہیں۔ ان مثالوں کے قطعی طور پر ثابت ہو گیا کہ عورت لہذا اپنے شوہر اور ماحول کے تابع نہیں بلکہ اس کا معاملہ بھی لہذا کے سبب و علیہ ہوتا ہے اس سبب کے قاعدہ کلیہ کے عین مطابق ہے۔ (۱) ان میں مردوں کے علاوہ نظری طور پر ایک ہی صورت اور ممکن ہے اور وہ یہ کہ عورت خود بھی بدعنوانیت ہو اور اسے شوہر بھی ایسا ہی مل جائے گویا "ظَلَمْتُ" "بَعْضُهَا خَوَیْ بَعْضُ" والی حالت بن جائے۔ اس کا ذکر اس مقام پر اس لیے نہیں کیا گیا کہ قرآن مجید کی بالکل ابتدائی زمانے کی سورتوں میں سے سورۃ المہلب میں ابو لہب کی بیوی آمنہ کی صورت میں اس کا ذکر ہو چکا

سماجی اور معاشرتی اقدار

سورۃ بنی اسرائیل رکوع ۳ و ۴ کی روشنی میں

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ
وَقَضٰی رَبُّكَ اَلَّا تَعْبُدُوْا
اِلَّا اِیَّاهُ وَبِاِلٰهِ الدِّیْنِ اِحْسَانًا ۚ اَمَّا یَبْغُوْنَ عِنْدَكَ الْکِبَرَ
اَحَدُهُمْ اَوْ کُلُّهُمْ اَفَلَا یَقْلُ لَّهُمْ اَفْ وَلَا تَنْهَرُهُمْ وَقُلْ لَّهُمْ
تَوَّابٌ ۙ اُولَٰئِکَ الَّذِیْنَ اَنْزَلْنَا عَلَیْکَ الْکِتٰبَ ۚ وَهُمْ اَشْرَکُوْا
رَبِّ اَرْحَمُهُمْ اَمْ کُنَّا رَبَّیْنِیْ صَغِیْرًا ۙ رَبُّکُمْ اَعْلَمُ بِمَا فِیْ نَفْسِکُمْ
اِنْ تَکُوْنُوْا صٰلِحِیْنَ ۚ فَاِنَّهٗ کَانَ لَآ وَاٰیٰتِیْنَ عَقُوْرًا ۙ وَاٰیٰتِیْ
ذَآلِقُرْءٰنِیْ حَقُّهُ ۚ وَالْمَسْکِیْنِ وَابْنِ السَّبِیْلِ ۚ لَا تَبْذُرُوْا
اِنَّ الْمُبْذَرِیْنَ کَاٰوُاْءُ الْاِخْوَانِ الشَّیْطٰنِیْنَ وَکَانَ الشَّیْطٰنُ

اس کے سوا کسی اور مال یا آپ کے ساتھ بھلائی کر کے اور بیع جائے تیرے سامنے بڑھاپے کو
 ایک ان میں سے کسی ایک کو توہم نہ کہہ ان کو بھول اور نہ جھوٹا کہہ ان کو اور کہہ ان سے
 بات ادب کی اور بھلا دے ان کے قتل کدے ماضی کر گیا سندہ سے اور کہہ
 اسے وہ ان پر رحم کر جیسا بالائیوں نے جو کر چھوٹا سا تھا رب خوب جاننا وہ کہتے ہی ہیں ہے
 اگر سچ تک ہوئے تو وہ رجوع کرنے والوں کو پچھتا ہے اور دے
 قرابت والے کو ایسے کا حق اور محتاج کو اور مسکین کو اور مت اڑا بچا
 بڑے اڑانے والے عالی ہیں شیطانوں کے اور شیطان ہے

لَرَبِّهِمْ كُفْرًا ۝ وَإِنَّمَا تَرْضَوْنَ عَنْهُمْ ابْتِغَاءَ رَحْمَةٍ مِّن رَّبِّكَ	اپنے رب کا ناشکر اور اگر کسی قتل کرے تو اعلیٰ مرتبہ سے انھیں اپنے رب کی رحمت کی امید ہے
تَرْجُوهُمَ أَفْقُلُ لَهُمْ قَوْلٌ لَا مَقْصُورَ ۝ وَلَا تَجْعَلْ يَدَكَ مَغْلُولَةً	تجلی کو کہیں تو کہتے ہیں کہ ان کو بات نہ کرے اور نہ رکھ اپنا ہاتھ بندھا ہوا
إِلَىٰ عُنُقِكَ وَلَا تَبْسُطْ هَاكُلَ الْبَسِطِ فَتَقْعَلَ مَلُومًا مَّحْضُورًا ۝	اپنی گردن کے ساتھ اور نہ کھول دے اس کو ہاتھ کھول دینا پھر تو تیشہ سے الزام لگایا ہو گا
إِنَّ رَبَّكَ يَبْسُطُ الرِّزْقَ لِمَن يَشَاءُ وَيَقْدِرُ إِنَّهُ كَانَ زَاهِدًا	تیرا رب کھول دیتا ہے روزی جسے چاہے چاہا تو تنگ بھی کرے دینی اور دنیوی بندوں کو
خَيْرٌ لِّبَصِيرَةٍ ۝ وَلَا تَقْتُلُوا أَوْلَادَكُمْ خَشْيَةً إِمَّا لَوْ فَوَّحْنَا	جانتے والا دیکھنے والا اور نہ مار ڈالو اپنی اولاد کو غلطی کے خوف سے
نَزَرَهُمْ وَإِنَّا لَمَّا كُنَّا قَتَلَهُمْ كَانَ خَطَا كَبِيرًا ۝ وَلَا تَقْرَبُوا	روزی دینے والے ہیں ان کو اور تم کو بیشک ان کا مارنا بڑی خطا ہے اور پاس نہ جاؤ
الرِّزْقَ إِنَّمَا كَانَ فَاخِشَةً وَسَاءَ سَبِيلًا ۝ لَا تَقْتُلُوا النَّفْسَ	ربا کے وہ ہے بیماری اور بڑی راہ ہے اور نہ مارو اس جان کو
الَّتِي حَرَّمَ اللَّهُ إِلَّا بِالْحَقِّ وَمَن قُتِلَ مَظْلُومًا فَقَدْ جَعَلْنَا	جس کو منع کر دیا اللہ نے مگر حق پر اور جو مارا گیا ظلم سے تو دیا ہم نے
لِرَبِّهِ سُلْطَانًا ۝ لَا يَشْفُ فِي الْقَتْلِ إِنَّمَا كَانَ مَنصُورًا ۝	اپنے وارث کو زور سوجھ سے نہ مل جائے قتل کرنے میں اس کو مدد ملتی ہے
وَلَا تَقْرَبُوا مَالَ الْيَتِيمِ إِلَّا بِالَّتِي هِيَ أَحْسَنُ حَتَّىٰ يَبْلُغَ أَشُدَّهُ	اور پاس نہ جاؤ یتیم کے مال کے مگر جس طرح کو بہتر ہو جب تک وہ بچہ بنی ہوئی ہو
وَأَوْفُوا بِالْعَهْدِ إِنَّ الْعَهْدَ كَانَ مَسْئُولًا ۝ وَأَوْفُوا الْكَيْلَ إِذَا	اور پورا کرو عہد کو بیشک عہد کی پوری ہوئی اور پورا محدود پاس
كُلْتُمْ وَزِنُوا بِالْقِسَاطِ السَّيْقِيمِ ذَلِكَ خَيْرٌ وَأَحْسَنُ تَأْوِيلًا ۝	اپ کھا کر ڈنگو اور تولو سیدھی ترازو سے بہتر ہے اور ایمان اس کا کام
وَلَا تَقْفُ مَا لَيْسَ لَكَ بِهِ عِلْمٌ إِنَّ السَّمْعَ وَالْبَصَرَ وَالْفُؤَادَ كُلُّ	اور نہ چھپو جس بات کی خبر نہیں تم کو بیشک کان اور آنکھ اور دل ان

أُولَئِكَ كَانَ عَنْهُ مَسْئَلٌ ۚ لَا تَمْسُقُ فِي الْأَرْضِ حَمَاحًا إِنَّكَ
سبکی جس سے پوچھ ہوگی اور مسق جمل زمین پر نہ پڑتا ہوگا تو
لَنْ تَخْرُجَ الْأَرْضُ عَنْ كُنْ تَبْلُغَ الْجِبَالَ طُولًا ۚ كُلُّ ذَلِكَ كَانَ
بعض ارض نہ پھوٹے گا اور نہ پہنچے گا پہاڑوں تک لمبا ہو کر یہ جتنی باتیں ہیں ان سب
سَبْتُهُ عِنْدَ رَبِّكَ مَكْرُوهًا ۚ ذَٰلِكَ مِمَّا أَوْخَىٰ إِلَيْكَ رَبُّكَ مِنْ
جس بڑی چیز جس سے رب کی بیزاری یہ کہ ان باتوں میں جو وہ تو کسی نبی کے لیے سخت ہے تو وہ تو
الْحِكْمَةِ ۚ وَلَا تَجْعَلْ مَعَ اللَّهِ إِلَهًا آخَرَ فَتُنْفِقُ فِي جَهَنَّمَ مَلْفًا
کے کاموں کو اور نہ تمہارا اللہ کے سوا کسی اور کی بندگی پھر ہے تو دوزخ میں ان لوگوں کی
فَلْجُورًا ۚ أَفَأَصْفُكُمْ رَبُّكُمُ بِالْبَنِينَ وَالنَّحْلِ مِنَ الْمِلْكَةِ
دعوت کا جا کر کیا تم کو بن کر دے گا کہ بچے اور لڑکے لے لیا دے گا تو
إِنَّا كَآءِ اِكْمُ لَنَقُولُونَ قَوْلًا عَظِيمًا ۚ
بیان ہم کہتے ہو بھاری بات

اجمال سالو کے ذیل میں پانچوں مقام سورۃ بنی اسرائیل کے کروع ۳۰، ۳۱ پر نقل ہے جن میں انسان کی تمدنی و سماجی اوضاع میں معاشرتی زندگی سے متعلق بعض انتہائی بنیادی اور ضروری احکام بیان ہوئے ہیں۔

ماہرین جماعت شیعہ دہرہ جدید کے ہرگز تصدیق ریاست کے ارتقا کے دوران بہت سے دینیاتی مراحل کا ذکر کیا ہے اور ایسا محسوس ہوتا ہے کہ ان دور کو محسوس میں بیان شدہ احکام و ہدایات کی صورت میں ایک ایسی سوسائٹی کے لیے کمال لاگو عمل اور دستور حیات موجود ہے جو تمدن کے ابتدائی مراحل میں جو اور جس میں ایک مختصر مروجہ ہدایات سوسائٹی کے جملہ تمدنی و سماجی، معاشی و معاشرتی اور اخلاقی و قانونی گوشوں میں رہنمائی کے لیے کافی ہو جائے۔ واضح رہے کہ اس حقیقت کی جانب حضرت ابن کثیر کا وہ قول بھی رہنمائی کرتا ہے کہ اللہ تعالیٰ نے ان آیات میں تورات کی پوری تعلیم درج فرمادی ہے، گو یا کہ یہ آیات تورات کے احکام عشرۃ (TEN COMMANDMENTS) کی قرآنی تعبیر (VERSION) ہیں۔ سورہ کونون اور سورہ طہ خارج کی طرح ان احکام کا اول و آخر بھی ایک ہی ہے، یعنی اعتنا عن المشرک اور التزام توحید فی العبادۃ والا لہ ہیتہ۔ گو یا کہ جیسے ایک فرد فروع بشر کی سعادت عقیدۃ توحید

پرنصر ہے، اسی طرح انسانی اجتماعیت کی فلاح کا دار و مدار بھی توحید ہی ہے۔ اس لیے کہ توحید محض ایک عقیدہ (DOGMA) نہیں ہے بلکہ ایک پورے نظامِ فکر کی اساس ہے جس سے ایک صالح تمدن وجود میں آتا ہے اور ایک صحت مندر معاشرت، منصفانہ معیشت اور عادلانہ حکومت کی داغ بیل پڑتی ہے۔ دوسرے نمبر پر والدین کے ساتھ حسن سلوک اور خصوصاً ان کی ضعیفی میں ان پر رحمت و شفقت اور ان کے سامنے دہانے اور چھکے رہنے کا حکم ہے۔ سورۃ لقمان کے دوسرے رکوع کی طرح اس مقام پر بھی واضح کر دیا گیا کہ انسان پر خدا کے بعد سب سے زیادہ اور سب سے زیادہ مقدم حقوق والدین ہی کے ہیں جن کی کو کسی انسان کے لیے ان کے حقوق کی ادائیگی فی الحقیقت ممکن ہی نہیں، اور وہ مجبور ہے کہ خدا ہی سے ان پر رحم کی دعا مانگ کر کہے کہ ان کا بد کسی قدر چمکانے کی کوشش کرے۔ یہ بھی واضح رہے کہ انسانی تمدن کی صحت اور درستی کے لیے والدین اور اولاد کے تعلق کا صحیح بنیادوں پر قائم ہونا ناگزیر ہے۔

والدین کے بعد اعزہ و اقارب کے وسیع تر حلقے کے حقوق کی ادائیگی کی تاکید ہے جن کے ساتھ بخود ہی سوسائٹی کے مساکین و غریبوں کی بھی ملحق کر دیا گیا ہے۔ اور اس ذیل میں تفسیر کی مخالفت اور اس کی شدید مذمت بھی کر دی گئی ہے۔ اس لیے کہ جب انسان محض فرائض اور نرے نام و نمود پر مبنی اڑانے لگتا ہے تو اس کا لازمی نتیجہ یہ نکلتا ہے کہ ادا سے حقوقِ اقارب و مساکین کے لیے اس کے پاس پیسہ ہی باقی نہیں رہتا۔ واضح رہے کہ سورۃ الفرقان کے آخری رکوع میں چونکہ زیادہ تر انسان کا ذاتی کردار زیر بحث ہے لہذا بخل اور اسراف کو ایک دوسرے کے مقابلے میں لایا گیا جو اصلاً انسان کے ذاتی اخراجات کی دو انتہائیں ہیں، اور یہاں چونکہ معاشرتی و سماجی مسائل زیر بحث ہیں لہذا تفسیر کا ذکر کیا گیا جو ادا سے حقوق کی ضد ہے۔ گویا ایک ہی آیت میں ان دونوں کا ذکر کر کے یہ نہانی دشنے لگی کہ انسان کو چاہیے کہ اپنی دولت کو اپنا سنے نوع پر رعب کا ٹھٹھنے کی بجائے ان کی احتیاجات کو رفع کرنے کا ذریعہ بنائے۔

پھر دیا گیا کہ مٹی بالکل بند کر لو اور نہ ہاتھ پورے کا پورا کھول دو، بلکہ اعتدال اور میاندروی اختیار کرو۔ اور اس میں اگرچہ تبعاً ذاتی اخراجات کا معاملہ بھی شامل ہے تاہم اس مقام پر اصل ہدایت صدق و خیرات میں اعتدال کی ہے۔ چنانچہ واضح کر دیا گیا کہ کسی کی کشادگی و توخوری کے نہ تو تم ذمہ دار ہو اور نہ یہ فی الواقع تمہارے پس ہی میں ہے۔ اس کا فیصلہ تو اللہ تعالیٰ ہی اپنے علم کا لہر اپنی حکمت بالغہ کے تحت کرتا ہے۔ تمہارا کام صرف اپنا فرض ادا کرنا ہے، اسے اعتدال کے ساتھ ادا کر لینے ہو۔ ان معاشی ہدایات کے ذیل میں مہموک اور افلاس کے خوف سے قتل اولاد جس میں اصلاً تو نہیں

البتہ تبعاً معاشی محرکات کے تحت منع عمل بھی شامل ہے۔ سے روکا گیا اور واضح کیا گیا کہ رزق کے بھیکیدار تم نہیں ہو کہ اس کی پوری ذمہ داری خدا پر ہے۔ وہی تمہیں بھی کھلاتا ہے اور تمہاری آئندہ نسل کو بھی کھلاتا ہے۔ اس کے بعد زنا اور قتل نفس بغیر حق سے روکا گیا۔ (تقابل کے لیے دیکھئے سورۃ الفرقان آخری

دکوع، اور آخر میں چند آسمانی اہم اخلاقی ہدایات دی گئی ہیں جو صلاہ معاشرت کی ضامن ہیں۔ یعنی

(۱) یتیم کے مال کی حفاظت (۲) عہد اور قول و قرار کی پابندی (۳) ناپ تول میں کمی بیشی سے اجتناب (۴) صحیح علم کی پیروی کرنا اور اوہام و ظنون سے بچنا، اور (۵) متکبر و غرور سے بچے رہنا۔ تقابل کے لیے دیکھئے سورۃ النہان، دکوع ۲۵ نفل مقامات پر سب سے آخری محم غرور و تکبر سے اجتناب ہی کا ہے اور دونوں جگہوں پر اسی کو حکمت کا آخری ثمرہ قرار دیا گیا ہے،

اس سلسلہ ہدایات کے اختتام پر توحید میں سے خصوصاً وحدیت الہ اور توحید فی الالہیت کا ذکر کر کے

اشارہ کر دیا گیا کہ اجتماعیات انسانی کے مزید ارتقاء سے جب ریاست (STATE) وجود میں آئے تو

اس کی اساس حاکمیت خداوندی (DIVINE SOVEREIGNTY) پر قائم ہوگی اور اس کی صحت و

درستی کا تمام تر دار و مدار حاکمیت غیر کی کامل نہی ہی پر ہوگا۔ (گو کیا کہ خالص انفرادیت سے اجتماعیت کی بلندی

منزل تک انسان کے پورے سفر کے دوران اس کا بادی اور رہنما عقیدہ توحید ہی ہے جس کے مختلف پہلو

جیسے توحید فی العبادۃ اور توحید فی الالہیت اس کی زندگی کے مختلف گوشوں کی صحت اور درستی کے

ضامن بنتے ہیں۔

مسلمانوں کی سیاسی و ملی زندگی کے رہنما اصول

سورۃ ہجرات کی روشنی میں

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ
يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا لَا تَقْلِبُوا بُدْنَ يَدَيَّ اللّٰهِ وَرَسُولِهِ
اے ایمان والو! اپنے دیزھو اور اپنے رسول پر اور
اتَّقُوا اللّٰهَ إِنَّ اللّٰهَ سَمِيعٌ عَلِيمٌ يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا لَا تَرْفَعُوا
اپنے جوشیں اور سناٹے جانتے اے ایمان والو! بلند کرو
أَصْوَاتَكُمْ فَوْقَ صَوْتِ النَّبِيِّ وَلَا تَجْهَرُوا لَهُ بِالْقَوْلِ كَجَهْرِ بَعْضِكُمْ لِبَعْضٍ
اپنی آوازیں نبی کی آواز سے اور اور اس سے نہ بولو جھجھکیں بعض کے بعض سے
إِنْ كُنْتُمْ كُفْرًا فَهُوَ كَيْفَ أَعْلَمُ الْكُفْرَانَ تَنْهَوْنَهُمْ يَأْتُوا بِالنَّارِ وَمَا يَحْتَضِرُونَ
اگر کفر ہے تو یہ کیسے معلوم کرے گا کفر کو تم سے روکو کہ آگ لائیں اور نہ
الَّذِينَ يَعْطَوْنَ أَصْوَاتَهُمْ عِنْدَ رَسُولِ اللّٰهِ أُولَٰئِكَ الَّذِينَ
جو لوگ دی آواز سے دیتے ہیں رسول اللہ کے پاس وہی ہیں جن کے
أَمْتَحَنَ اللّٰهُ قُلُوبَهُمْ لَّا يَفْقَهُوْنَ لَهَا مَغْفِرَةً وَأَجَلٌ عَظِيمٌ
دل دیکھ کر جانکا کر دینے والے اپنے دل کو ان کے سامنے اور قریب
الَّذِينَ يَنَادُونَكَ مِنْ وَرَاءِ الْحُجُرِّ اتَّقِ اللَّهَ لَا يَقُولُوا
جو لوگ تجھے پکار رہے ہیں دروازے کے پیچھے سے وہ کہیں نہیں کہتے
لَوْ أَنَّهُمْ صَبَرُوا حَتَّى تَخْرُجَ إِلَيْهِمْ كَانَ خَيْرَ لَّهُمُ وَاللّٰهُ عَفُورٌ
اگر وہ صبر کرتے یہ تک تو نکلے ان کے پاس تو ان کے لئے بہتر ہوتا اور اللہ بخشنے والا

عَلَيْكُمْ أَنْ هَذَا كُمْ لِلْإِيمَانِ أَنْ كُنْتُمْ صِدْقِينَ ۝ إِنَّ اللَّهَ
 يَعْلَمُ غَيْبِ السَّمَاوَاتِ وَالْأَرْضِ وَاللَّهُ يَخْتَارُ ۝ بِمَا تَعْمَلُونَ ۝
 جاننا کہ جسے یہ ایمان دے گا وہ ایمان کی طرف چلا جائے گا جو اس کے لئے ہے۔

انسان کی کلی زندگی کے ذیل میں اس منتخب نصاب میں چٹا اٹھ آفری مقام سورہ طہ کی آیت ہے
 یہ عظیم سورہت اجتماعیات انسانی کے ذیل میں عام سماجی و معاشرتی معاملات سے ہند کر بیچ پر زمرہ
 قری دلی اور سے بحث کرتی ہے اور یہ بتاتی ہے کہ ملت اسلامیہ کی مجلسیں اور تنظیمیں بنیادوں پر ہوتی
 ہے اور اس میں اتحاد و اتفاق اور یک جہتی و ہم رنگی کیسے برقرار رکھی جاسکتی ہے بلکہ ریاست و ریاست کے
 متعلق اور سے بھی بحث کرتی ہے کہ اسلامی ریاست کس بنیاد پر قائم ہوتی ہے، اس کا دستور اساسی کیا ہے
 اس کی شہریت کسے حاصل ہوتی ہے اور اس کا دنیا کے دوسرے معاشروں یا اس کی دوسری ریاستوں
 سے تعلق کس بنیادوں پر استوار ہوگا۔

اس سورت کو قریش قبیلہ میں حضور میں منقسم کر دیا گیا ہے۔

پہلوچہ مسلمانوں کی حیات اجتماعی کے اہل الاصول یعنی اسلامی ریاست کے دستور اساسی اور
 ملت اسلامیہ کی شیرازہ بندی کے اہل قدامت یعنی مرکز ملت سے بحث کرتا ہے۔

چنانچہ پہلی ہی آیت نے غیر مسلم طور پر واضح کر دیا کہ مسلمان معاشرہ اور اسلامی ریاست کا بنیاد پر خدا کا
 نہیں بلکہ اللہ اور اس کے رسول کے احکام کے پابند ہیں، اللہ مسلمانوں کی آزادی کے معنی صرف یہ ہیں کہ
 خدا اور رسول کی اطاعت کے لیے دوسری ہر طرح کی غلامی سے آزاد ہو جائیں۔ گو بارہ ایک فرد کی طرح
 اجتماعیت بھی صرف وہی مسلمان قرار دی جاسکتی ہے جو نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی بیان کردہ تفسیر کے
 مطابق اسی طرح اللہ اور اس کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کے احکام کے ساتھ بندہ رہتی ہوئی ہو جیسے ایک گھوڑا اپنے
 کھونٹے سے بندھا ہوا ہوتا ہے۔ اس طرح یہ آیت مسلمانوں کی بنیاد اجتماعی کے اہل الاصول یعنی ایک
 اسلامی ریاست کے دستور اساسی میں عاقبت کے متعلق اولین دفعہ کر تھیں کہ وہی ہے کہ یہ عاقبت
 کسی فرد کی ذمہ داری کی ہے نہ جمہور کی بلکہ صرف خدا کی ہے (وَأَنَّ الْحُكْمَ لِلَّهِ)

۱۔ کتابت مبنی کی پیشہ ازہ بندی ہے۔ یہ شاخ بھی کہنے کو ہے پھر برگ در پیدا

اور اسلامی ریاست کا کام (FUNCTION) صرف یہ ہے کہ رسول کی تشریح و تفسیح کے مطابق خدا کی مرضی و مشاکوہ کرے۔

آیت کے اخیر میں اس اطلاع کی اصل روح کی جانب ہی اشارہ کر دیا گیا ہے۔ یعنی لغوی اللہ اس کے بعد مسلمانوں کی بہتیت و اجتماعی کی اصل ثانی، کو واضح کیا گیا جس کے گرد مسلمانوں کی حیاتیاتی کی اصل شیرازہ بندی ہوتی ہے یعنی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا ادب، آپ کی تعظیم و توقیر، آپ سے محبت اور شوق اللہ آپ کے مقام و مرتبہ سے آگاہی (وَأَحْكُمُوا آفَافَكُمْ وَرَسُولُ اللَّهِ) اور اس قول و فعل یا دیکھ لے اور بتاؤ کے کامل اجتناب جس سے ادنیٰ ترین درجے میں بھی گستاخی یا تحقیر توہین کا پہلو نکلتا ہو۔ ادب کا بہت ذریعہ آسان از سرکش نازک ترا،

مسلمانوں کی بہتیت اجتماعی کی ان دونوں دہوں میں سے پہلی چونکہ عقیدہ توحید فی الاویہ کا لازمی نتیجہ ہے اور اس اعتبار سے گویا قرآن مجید کے ہر صفحے پر بطور زمینی اس کا ذکر موجود ہے لہذا اس مقام پر اس کا ذکر صرف ایک آیت میں کر دیا گیا۔ اس کے بالمقابل اہل ثانی پر اجتماعی زہد دیا گیا۔ اور بعض متعین واقعات پر گرفت اور سرزنش کے ضمن میں واضح کر دیا گیا کہ

مُصَلِّطُ بَرَاءِ خُلُوشِ رَاكِرِ دَرِ ہر اوست

اگر یہ آواز رسیدی تمام بولہبی است!!

اس پہلے کہ حقیقت یہ ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی ذات گرامی میں نسبت اسلامی کے پس وہ مرکزی شخصیت، موجود ہے جس سے تمدن انسانی کی وہ فطری ضرورت بر تمام و کمال اور بغیر تشویش و تکلن پوری ہو جاتی ہے جس کے لیے دوسری قوموں کو باقاعدہ تکلف و اہتمام کے ساتھ شخصیتوں کے بہت ترانے اہم ہر (HEROES) گوشے کا کلید پر مل لینا پڑا ہے۔ مزید برآں دنیا کی دوسری اقوام تو وہ ہی ترانہ جو باہر دم خداوند سے دگر کے مصداق مجبور ہیں کہ ہر دور میں ایک نئی شخصیت کا بہت ترانے، لیکن نسبت اسلامی کے پس ایک دائم و قائم کر، موجود ہے جس کے ثقافتی تسلسل (CULTURAL CONTINUITY) کا ضامن ہے اس اعتبار سے دیکھا جائے تو "آن وقت تکم رسول اللہ" میں خطاب صرف صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین ہی سے نہیں بلکہ تا قیام قیامت پوری امت مسلمہ سے ہے، اس دوام اور تسلسل کے ساتھ ساتھ، امت مسلمہ کی دست اور پہلو پر بھی مجاہد ہے تو یہ حقیقت سامنے آتی ہے کہ یہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی مرکزیت، ہی کا ثمر ہے کہ مشرق و اقصیٰ کے لیے کہ مغرب بعید تک پہنچی ہوئی قوم میں نسل و زبان کے شیعہ اختلاف اور دیگر کمی و جغرافیائی عوامل کے انتہائی بعد کے

علیٰ المرتضیٰ ایک گہری ثقافتی یکسوئی (CULTURAL HOMOGENETY) موجود ہے۔ اور اسی کی
 فرع کے طور پر اس حقیقت پر بھی ہر شے متبر رہنا چاہیے کہ مختلف مسلمان ممالک میں علیحدہ علیحدہ قیادتوں
 اور ملاقاتی شخصیتوں کو اس ایک حد تک ہی اختیار نہا چاہیے، اس سے بچاؤ کی صورت میں اس سے
 وحدتِ ملت کی جڑیں کمزور ہونے کا اندیشہ ہے۔ گویا لیڈر ملقاہ راغبانہ۔

یہ ناگزیر حیرت انگیز ہزاروں برس پرانی بات ہے۔ ہمیں بھلا ان سے واسطہ کیا جو تجھے آنا شروع ہیں
 رستے زمین کی تمام مسلمان اقوام کو صیاد قیادت ایک ہی رکھنا چاہیے اور ہے واجب کفایہ اور الٰہی و انبی
 صلی اللہ علیہ وسلم

مسلمانوں کی بنیاد اجتماعی کی تذکرہ بالا دو بنیادوں میں سے ایک زیادہ تر حتمی و منطقی ہے اور
 دوسری نسبتاً جذباتی۔ پہلی پر دستور و قانون کا دار و مدار ہے اور دوسری پر تہذیب و ثقافت کی تعمیر و ترقی
 ہے اور ان دونوں کا باہمی رشتہ ایک دائرے اور اس کے مرکز کا ہے۔ مسلمان اجتماعیت کے کسی
 دائرے میں "مختصر" ہے جو خدا اور اس کے رسول کے احکام سے چھینچا ہوا ہے اور اس کے مرکز کی
 حیثیت "مختصر" صلی اللہ علیہ وسلم کی دو ویز اور دنناز شخصیت کو حاصل ہے جن کے اتباع کے منجانب سے
 اس بنیاد اجتماعی کی ثقافتی یکسوئی نصیب ہوتی ہے اور جن کی محبت کے رشتے سے اس کے افراد
 ایک مرکز سے بھی وابستہ رہتے ہیں اور باہم کو بھی جڑے رہتے ہیں۔

اب اس وحدت کے ساتھ آگے چلتا ہوں کہ "تمام رسالت" کے ذکر میں علوی کلام فی الواقع
 "لذیہ بود حکایت دراز تر گنم" کے مصداق ہے۔

دوسرا حصہ ان احکامات پر مشتمل ہے جن پر عمل پیرا ہونے سے ملت اسلامیہ کے افراد اور
 گروہوں اور جماعتوں کے مابین رشتہ محبت و الفت کے کمزور ہونے کے احکامات کم ہو جاتے
 ہیں اور اختلاف و افتکار اور فتنہ و فساد کو بڑھنے سے روکا جاسکتا ہے۔ ان احکامات کو بھی مزید دو
 عنوانات میں تقسیم کیا جاسکتا ہے۔ ایک وہ اہم تر احکام جو دینیعہ پیمانے پر گروہوں کے مابین تصالوم
 سے بحث کرتے ہیں اور دوسرے وہ اظہارِ محبت کے لیکن حقیقتہً نہایت بنیادی احکام جو عام انفرادی سطح پر
 نفرت اور عداوت کا تہ باب کر سکتے ہیں۔

مقدم الذکر احکام دو ہیں: ۱۔ افراد کی روک تھام اور کسی سختی فیصلے اور عمل اقامہ سے قبل

ابھی طرح تفتیش اور بھانپنا کا اہتمام اور ۲۔ نزاع کے واقع ہوجانے کی صورت میں مسجد طرقل یعنی لائیو کی فریقین کے مابین صلح کرانے کی ذمہ داری اور معاشرتی فرض سمجھا جائے۔ گویا کہ لائیو (INDIFFERENCE) کی روٹ کی طرح صلح نہیں، جب اس کے بعد بھی اگر ایک فریق زیادتی ہی پر

مصرحہ ہے تو اب اس کا مقابلہ صرف فریق ثانی ہی کو نہیں پوری بہتیت، اجتماع کرنا چاہیے اور جب وہ گردن جھکا دے تو اس پر عدل و قسط پر مبنی صلح کرادی جائے۔ اس مقام پر عدل اور قسط کا مرکز و گرد ذکر خاص طور پر اس لیے ہے کہ جب پوری بہتیت اجتماع میں اس فریق سے ٹکرائے گی تو خطری طور پر اس کا امکان موجود ہے کہ دوبارہ صلح میں اس فریق پر جھٹھے اور جھجھلاہٹ کی بنا پر زیادتی ہو جائے۔

مترجمانہ احکام چھ تو ابھی پر مشتمل ہیں لیکن ان میں ان چھ معاشرتی برائیوں سے منع فرمایا گیا ہے جن کے باعث بالعموم وہ افراد یا گروہوں کے مابین برکت و محبت و الفت کمزور پڑ جاتا ہے اور اس کی جگہ نفرت و عداوت کے بیج بڑھتے جاتے ہیں اور ایسی کہورت پیدا ہو جاتی ہے جو ہر کسی طرح نہیں نکلتی۔ اس لیے کہ عام ضرب و شل کے مطابق تو اوروں کے گناہ بھرتا ہے لیکن زبان کے دھکم بھی منڈل نہیں ہوتے! وہ چھ چیزیں یہ ہیں۔ ۱۔ قسم خور اس کے مذہب کے لیے اس نہایت گہری حقیقت کی طرف اشارہ کیا گیا کہ ایک انسان دوسرے انسان کے صرف ظاہر کو دیکھتا ہے اور اسی کی وجہ سے شہر کا سرخسک ہو جاتا ہے حالانکہ اصل چیز انسان کا باطن ہے اور خدا کی نگاہ میں انسانوں کی قدر و قیمت ان کے باطن کی بنا پر ہے، ۲۔ عیب جوئی اور تہمت (اس کے ذیل میں اس حقیقت کی طرف توجہ دلائی کہ جب مسلمان آپس میں جھاتی جھاتی ہیں تو کسی دوسرے مسلمان کو عیب لگانا گویا خود اپنے آپ کو عیب لگا ہے) ۳۔ ستاؤ بڑا اٹھانا یعنی لوگوں یا گروہوں کے توہین آمیز نام لکھ لینا (اس کے ضمن میں اشارہ فرمایا کہ اسلام لانے کے بعد پڑائی کا نام بھی نہایت بڑا ہے) ۴۔ سوہن (اس لیے کہ بہت سے ظن گناہ کے وہ بے ہیں) ۵۔ جھٹس اور ۶۔ آخری اور اہم ترین، نصیحت جس کی شناخت کے اعتبار کے لیے حد درجہ پیش رفتی اختیار کی گئی ہے کہ کسی مسلمان کی قیمت ایسی ہے جیسے کسی مردہ بھائی کا گوشت کھانا۔ (اس لیے کہ جس طرح ایک مردہ اپنے جسم کا دفاع نہیں کر سکتا اسی طرح ایک خیر برہم شخص بھی اپنی عزت کے تحفظ پر قادر نہیں ہوتا)

۷۔ اس سلسلے میں حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے یہ الفاظ مبارک مستفرد ہونے چاہئیں کہ: کھن بالمرء کذباً ان یحسد ذلک ویکل ما بینک ایک شخص کے جھوٹے ہونے کے لیے بات باطل کافی ہے کہ وہ کچھ نئے لٹکا دے یا ان کو جھوٹ (یعنی آگے بیان کرنے سے قبل اس کی صحت کی تحقیق و تصدیق نہ کرے)

الغرض ان کٹر آدم و فواہی سے مسلمانوں کی ہیئت اجتماعیہ کا استحکام مطلوب ہے۔ اس لیے کہ جس طرح بڑی سے بڑی فصل بھی بہر حال اینٹوں کی جیجی ہوتی ہے اور اس کے استحکام کا دار و مدار اینٹوں کی کھینچی اور مضبوطی پر ہوتا ہے وہاں اینٹوں کو بڑے سے بڑے والے گارے یا چٹے یا کسی دیگر سائلے (CEMENT SUBSTANCE) کی پائیداری پر بھی ہوتا ہے۔ اسی طرح ملت اسلامیہ کے استحکام کیلئے بھی جس قدر مسلمانوں میں سے ہر فرد کا سیرت و کردار کے اعتبار سے پختہ ہونا ضروری ہے اسی قدر ان کے مابین رشتہ محبت و الفت کی استواری بھی لازمی ہے۔ یہ البتہ واضح رہے کہ ملت اسلامیہ کا استحکام عام قومی تعصبات کے تحت نہ تو ہی غلبہ و اقتدار کے لیے نہیں بلکہ اس لیے مطلوب ہے کہ وہ "ع" ہر حیثیت میں کہ دنیا میں ترانام رہے۔ اس کے مصداق خدا کی زمین پر خدا کی مرضی پوری کرنے کا ذریعہ اور کار (INSTRUMENT) ہے!

تیسرا حصہ دو انتہائی اہم مباحث پر مشتمل ہے:

۱۔ پہلی بحث انسان کی عزت و شرف کے معیار سے متعلق ہے جس کے ذیل میں واضح کر دیا گیا ہے کہ انسان کی عزت و ذلت یا شرافت و ذوالت کا معیار نہ کتبہ ہے نہ قبیلہ، نہ خاندان ہے نہ قوم نہ رنگ ہے نہ نسل، نہ ملک ہے نہ وطن، نہ دولت ہے نہ فقر و ث، نہ شکل ہے نہ صورت، نہ حیثیت ہے نہ وجاہت، نہ پیشہ ہے نہ حرفہ اور نہ مقام ہے نہ مرتبہ بلکہ صرف تقویٰ ہے اس لیے کہ پوری نوع انسانی ایک ہی خدا کی مخلوق بھی ہے اور ایک ہی انسانی جوڑے (آدم و حوا) کی اولاد بھی۔

یہ بحث فی نفسہ بھی تنہا اہم ہے اس لیے کہ واقعہ یہ ہے کہ دنیا میں بد امنی اور انتشار اور انسانوں کے مابین تضادم اور محکومہ کا بہت بڑا سبب نسل اور نسب کا خرد رہی ہے اور یہ قومی گرد و بی منافرت ہی ہے جو مابین الانسانی منافرت کا اصل سبب بنتی ہے (اس سلسلے میں یہ حقیقت پیش نظر رہنی چاہیے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے بدترین دشمن نے بھی معترف ہیں کہ آپ نے واقعہ انسانی عزت و شرف کی سنگ مرہ علامت غلام بنیادوں کو نہدم کر دیا اور انسانی مساوات اور اخوت کی بنیادوں پر ایک معاشرہ غلام قائم فرمایا، لیکن خاص طور پر اس مقام پر اس بحث کے ڈور رخ لائق توجہ ہیں۔ ایک

لے۔ جیمز ایچ ویلز (H. G. WELLS) نے اپنی "مختصر تاریخ عالم" میں حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے غلبہ جو - اتحاد کے ذیل میں واضح طور پر دست دیا گیا ہے کہ انسانی مساوات اور اخوت کے نبیعت اپنے خاندان و گروہ صری (یعنی بنیاد علی اختلاف و العنصر) کے مابین بھی موجود ہیں لیکن ان بنیادوں پر تاریخ میں پہلی بار ایک معاشرہ کا واقعی قیام صرف محمد صلی اللہ علیہ وسلم و خاندان نبوی و امی کا کارنامہ ہے۔

یہ کہ اوپر جن سماجی رابطوں سے منہج فرمایا گیا تھا مثلاً تسبیح و استغفار اور صیام جوئی و بدگوئی ان کی جڑ میں جو گمراہی کا فرما ہے وہ اصل میں یہی نسل و نسب کی بنیاد پر تفاخر و تباہی کا جذبہ ہے اور دوسرے بدکرداروں ان میں سے کسی چیز کی بنیاد پر انسانوں کے مابین تفریق و تقسیم کا قائل نہیں بلکہ وہ ایک خاص نظریاتی معاشرہ اور ریاست کا حکم کرنا چاہتا ہے اس کے یہاں انسانوں کے مابین صرف ایک تقسیم معتبر ہے اور وہ ہے ایمان کی تقسیم۔ ہر اہل ایمان کے سلسلے میں بھی اس کے نزدیک صرف ایک مویا و حرمت و شرف معتبر ہے اور وہ ہے تقویٰ کا معیار!

اس سلسلے میں نبی ظہر پر ایک دوسری نہایت اہم حقیقت کی طرف بھی اشارہ فرمایا یعنی یہ کہ اسلامی معاشرہ اور ریاست کا قائل انسانی معاشروں اور ریاستوں سے رابطہ و تعلق ان دونوں میں پر قائم ہو سکتا ہے جو پوری نوع انسانی کے مابین مشترک ہیں یعنی ۱۔ وحدت الہ اور ۲۔ وحدت آدم۔ اسی اہم حقیقت کو آج اگر کرنے کے لیے اس مقام پر مخاطب اس صورت کے عام اسلوب سے ہٹ کر بچائے "يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا" کے "يَا أَيُّهَا النَّاسُ" سے ہوا واضح رہے کہ قرآن مجید میں سورۃ الحجرات کی اس آیت مبارکہ کا مثنوی سورۃ لقمان کی پہلی آیت ہے جس میں یہ تمام حقائق ایک گلی ترتیب سے بیان ہوئے ہیں،

۲۔ دوسری اہم بحث اسلام اور ایمان کے مابین فرق و تیز کی وضاحت سے متعلق ہے! واضح رہے کہ قرآن مجید میں ایمان و اسلام اور یمن و کم کی اصطلاحات اکثر و بیشتر ہم معنی اور مترادف الفاظ کی حیثیت سے استعمال ہوئی ہیں۔ اس لیے کہ واقعہ یہی ہے کہ ایک ہی تصویر کے دو رخ ہیں۔ اور ایمان انسان کی جس داخلی کیفیت کا نام ہے اسلام اس کا خارجی ظہور ہے، لہذا جو انسان قلب میں ایمان و یمن کی دولت رکھتا ہو اور عمل میں اسلام اور اطاعت کی روش اختیار کر لے اسے "أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا" کہتے ہیں۔ "يَا أَيُّهَا النَّاسُ" کہتے ہیں۔ ایک خارجی معنی کے مصداق چاہے یمن کہ لیا جائے چاہے کمبات ایک ہی ہے۔ بخلاف اس مقام کے کہ ایمان و اسلام کو ایک دوسرے کے متقابل لایا گیا ہے اور ایمان کی نفی کمال کے ملے لایا گیا ہے۔

اس مقام پر اس بحث کے سلسلے کا اصل مقصد یہ ہے کہ راہم اور بنیادی حقیقت واضح ہو جائے کہ اسلامی معاشرے میں شریعت اور اسلامی ریاست کی شہریت کی بنیاد ایمان پر نہیں ہے بلکہ اسلام پر ہے اس لیے کہ ایمان ایک باطنی حقیقت ہے جو کسی قانونی بحث و گفتگو اور ناپ تولی کا موضوع نہیں بن سکتی۔

لہذا جمہوری ہے کہ دنیا میں بین الاقوامی معاملات کو صرف خارجی رویہ کی بنیاد پر استوار کیا جائے جس میں ایمان کا زیادہ سے زیادہ صرف "اِھْتِرَافُ الْاِیْمَانِ" والا پہلو شامل ہو سکتا ہے۔

اس کے علاوہ اس بحث سے دو مزید عقیم حقائق کی جانب رہنمائی ہو گئی ہے۔

لیکھتے ہیں کہ انسان کی ایک ایسی حالت بھی ممکن ہے کہ اس کے دل میں مذہبیت اور ایمانی طور پر ایمان ہی متفق ہو رہی ہو مگر بنی طور پر نفاق، بلکہ ایک غلط کی سی کیفیت ہو لیکن اس کے عمل میں ان اقدار اور اس کے رسول کی اطاعت موجود ہو۔ اس حال میں اگر ہم اس کا مددہ کلیہ کی رو سے کہ بغیر ایمان انسان کا کوئی عمل بالکافہ خداوندی میں مقبول نہیں ہو سکتا، یہ چیز بھی سہی برعکس ہی ہوتی کہ ایسی اطاعت قبول کی جاتی لیکن یہ اللہ تعالیٰ کا خصوصی فضل و کرم ہے جس کی جانب اشارہ وہ اسما سے بھی انفعول اور حرم سے کر دیا گیا کہ اس اطاعت کو بھی سہی قبول و عمل فرمادی گئی۔ دوا میں رہے کہ انفعول صلی اللہ علیہ وسلم کی حمایت و تائید کے آخری قدر میں جب "وَرَأَيْتُ الْمَآءَاسَ كَيْدَ حُلُوفٍ يُفِي وَيُنِي اللّٰهُ اَفْوَاجًا" کی صورت ہوتی تو اس وقت بھی بہت سے لوگوں کے ایمان و اسلام کی نوعیت یہی تھی اور بعد میں تو بہتر اور

میں امت مسلمہ کے سرادھم کا حال یہ رہا ہی ہے!

دوسرے یہ کہ متقی ایمان کی بھی ایک جامع و مانع تعریف بیان ہو گئی، اور واضح کر دیا گیا کہ ایمانیت ایمان نام ہے اللہ اور اس کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم پر ایسے پختہ یقین کا جس میں شکوک و شبہات کے کاٹنے چھانے نہ رہ گئے ہوں اور جس کا اولین اور نمایاں ترین عمل ظہر جہاد فی سبیل اللہ ہے یعنی یہ کہ ایمانیت آسمانی کی نشرو اشاعت اور حق کی شہادت، بلکہ اللہ کے دین کی تبلیغ و تعلیم اور اس کے غلبہ و اظہار کے لیے جان و مال سے کوشش کرے اور اس جذبہ میں ہی نبی صلی اللہ علیہ وسلم سب قرآن کریم سے آیت کے آخر میں مزید قبول کر دیا گیا کہ صرف ایسے ہی لوگ اپنے دھرمی ایمان میں پختہ ہیں۔

سورۃ الحجرات کی اس آیت کریمہ "اِنَّ الْمُؤْمِنِيْنَ الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا بِاللّٰهِ وَرَسُوْلِهِ ثُمَّ لَمَّا كُنُوْا
وَجَآهَدُوْا جَاوِلُوْهُمُ وَاَنْهَبُوْهُمُ فِیْ سَبِيْلِ اللّٰهِ اَوْ لِيْكَ هُمْ الصّٰلِحُوْنَ" پر گہرا کہار ہے
مشتبہ نصاب کا جز ثانی ختم اور جز ثالث شروع ہو جاتا ہے۔ اس لیے کہ سورۃ العصر میں بیان شدہ چار
لازم نکات کو اس آیت میں وہ اصطلاحات میں جمع کر دیا گیا ہے ایک ایمانی حقیقی جو جامع ہے ایمان قولی و
عملی صالحہ دونوں کا اور دوسرے جہاد فی سبیل اللہ جو جامع ہے تو ہی بالحق اور تو ہی باصبر کا چنانچہ یہیں
ہے تو ہی بالحق کی تفصیلی بحث کا آغاز ہوتا ہے۔

دوا میں رہے کہ دوسرے ایمانیات ان کے دل میں آپ سے آپ مندرج ہو گئے۔

حصہ چہارم

تواصی بالحق کا ذرۃ المسنام

جہاد و قتال فی سبیل اللہ

درس اول

جہاد فی سبیل اللہ کی غایتِ اولیٰ شہادت علی الناس

سورۃ الحج کے اخیری رکوع کی روشنی میں

درس دوم

جہاد فی سبیل اللہ کی عظمت و اہمیت

سورۃ التوبہ کی آیت ۲۴ کی روشنی میں

درس سوم

جہاد فی سبیل اللہ کی غایتِ قصویٰ اور منہائے مقصود

ظہرنا اذین الخ علی الذین صلاہ

سورۃ الصف کی روشنی میں

درس چہارم

انقلابِ نبویؐ کا اساسی منہاج

سورۃ الجمعہ کی روشنی میں

درس پنجم

اعراض عن الجہاد کی پاداش: نفاق

سورۃ المنافقون کی روشنی میں

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

سُورۃ العصر میں بیان شدہ شرائط نجات یا لوازم نجات میں سے تیسری شرط لائق کو توای بالحق کے درجہ پر جان نجات سے تعبیر فرمایا گیا ہے۔ اس اصطلاح میں توای کے اہل صدر یعنی وحیت میں بھی اصل تاکید و اہتمام کا منہدم موجود ہے، مزید برآں جب یہ باب قائل میں آیا تو اس میں مزید مبالغہ کا منہدم بھی پیدا ہو گیا اور یہ بھی کہ یہ ایک صالح اجتماعیت کے لازمی مقتضیات میں سے ہے کہ اس کے شرکاء باہر ایک مشترک کو حق کی تلقین کرتے رہنے کو اپنا فرض مین سمجھیں دوسری طرف حق کا انفرادی جلسہ مد جامع ہے جس میں چھوٹے چھوٹے حقوق سے ملے کہ اس سلسلہ کو کن و مکالم کی عظیم ترین حقیقت یعنی لا الہ الا اللہ اور ان الحقکم الا اللہ تک سب کچھ شامل ہے۔۔۔۔۔ اس کے بعد جامع اسباق میں سے تیسرے سبق میں اصرار المعروف و نہی عن المنکر کی اصطلاح آچکی ہے جس نے اسی توای بالحق کی وحیت اور ہر گیری کو اجاگر کر دیا یعنی ہر شر ہر نیکی، ہر جھوٹی ہر حقیقت اور ہر صداقت کی تبلیغ و تلقین، دعوت و نصیحت، تشہیر و اشاعت، اعلان و اعتراف، حتیٰ کہ ترویج و تنہید اور بدی اور برائی کی ہر صورت پر رد و قدح، تنقید و احتساب، انکار و تلامہت، حتیٰ کہ فساد اور ایشیال کی ہر ممکن سعی و کوشش۔۔۔ اور ہر جوئے جامع میں وار و شدہ اصطلاح دعوت الی اللہ، نے اسی توای بالحق کی بلند ترین منزل کی نشاندہی کر دی اس لیے کہ لغوائے الفاظ قرآنی ذلک ہان اللہ هو الحق، صدقہ تالیف آیت نبلا، مجسم اور کامل حق، تو صرف ذات حق سبحانہ و تعالیٰ ہی ہے اور یہی ذات واحد و احد عبادت کے لائق، زبان اور دل کی شہادت کے لائق؟ کے مطابق اسی کی اطاعت و عبادت کا التزام اور اسی کی شہادت علی دو دو کی الا شہاد اور اسی کی اساس پر انفرادی اور اجتماعی زندگی کو استوار کرنے کی سعی و جدہ توای بالحق کا فردہ سام بالقطر عروج ہے اور اسی کا جامع حلقہ قرآن و حدیث کی روش سے جہاد فی سبیل اللہ ہے جس کی انہری چوٹی تعالیٰ فی سبیل اللہ ہے۔ چنانچہ اس منتخب نصاب کا جہاد ہمہ کل کامل جہاد و قتال فی سبیل اللہ کے موضوعات پر مقرران مجسم کے چند جامع مقامات پر مشتمل ہے جس کے آخر میں لائق بھی زیر بحث آیا ہے اس لیے کہ لائق کامل عقب اکثر و بیشتر حالات میں جہاد و قتال فی سبیل اللہ سے اس مرض و انکار کے پورا اور کچھ نہیں ہوتا!

طالب و مطلوب کی نسبت کے حوالے سے فلسفہ دین کی ایک اہم بحث

مطالبات دین کے بیان کے ضمن میں

قرآن حکیم کا ایک اوجہ جامع متھام

اور

جہاد فی سبیل اللہ کی غایت اولیٰ

شہادت علی الناس

سورۃ الحج کے آخری رکوع کی روشنی میں

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ
يَا أَيُّهَا النَّاسُ صُورِبْ مَثَلٌ فَاذْكُرُوا
اے لوگو! ایک مثل یہ ہے سوائے سوائے
لِلطَّارِقِ الَّذِينَ تَدْعُونَ مِنْ دُونِ اللّٰهِ كَلِمَةً يَخْتَلِفُ أَدْبَابُهَا
رکھو جن کو تم پوجتے ہو اللہ کے سوائے ہرگز نہ پائیں گے ایک کلمہ

وَلَوْ اجْتَمَعُوا لَهُ وَاِنْ يُسَلِّمُوا إِلَيْكَ فَإِنْ لَا يُسَلِّمُوا إِلَيْكَ	اگر جمع ہو جائیں اور اگر تم سلام کریں گے ان سے بھی بھڑک جائیں وہ
مِنْهُ صَعِفَ الطَّالِبُ وَالْمَطْلُوبُ ۝ مَا قُلْنَا لِلَّهِ	اس سے ہوا ہے چاہے والا اور جن کو چاہتا ہے اللہ کی قدرت میں ہے
حَقٌّ قَدِيرٌ ۝ اِنَّ اللّٰهَ كَفِيُّ عَزِيزٌ ۝ اللّٰهُ يَصْطَفِيْ مِنْ	جیسی اس کی قدرت ہے بیشک اللہ زور آور اور عزیز ہے اللہ چاہتا ہے
الْمَلَائِكَةِ رُسُلًا ۝ وَمِنَ النَّاسِ اِنَّ اللّٰهَ سَمِيعٌ بَصِيرٌ ۝	فرشتوں میں پیغام پہنچانے والے اور آدمیوں میں اللہ سنا دیکھتا ہے
يَعْلَمُ مَا بَيْنَ اَيْدِيهِمْ وَمَا خَلْفَهُمْ وَاِلَى اللّٰهِ تُرْجَعُ	جاتا ہے جو ان کے آگے ہے اور جو ان کے پیچھے اور اللہ تک جاتا ہے
الْاُمُوْر ۝ يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا ارْكَعُوا وَاسْجُدُوا وَاعْبُدُوا	ہر کام کی اس ایمان والو رکوع کرو اور سجدہ کرو اور بندگی کرو
رَبَّكُمْ وَافْعَلُوا الْخَيْرَ لَعَلَّكُمْ تُفْلِحُونَ ۝ وَجَاهِدُوا	اپنے رب کی اور بھلائی کرو تاکہ تمہارا بھلا ہو اور محنت کرو
فِي اللّٰهِ حَقٌّ جَمَادٌ ۝ هُوَ اجْتَبَاكُمْ وَمَا جَعَلَ عَلَيْكُمْ	اللہ کے وہ جو جیسی کہ چاہے اور جو اس نے تم کو پسند کیا اور تمہیں بھی تم پر
فِي الدِّينِ مِنْ حَرْجٍ مِّلَّةَ اَبْنِكُمْ اَبْرَاهِيْمَ هُوَ سَمِيْعٌ	دین میں یہ کچھ شکل دین میں ہے آپ ابراہیم کا ای سے تم پر
الْمُسْلِمِيْنَ ۝ مِنْ قَبْلُ وَفِيْ هٰذَا لَمَّا كُنَ الرَّسُوْلُ	مسلمان پہلے سے اور اس قرآن میں تاکہ رسول ہو
شَهِيدًا عَلَيْكُمْ وَتَكُونُوْا شَهِدَاءَ عَلٰی النَّاسِ ۝ فَاَقِيْمُوا	جہانے والا تم پر اور تم ہو جہانے والے لوگوں پر سو قائم ہو
الصَّلٰوةَ وَآتُوا الزَّكٰوةَ وَاعْتَصِمُوا بِاللّٰهِ هُوَ مَوْلاَكُمْ ۝	نماز اور دینے پر زکوٰۃ اور مضبوط پکڑو اللہ کو وہ تمہارا مالک ہے
فَنِعْمَ الْمَوْلىٰ وَنِعْمَ النَّصِيْرُ ۝	سو خوب مالک ہے اور خوب مددگار

منزلہ عالیہ کے آخری رکوع کو، جو کل چھ آیات پر مشتمل ہے، کا طرز پر قرآن مجید کے جامع ترین مقامات میں شمار کیا جاسکتا ہے۔ اس لیے کہ اس کی ابتدائی چار آیات میں خطاب ”يَا أَيُّهَا الْمُسْلِمُونَ“ کے الفاظ سے ہے اور اسی میں قرآن مجید کی اہم ساری دعوت یعنی دعوت ایمان کا خلاصہ آگیا ہے جو وہ ہر فرد پر نبی بشر کے سامنے پیش کرتا ہے۔ اور آخری دو آیات میں خطاب ”يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا“ کے الفاظ سے ہوا ہے اور اس میں اس دعوت عمل کا خلاصہ آگیا ہے جس کا تقاضا قرآن ہر اس شخص سے کرتا ہے جو ایمان کا دعویٰ کرے یعنی دعوت ایمان کو قبول کرے یا نہ کرے یا نہ کرے۔

بشر کو اور توحید کے بیان میں یہاں قرآن کے عام اسلوب کے مطابق بطور عملی قیود ذکر ہوا ہے۔ بہت پرستی کا جہیز وہ اہل عرب مبتلا تھے جو قرآن کے اولین مخاطب تھے لیکن بطور عملی ایک ایسی کوئی اور بات بھی مختصر ترین الفاظ میں کہہ دی گئی ہے جسے فلسفہ و حکمت دین کے اس اہم ترین باب کے عملی مباحث کا نتیجہ باب قرار دیا جاسکتا ہے۔ یعنی یہ کہ اصل توحید یہ ہے کہ انسان کا مطلوب مقصد و اصل اور محبوب حقیقی صرف اللہ جہاد بشرک یہ ہے کہ اس کے نہاں غاۃ قلب میں اس تحت پر کھنچی یا عجزی طور پر کوئی اور بڑا جان ہو جائے۔

اس ضمن میں طالب و مطلب کی نسبت سے بنی اہم حقائق و معارف کی جانب رہنمائی فرمادی گئی جن کو دور حاضر میں فلسفہ خودی کے نام سے مختصر طور پر پیش کیا علامہ اقبال مرحوم نے اور جن کو تفصیل کے ساتھ مدقن کیا نصیب العینوں یا آدرشوں کے فلسفے کے عنوان سے ڈاکٹر رفیع الدین مرحوم نے اپنی عظیم تصنیف ”IDEOLOGY OF THE FUTURE“ میں جن کا ماحصل یہ ہے کہ:

۱۔ انسان حیوانات سے جن اعتبارات سے فخر ہے ان میں سے ایک اہم اور اساسی امر یہ ہے کہ حیوان کا اپنا کوئی مقصد اور نصب العین نہیں ہوتا۔ گویا وہ زندگی برائے زندگی کے حصول پر عمل پیرا ہوتا ہے یہ دوسری بات ہے کہ انسان اپنے اپنے مقصد و مقاصد کے حصول کے لیے آزاد کار بن سکتا ہے، جبکہ انسان اپنے ایک دھڑے مقصود میں کرتا ہے اور اس کے لیے دوزخ و جہنم کرتا ہے۔ اس سے یہ بات بھی معلوم ہوتی کہ جو لوگ بغیر کسی مقصد و نصب العین کے زندگی بسر کرتے ہیں وہ انسانیت کی نسبت حیوانیت سے زیادہ قریب ہوتے ہیں!

۲۔ انسان جو نصب العین اختیار کر کے اس کے حصول کے لیے جدوجہد کرتا ہے اس کی اپنی شخصیت بھی اسی رخ پر تعمیر ہوتی ہے۔ گویا نصب العین بہت ہو تو اس کے لیے بھی وہی جدوجہد کے نتیجے میں ایک بہت سیرت وجود پیدا آتی ہے اور نصب العین اعلیٰ و ارفع ہو تو اس کا رنگ و رسانی کے لیے جو محنت و مشقت کی جائے

اسی طرح ان آیات مبارکہ میں ایمان بالرسالت کے ضمن میں بھی ایک حدود و اہم حقیقت کی جانب رہنمائی فرمائی گئی ہے۔ یہی ہے کہ رسالت کا سلسلہ القرب، دو کڑیوں پر مشتمل ہے۔ ایک کڑی رسولِ مکی یعنی حضرت جبریل علیہ السلام اور دوسری کڑی رسولِ نبوی یعنی حضرت محمد بن عبد اللہ ابن عبد المطلب (صلی اللہ علیہ وسلم) اس سے ایمان باللائکہ کی اہمیت پر بھی روشنی پڑی اور حقیقت وہی ہے کہ ہمارے میں فلاسفہ جدید و قدیم کے پیدا کردہ مغالطوں کا احتیاج بھی ہو گیا۔ (دراصل رہنا چاہیے کہ آنحضرت پر توت و رسالت کے اعتقاد پر اب اس منہری زنجیر میں ایک سیری کر دی کی حیثیت سے شامل ہو گئی ہے) آیت محمد علی صاحبہا الصلوٰۃ والسلام بحیثیت مجموعی اس میں جو ہے کہ اس رکوع کے پہلے جھٹھے میں رسولِ مکی اور رسولِ نبوی کے لیے یہ لفظ آیا ہے 'احد خلفاء' کا اور دوسرے جھٹھے میں آیت سکر کے لیے لفظ آیا ہے 'النجباء' کا اور دونوں الفاظ حدود و قریب المفہوم ہیں۔

ایمان بالآخرت کے ضمن میں اس مقام پر بہت اختصار ہوا ہے۔ اس کا سبب یہ ہے کہ اس سورۃ مبارکہ کا پہلا رکوع تقریباً کل کمال میں 'لَوْ كُنَّا إِلَّا عَنَّا' اور 'فَنَسْتَبَسِّطُ فَعِنْدَ الْكَوْنِ' کے ذکر پر مشتمل ہے۔ اس رکوع کی آخری دو آیات میں ایمان کے کئی تقاضوں کا بیان جس جگہ ترتیب و درجہ کے ساتھ ہوا ہے وہی الجانہ و فکری کا ایک عجیب نمونہ ہے۔ اور یہاں ایک اعتبار سے گویا پھر سورۃ العصر کے تمام مضامین موجود ہیں۔ ایمان کی پہلی شرط لازم کی حیثیت سے ایمان کا ذکر ہوا تھا یہاں 'يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا' سے خطاب ہے۔ ایمان کی نجات کے لیے اسے اور جو سے لازم کا ذکر ہوا 'وَأَمَّا تِلْكَ الْأَمْثَلُ' اور 'وَأَمَّا تِلْكَ الْأَمْثَلُ' کے الفاظ سے ہوا۔ ایمان دونوں کی جامع اصطلاح 'جہاد و ہر ایک کمال و طول آیت ہے۔ وہاں عمل صالح ایک جامع اصطلاح تھی، یہاں اس کی جگہ جاد و امر و نہی ہوئے ہیں یعنی 'أَنْ تَكُونُوا أَوْ تَكُونُوا' و 'أَعْبَادُكُمْ' و 'فَتَكُونُوا الْحَيَاتِ'۔ یہاں مثبت طور پر لکھا ہے کہ 'فَتَكُونُوا' کی نوید ہے تو ایمان ہی پہلے ہے 'إِنَّ الْإِنْسَانَ لِرَبِّهِمْ أَكْفَرُ' اگر بالقرآن آیات واضح،

اگر قبول کا ضمن میں جو کچھ مذکور ہے سبب انہوں کی نہایت اعلیٰ مثال، ان کے ان اعلیٰ افعال کی تعمیل کے لیے نہایت کی مثال بہت مفید ہے۔ ہر وقت ایمان کی عمل کے لیے کی پہلی سیر میں فیضان و حقی کی بجائے آدمی اور ایمان کی پابندی ہے یعنی نماز، روزہ، حج اور زکوٰۃ جن میں سے ایمان اور اہم ترین ہے نماز۔ لہذا اس کا ذکر ہو گیا رکوع اور سورہ کے ذیل میں اور یہ نکتہ یہ بھی نکلا کہ ایمان کی دوسری سیر میں ہے 'فَتَكُونُوا الْحَيَاتِ' یعنی فوری زندگی میں اللہ تعالیٰ کی بے چون و چرا اطاعت کلی اس کی محبت کے جذبے سے سرشار ہو کر۔ اور سیری سیری کے بل غیر

یعنی خدمت خلق جس کی ایک تشریح آیہ زیر گزرجی ہے اور جس کے دو مراتب ہیں، ایک تو لوگوں کی نبوی حاجتوں اور ضرورتوں کے ضمن میں امداد و اعانت یعنی جھوکوں کو کھلانا، تنگیوں کو بہنا، اور بھاروں کے لیے علاج معالجہ کی ہمتیں ہم پہنچانا وغیرہ اور دوسرا اور اہم تر مرتبہ لوگوں کی عاقبت سنوارنے کی سعی کرنا اور انہیں ”صلوٰۃ مستقیم“ کی طرف دعوت دینا۔ اور چوتھی اور آخری بیڑی جس کی غایت اولیٰ ہے اللہ اور اس کے رسول کی جانب سے التمسکام، قرار دیا ہے وہ ہے جہاد فی سبیل اللہ جس کی غایت اولیٰ ہے اللہ اور اس کے رسول کی جانب سے قلوب خدا پر انعام و محبت کے لیے شہادت علی الناس کے فیر پھینکے اور اسی جو سورۃ البقرہ کی آیت نمبر ۱۴۴ کی رو سے اصل مقصد ہے اُمت مسلمہ کی تائیس کا۔ (واضح رہے کہ ”عبادت رب“ اور ”شہادت علی الناس“ بشمول اقامت دین یا ”انہار دین حق“۔

دین کے عملی مطالبات کے ضمن میں قرآن مجید کی نہایت اہم اور اساسی اصطلاحات ہیں جن کی تشریح و تفصیل اس مقام تک ممکن نہیں ہے۔ البتہ ان کے بارے میں ان سطروں کے راقم کی تالیف مطالبات دین میں کسی حد تک شرح و بسط سے کلام ہوا ہے۔ قارئین اس کی طرف مراجعت فرمائیں!

آخری آیت کے آخری جملے میں کلزم (خَافُوا الصَّلَاةَ) بہت معنی خیز ہے۔ یعنی جس پر یہ صاف متکشف ہو جائیں اور جسے بھی اپنے فرائض دینی کا یہ شعور و ادراک حاصل ہو جائے اسے تاخیر و تاخول اور تردد و تزلزل میں مبتلا ہونے بغیر لیم اللہ کر کے عمل کا آغاز کر دینا چاہیے۔ اب ظاہر ہے کہ پہلی ہی جھلانگ میں سب سے اوپر والی بیڑی پر چڑھنے کی کوشش حماقت پر مبنی ہوگی اور میں ممکن ہے کہ ایسا شخص اوندھے منہ زمین پر گرے۔ فطری اور مخلقی تدریج یہی ہے کہ آغاز پہلی بیڑی پر قدم رکھنے سے کرے جو عقل ہے اگر ان اسلام کی پابندی پر یہی درجہ ہے کہ یہاں نماز کے ساتھ زکوٰۃ کا ذکر بھی کر دیا گیا تاکہ واضح ہو جائے کہ مقصود صرف نماز نہیں بلکہ جملہ ارکان اسلام ہیں۔

آخر میں ”وَاعْتَصِمُوا بِاللَّهِ“ کے الفاظ بھی بہت اہم ہیں۔ ان سے اس حقیقت کی جانب بھی رہنمائی ہوگی کہ اگلے مراحل کے لیے مذہب مومن کا واحد سہارا اور اس راہ میں اس کی استقامت کا اصل راز اللہ تعالیٰ کے ساتھ ایک مضبوط خلقی ہمتوار کرنے میں مضرب ہے۔ اور اس جانب بھی اشارہ ہو گیا کہ جہاد فی سبیل اللہ کی غایت اولیٰ یعنی خلق خدا پر اللہ کی جانب سے انعام و محبت کے لیے شہادت علی الناس کے تقاضوں کو پورا کرنے کی سعی و جہد کا مرکز و محور قرآن مجید ہے اس لیے کہ اعتصام باللہ کا ذریعہ ظاہر ہے کہ اعتصام بمجمل اللہ کے سوا اور کوئی نہیں ہو سکتا اور مجمل اللہ از روئے قرآن نبوی قرآن مجید ہے۔ (مَوْجِبِلُّ اللّٰهِ الشَّيْنُ) الفرض اسورت الحج کی آخری دو آیات میں دین کے جملہ عملی تقاضوں کا بیان معجزانہ اختصار و جامعیت کے

ساتھ ہو گیا اور یہ دونوں آیتیں مل کر مختصر تفسیریں گئیں سورۃ الحجرات کی آیت نہرہا کی، جس میں ایمان حقین کے
 دو ارکان بیان ہوئے۔ ایک یقینی قلبی جو لازماً شامل ہے عمل صالح کو اور دوسرے بے ہادی نبیل اللہ جس کا
 ابتدائی مقصد ہے شہادت علی الناس جس کا ذکر یہاں ہو گیا اور آخری منزل یا غایت قصویٰ ہے ہمارے ہمارے
 حق علی الدین علی کلہ، جو مرکزی مضمون ہے سورۃ ہمت کا جس پر اس نصاب کا اگلا درس مشتمل ہے۔
 دین کے مجموعی نظام میں بے ہادی نبیل اللہ کو جو مقام و مرتبہ حاصل ہے اس کی وضاحت کے لیے منتخب
 نصاب کے درس کے اس مسئلے پر ایک قدر سے طویل حدیث نبویؐ بیان کی جاتی ہے جسے لائیک و شیک و شک و
 دین کے ایک عظیم خزانہ ہے! اسے تفسیر کیا جاسکتا ہے۔ اور اس پر سزا دیکر اسے پڑھتے یا سننے ہوئے انسان
 کچھ دیر کے لیے اپنے آپ کو بالکل اسی ماحول کا ہر ذرہ محسوس کرتا ہے جو حضور نبی کریم علیہ الف الف التحیۃ
 و التسلیم اور صلی کریم رضوان اللہ علیہم اجمعین کے انعام و عطا و کرم و سخاوت سے محاط و مزین و متاثر و متاثرین ہیں۔
 ہم اہل حق و تہنیتی نہیں ہر روز نسیم صبح وطن یادوں سے نظر آتی ہے انہوں نے شہر عانی ہے

حکمتیں

کا ایک عظیم خزانہ

نبی اکرم ﷺ کی ایک اہم حدیث

عَنْ مُعَاذِ بْنِ جَبَلٍ أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ خَرَجَ بِالنَّاسِ قَبْلَ غُرُوقِ نَبُولِهِ فَلَمَّا أَنْ أَصْبَحَ صَلَّى بِالنَّاسِ صَلَاةَ الصُّبْحِ ثُمَّ إِنَّ النَّاسَ رَكِبُوا فَلَمَّا أَنْ طَلَعَتِ الشَّمْسُ نَعَسَ النَّاسُ فِي أَثَرِ اللَّحْمَةِ وَلَزِمَ مُعَاذُ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَتْلُوا آتَهُ وَالنَّاسُ تَفَرَّقَتْ بِهِمْ رُكَايَهُمْ عَلَى جَوَابِ الطَّرِيقِ تَأْكُلُ وَتَسِيرُ فَبَيْنَمَا مُعَاذٌ عَلَى أَثَرِ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَتَأْكُلُ مَرَّةً وَتَسِيرُ أُخْرَى عَثَرَتْ نَاقَةُ مُعَاذٍ فَكَبَحَهَا بِالزَّمَامِ فَهَبَّتْ حَتَّى تَفَرَّتْ مِنْهَا نَاقَةُ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ثُمَّ إِنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَشَفَ عَنْهُ قَبَاعَهُ فَانْقَعَتْ فَإِذَا لَيْسَ مِنْ الْجَيْشِ رَجُلٌ أَذْنَى إِلَيْهِ مِنْ مُعَاذٍ فَتَادَاهُ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ يَا مُعَاذُ قَالَ لَبَيْكَ يَا نَبِيَّ اللَّهِ قَالَ أَذْنُ دُونَكَ فَدَنَا مِنْهُ حَتَّى لَصِقَتْ رَأْسُهُمَا أَحَدًا هُمَا بِالْأُخْرَى فَقَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَا كُنْتُ أَحْسِبُ النَّاسَ مِثْلًا كَكَايَهُمْ مِنَ الْبُعْدِ فَقَالَ مُعَاذُ يَا نَبِيَّ اللَّهِ نَعَسَ

النَّاسَ فَتَمَرَّقَتْ بِهِمْ رِجَالُهُمْ تَرَمَّقَ وَتَسَبَّرَ فَقَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَأَنَا كُنْتُ نَاجِسًا فَلَمَّا بَأَى مُعَاذُ بَشْرِي رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِلَيْهِ وَخَلَوْتُ لَهُ قَالَ يَا رَسُولَ اللَّهِ إِيذَنِي لِي أَسْأَلَكَ عَنْ كَلِمَةٍ قَدْ أَمْرَضَتْني وَأَسْقَمَتْني وَأَحْرَسَتْني فَقَالَ نَبِيُّ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ يَا نَبِيَّ اللَّهِ حَدِّثْني بِعَمَلٍ يَدْخُلُنِي الْجَنَّةَ لَا أَسْأَلُكَ عَنْ شَيْءٍ غَيْرِهَا قَالَ نَبِيُّ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ نَحْجُ نَحْجَ لَقَدْ سَأَلْتَ بِعَظِيمٍ لَقَدْ سَأَلْتَ بِعَظِيمٍ ثَلَاثًا وَإِنَّهُ لَيْسَ يَرْجَى عَلَى مَنْ أَرَادَ اللَّهُ بِهِ الْغَيْرَ فَلَمْ يُحَدِّثْهُ بِشَيْءٍ إِلَّا قَالَهُ ثَلَاثَ مَرَّاتٍ حِرْصًا لِكَيْمَا يَتَّقِيَهُ عَنْهُ فَقَالَ نَبِيُّ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ تَوْمِنُ بِاللَّهِ وَالْيَوْمِ الْآخِرِ وَتُقِيمُ الصَّلَاةَ وَتُعْبُدُ اللَّهَ وَحْدَهُ لَا تُشْرِكُ بِهِ شَيْئًا حَتَّى تَمُوتَ وَأَنْتَ عَلَى ذَلِكَ فَقَالَ يَا نَبِيَّ اللَّهِ أَعِدْ لِي فَأَعَادَهَا لَهُ ثَلَاثَ مَرَّاتٍ ثُمَّ قَالَ نَبِيُّ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِنْ شِئْتَ حَدِّثْتُكَ يَا مُعَاذُ بِرَأْسِ هَذِهِ الْأَمْرِ وَذُرْوَةِ الشَّعَائِرِ فَقَالَ يَا نَبِيَّ اللَّهِ فَحَدِّثْني فَقَالَ نَبِيُّ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِنْ رَأْسُ هَذَا الْأَمْرِ أَنْ تَشْهَدَ أَنْ لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ وَحْدَهُ لَا شَرِيكَ لَهُ وَأَنْ مُحَمَّدًا عَبْدُهُ وَرَسُولُهُ وَأَنْ قَوَامَ هَذَا الْأَمْرِ إِقَامُ الصَّلَاةِ وَإِتَاءُ الزَّكَاةِ وَأَنْ ذُرْوَةُ الشَّعَائِرِ مِنْهُ الْجِهَادُ فِي سَبِيلِ اللَّهِ وَإِنَّمَا أَمِرْتُ أَنْ أَقَاتِلَ النَّاسَ حَتَّى يَقِيمُوا الصَّلَاةَ وَيُؤْتُوا الزَّكَاةَ وَيُشْهَدُوا أَنْ لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ وَحْدَهُ لَا شَرِيكَ لَهُ وَأَنْ مُحَمَّدًا عَبْدُهُ وَرَسُولُهُ فَإِذَا فَعَلُوا ذَلِكَ فَقَدْ اعْتَصَمُوا وَعَصَوْا وَمَاءُ هَمٍّ وَأَمْوَالُهُمُ الدِّمَاحُفُهَا وَجَسَابُهُمْ عَلَى اللَّهِ عَزَّ وَجَلَّ وَقَالَ

رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَالَّذِي لَفَسُ مِنْهُ بِمَنْ يَدِهِ
مَا تَحَبَّ وَجْهَهُ وَلَا اغْتَبَتْ قَدَمُهُ فِي عَمَلٍ ثَبَتَ فِيهِ مِنْ حِرَاجَاتِ
الْجَنَّةِ بَعْدَ الصَّلَاةِ الْمَفْرُوضَةِ كَجَهَادٍ فِي سَبِيلِ اللَّهِ وَلَا تَقُلْ
مِثْرَانِ عَبْدٍ كَذَابَةٍ شَفَقَ لَهُ فِي سَبِيلِ اللَّهِ أَوْ يُحْمَلُ عَلَيْهِمَا
فِي سَبِيلِ اللَّهِ -

(رواه احمد والبخاري والشافعي وابن ماجه والترمذي وقال حديث حسن صحيح)

ترجمہ

حضرت معاذ بن جبل سے روایت ہے کہ رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم لوگوں کو غزوہ تبوک کے لیے
لے کر نکلے جب صبح ہو گئی تو آپ نے ان کو صبح کی نماز پڑھائی، لوگ نماز پڑھ کر پھر سو رہ گئے تو آپ نے
نکلا تو سب لوگ شب بیداری کی وجہ سے اُدھک رہے تھے۔ ایک معاذؓ سے جو برابر رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم
کے پیچھے پیچھے لگے چلے آ رہے تھے۔ بیتہ لوگوں کی سواریاں چرتی رہیں اور چلتی رہیں اور انہیں لے کر
راستے کے طول و عرض میں تشریف لے رہے تھے۔ اسی دوران میں کہ معاذؓ کی اونٹنی نے جو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم
اونٹنی کے پیچھے پیچھے لگے چرتی اور کبھی چلتی جا رہی تھی، دھڑکھڑکھاتی، معاذؓ نے اس کو لگام کھینچ کر سنبھالا
تو وہ اور تیز ہو گئی یہاں تک کہ اس کی وجہ سے آپؐ کی اونٹنی بھی بدگئی۔ آپؐ نے اپنا نقاب اٹھایا اور دیکھا
تو شکر ہو جس معاذؓ نے زیادہ کوئی اور شخص آپؐ کے قریب نہ تھا۔ آپؐ نے ان کی آواز دی اسے بھاڑا
انہوں نے جواب دیا، یا نبی اللہ میں حاضر ہوں۔ فرمایا اور قریب آ جاؤ، وہ قریب آ گئے اور اسنے قریب
آ گئے کہ دونوں کی سواریاں ایک دوسرے سے بالکل مل گئیں۔ آپؐ نے فرمایا۔ میرا یہ خیال نہیں تھا کہ لوگ
مجھ سے اتنی دُور ہوں گے۔ معاذؓ نے عرض کیا یا رسول اللہ! کچھ اُدھک رہے تھے (اس لیے) ان کی
سواریاں چرتی رہیں اور چلتی رہیں اور اُدھر اُدھر انہیں لے کر متفرق ہو گئیں۔ آپؐ نے فرمایا میں غور بھی اُدھک
را تھا۔ معاذؓ نے جب دیکھا کہ آپؐ ان سے غور کش ہیں اور موقع بھی تہنائی کا ہے تو عرض کیا یا رسول اللہ!
اجازت دیجئے تو ایک بات پوچھوں میں نے مجھے یار نکال دیا ہے اور نڈھال کر دیا ہے اور غزوہ بنگلہ ہے
آپؐ نے فرمایا اچھا چاہتے ہو پوچھو۔ عرض کیا یا رسول اللہ! کوئی ایسا کام بنا دیجئے جو مجھے جنت میں لے جاتے
ہیں کے سوائے آپؐ سے اور کچھ نہیں پوچھوں گا۔ آپؐ نے فرمایا بہت خوب، بہت خوب، تم نے بڑی بات
پوچھی۔ تین بار فرمایا جس کے لیے خدا بھلائی کا ارادہ کرے اس کے لیے کچھ اتنی دشواری نہیں۔ آپؐ نے

اُن سے کوئی بدعت نہیں فرمائی جو تین بار نہ دہرائی ہو، اس خیال سے کہ وہ آپ کی بدعت خوب پہنچا دیا کریں۔
 آپ نے فرمایا اللہ تعالیٰ آخرت کے دن پلّیٹیں رکھو، نماز پڑھا کر، اللہ کی عبادت کیا کرو اور کسی کو تم کا شریک نہ بناؤ۔ یہاں تک کہ کسی حال پر تمہاری موت آجائے۔ انہوں نے عرض کیا یا رسول اللہ! پھر ارشاد فرمائیے۔
 آپ نے اُن کی خاطر تین بار فرمایا، اس کے بعد آپ نے فرمایا اگر عبادت کو اس دینی کے اوچے عملوں میں جو چوٹی کا عمل ہے اور جو اس کی طرح ہے وہ نہیں بتا دوں۔ انہوں نے عرض کیا میرے ماں باپ آپ پر قربان، ضرور ارشاد فرمائیے! آپ نے فرمایا سب میں جو کامل توبہ ہے تو اس کی گواہی دے کہ اللہ کے سوا کوئی معبود نہیں جو تنہا ہے اور اُن کا کوئی شریک نہیں محمد صلی اللہ علیہ وسلم اس کے بندے اور رسول ہیں اور جس عمل سے دین کی بندش مضبوط رہتی ہے وہ نماز پڑھنا اور زکوٰۃ دینا ہے اور اُس کے اوچے اوچے عملوں میں سب سے چوٹی کا عمل عبادتی سبیل اللہ ہے۔ مجھے اس بات کا حکم دیا گیا ہے کہ میں جنگ اس وقت تک جاری رکھوں جب تک کہ لوگ نماز پڑھیں زکوٰۃ نہ دیں اور اس بات کی شہادت نہ دیں کہ معبود کوئی نہیں مگر اللہ جو تنہا ہے اس کا کوئی شریک نہیں۔ جب یہ باتیں کر لیں تو وہ خود بھی بچ گئے اور اپنی جان و مال کو بھی بچا لیا مگر اُن جو مشرکیت کی زد میں آجائے اور اس کے بعد اُن کا حساب خدا کے پاس ہے۔ اُن ذات کی قسم جس کے قبضے میں محمدؐ کی جان ہے، کوئی چہرہ مکمل کر کے گرتے (متغیر نہیں ہوا اور کوئی قدم ہضم کر کے) غبار آلود نہیں ہوا، کسی ایسے عمل میں جن کا مقصد درجۂ جنت ہوں عرض نماز کے بعد عبادتی سبیل اللہ کے برابر اور جہد کے نیز اُن عمل میں کوئی نیکی اتنی وزن و اثرات ہوتی جتنا کہ اُس کا وہ جانور جو عبادتی سبیل اللہ میں گر گیا یا جس پر اُس نے دو خدا میں سواری کی؟

جہاد فی سبیل اللہ کی عظمت و اہمیت

سورۃ التوبہ کی آیت نمبر ۴۴ کی روشنی میں

قُلْ إِنْ كَانَ آبَاؤُكُمْ وَأَبْنَاؤُكُمْ وَإِخْوَانُكُمْ وَأَزْوَاجُكُمْ وَعَشِيرَتُكُمْ وَأَمْوَالٌ اقْتَرَفْتُمُوهَا وَبُيُوتُكُمُ الْيَسِينُ كُفُّوا أَيْدِيَكُمْ عَنْهُ وَاتَّقُوا اللَّهَ ۚ إِنَّ اللَّهَ شَدِيدُ الْعِقَابِ
اور کہہ دیجئے اگر تمہارے باپ اور بیٹے اور بھائی اور عورتیں اور
عشیرت تمہاری اور تمہاری دولتیں اور تمہاری گھرانے کی عورتیں اور تمہاری
گھرانے کی عورتیں اور تمہاری دولتیں اور تمہاری گھرانے کی عورتیں اور تمہاری
وَمَنْ يَتَّقِ اللَّهَ يَجْعَلْ لَهُ مَخْرَجًا ۚ وَمَنْ يَتَّقِ اللَّهَ يَجْعَلْ لَهُ مَخْرَجًا ۚ وَمَنْ يَتَّقِ اللَّهَ يَجْعَلْ لَهُ مَخْرَجًا ۚ
اور جو اللہ سے ڈرے گا وہ اس کے لئے ایک نکلنے کا راستہ بنائے گا اور جو اللہ سے ڈرے گا وہ اس کے لئے ایک نکلنے کا راستہ بنائے گا اور جو اللہ سے ڈرے گا وہ اس کے لئے ایک نکلنے کا راستہ بنائے گا
فِي سَبِيلِهِ قَاتِلُوا الصَّالِحِينَ ۚ يَأْتِي اللَّهُ بِإِيمَانٍ لِّقَوْمٍ يَتَّقُونَ ۚ يَأْتِي اللَّهُ بِإِيمَانٍ لِّقَوْمٍ يَتَّقُونَ ۚ يَأْتِي اللَّهُ بِإِيمَانٍ لِّقَوْمٍ يَتَّقُونَ ۚ
اس کی راہ میں قاتل کرو جو اللہ کے راستے میں اللہ کے راستے میں اللہ کے راستے میں اللہ کے راستے میں
الْقَوْمَ الْفَاسِقِينَ ﴿٤٤﴾
یہ لوگ جو فاسق ہیں

اس آیت مبارکہ میں گویا ایک ترازو عطا کر دی گئی ہے ہر متبعی ایمان کو جس میں وہ اپنے ایمان کو
قول کرتا ہے۔ اس ترازو کے ایک پلے میں وہ ڈالے اپنی اللہ اور اس کے رسول اور اس کی راہ میں
جہاد و قتال سے محبت و رغبت کو، اور دوسرے پلے میں کُلِّ عِلَاقِ دُنیوی اور دُنْیوی و اسباب دُنیوی کی محبت
کو اور ہم دیکھیں کہ کون سا پلہ جھک رہا ہے۔ اگر پہلا جھک رہا ہو تو فقہ المظلوم اسے چاہیے کہ اللہ کا
شکرا ادا کرے تاکہ مزید توفیق پائے، اور اگر دوسرا جھک رہا ہو تو اسے چاہیے کہ فوراً متنبہ ہو
اور اصلاح پر کمر بستہ ہو جائے، بصورت دیگر جائے، دفع ہو جائے، اور اللہ کے فیصلہ کا انتظار کرے۔ اس
لیے کہ اللہ ایسے لوگوں کو توفیق و ہدایت سے نہیں نوازتا۔!

جہاد فی سبیل اللہ

کی غایتِ قصویٰ اور منتہائے مقصود

یا عبادتِ رب اور شہادت علی الناس کا تکمیلی مرحلہ

اِظْهَارُ دِیْنِ الْحَقِّ عَلَی الدِّیْنِ الْبَاطِلِ

اور

نبی اکرم ﷺ کا مقصدِ بعثت

اور اس کی تکمیل کے لیے ہر مسئلہ کو دعوتِ سعی و عمل

جہاد و قتال فی سبیل اللہ کے موضوع پر قرآن حکیم کی جامع ترین سورت

سورة الصف

بِأَقْوَامِهِمْ وَاللَّهُ مُتِمُّ نُورِهِمْ وَلَوْ كَرِهَ الْكَافِرُونَ ۝ هُوَ الَّذِي
 ارْسَلَهُ بِالْحَقِّ وَدِينِ الْحَقِّ لِيُظْهِرَهُ عَلَى الدِّينِ كُلِّهِ وَلَوْ كَرِهَ
 الْمُشْرِكُونَ ۝ يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا هَلْ أَدُلُّكُمْ عَلَى تِجَارَةٍ تُجْنِبُكُمْ
 عَنْ عَذَابِ أَلِيمٍ ۝ تُوَفَّقُونَ بِاللَّهِ رُسُلَهُمْ نَبَأَ هَذَا نَفْسٌ مُبِينٌ
 اللَّهُ بِأَمْوَالِكُمْ وَأَنْفُسِكُمْ ذَلِكُمْ خَيْرٌ لَكُمْ إِنْ كُنْتُمْ تَعْلَمُونَ ۝
 يَعْرِضُ لَكُمْ ذُنُوبَكُمْ وَيُدْخِلُكُمْ جَنَّاتٍ تَجْرِي مِنْ تَحْتِهَا الْأَنْهَارُ
 وَمَسْكِنٌ طَيِّبٌ فِي جَنَّةٍ عَذْنُ ذَلِكَ الْقَوَارِ الْعَظِيمِ ۝ فَ
 أَخْرَجَ يُخْرِجُهَا تَصْرُفٍ مِنَ اللَّهِ قُلُوبُ قَرِيبٍ وَيُنْشِئُ الْمُؤْمِنِينَ ۝
 يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا كُونُوا أَنْصَارَ اللَّهِ كَمَا قَالَ عِيسَى ابْنُ مَرْيَمَ
 لِمَنْ آمَنَ مِنْكُمْ إِنِّي أَمْلَأُ صَدُوقَكُمْ غِنًى فَتَخْرُجُوا إِلَى اللَّهِ
 قَامَتِ طَائِفَةٌ مِنْ بَنِي إِسْرَءِيلَ وَلَقَرَتْ طَائِفَةٌ فَأَتَتْهُمُ الْمَلَائِكَةُ
 فَأَتَتْهُمُ الْمَلَائِكَةُ فَأَتَتْهُمُ الْمَلَائِكَةُ فَأَتَتْهُمُ الْمَلَائِكَةُ فَأَتَتْهُمُ الْمَلَائِكَةُ
 فَأَتَتْهُمُ الْمَلَائِكَةُ فَأَتَتْهُمُ الْمَلَائِكَةُ فَأَتَتْهُمُ الْمَلَائِكَةُ فَأَتَتْهُمُ الْمَلَائِكَةُ

تہذیب ”المسیحات اور ان کی اخوات“ کے بعض مشترک مضامین

قرآن مجید میں ساتیسویں پارے کی آخری سورت یعنی سورۃ المائدہ سے لے کر اٹھائیسویں پارے کے اختتام یعنی سورۃ النجم تک پانچاٹھ عدد سورۃ مدنی سورتوں کا سب سے بڑا اکٹھا (CONSTITUTION) وارد ہوا ہے۔ یہ دس سورتوں کا ایک نہایت حسین و جمیل گلدستہ ہے جن میں چند امور واضح طور پر مشترک ہیں اور چونکہ مطالعہ قرآن مجید کے کچھ پیش نظر منتخب نصاب میں مکمل سورتوں کی سب سے بڑی تعداد اسی مجموعے سے ماخوذ ہے لہذا اس میں شامل سورتوں کے مشترک نکات کے بارے میں مختصر اشارات ان شاء اللہ العزیز بہت مفید ہوں گے: وہ مشترک امور یہ ہیں۔

- ۱۔ یہ سورتیں تقریباً سب کی سب زائد نزول کے اعتبار سے مدنی دور کے نصف آخر سے متعلق ہیں جبکہ اہل ایمان نے ایک باقاعدہ ”امت مسلمہ“ کی حیثیت اختیار کر لی تھی۔
- ۲۔ یہی سب سے کہ ان میں خطاب کا اصل رخ ”امت مسلمہ“ کی جانب ہے۔ گفتار خواہ شریکین میں سے ہوں خواہ اہل کتاب یعنی یہود اور نصاریٰ میں سے ان سورتوں میں مخاطب نہیں ہیں، نہ بانڈ و دھت تبلیغ نہ بطرز ملامت و الزام یہود کا ذکر اس سلسلے کی اکثر سورتوں میں ہے راہد ایک تمام پر نصاریٰ کا بھی! لیکن صرف بطور نشان عبرت!

۳۔ امت مسلمہ سے خطاب میں ایسے محسوس ہوتا ہے کہ طویل پختی اور مدنی سورتوں میں جو اہم اور اساسی مباحث نہایت تفصیل اور شرح و بسط کے ساتھ بیان ہوئے ہیں ان سورتوں میں گویا ان کے خلاصے درج کر دیئے گئے ہیں تاکہ انہیں بآسانی حزر جان بنایا جاسکے!

- ۴۔ مسلمانوں سے خطاب کے ضمن میں ان میں سے اکثر سورتوں میں ملامت اور حضرت ابوبکر صدیقؓ کے ایک قول کے مطابق ”عتاب“ کا رنگ بہت نمایاں ہے اور ایسے محسوس ہوتا ہے کہ جیسے مسلمانوں کے جذبات ایمانی کچھ سرد پڑ رہے ہوں اور ان کے جوش جہاد اور جذبہ اتفاق میں کمی واقع ہو رہی ہو اور انہیں اس پر سرزنش کی جارہی ہو جیسے: مَا لَكُمْ لَا تَقُومُونَ بِاللَّهِ؟ يَا وَمَا لَكُمْ أَنْ لَا تَقُومُوا فِي سَبِيلِ اللَّهِ؟ يَا الَّذِينَ آمَنُوا أَنْ تَخْشَعُوا فَلَوْ بَعَثَ لَكُمْ لِكْرَ اللَّهِ؟ يَا لِمَ تَقُولُونَ مَا لَا تَفْعَلُونَ؟ وغیرہ۔ اور اس کی وجہ بھی صاف ظاہر ہے یعنی یہ کہ جب امت

آہی ہے!) اسی طرح انسان کی عالمی زندگی میں بھی زمین کے باہر دو تضاد صورتیں پیدا ہو سکتی ہیں ایک عدم مراعاتت جس کی انتہا طلاق ہے اور دوسری قدر اعتدال سے تجاوز محبت اور باہمی دلچسپی اور پاس و لحاظ جس سے حدود اللہ تک کے ٹوٹنے کا احتمال پیدا ہو جاتے ہیں چنانچہ سورۃ الطلاق اور آخریم میں عالمی زندگی کے یہ دونوں رخ زیر بحث آئے ہیں اور ان میں نہایت مزینیت ظاہری اور معنی دونوں اعتبارات سے تمام و کمال موجود ہے۔ (سورۃ آخریم اس منتخب نصاب کے جملہ رسوم میں آچکی ہے!) اسی طرح کلیک نہایت حسین و جلیل اور صبر و جوش و شوق کا جملہ سورۃ نصف اور سورۃ الجملہ پیش ہے۔ اس کی دلائل میں ایک خصوصی شان پیدا ہوئی ہے اس حقیقت سے کہ ان دونوں صورتوں میں یہ تلافی و الاقرین اور مجرب نہایت العالین علی اللہ علیہ وسلم کی بے انتہی مبارک کے دور رخ نور کثرت آئے ہیں۔ چنانچہ ایک میں آپ کے مقصد بے شک بیان فرمایا گیا ہے اور دوسری میں آپ کے اساسی بیچ عمل کو اسے یہ جڑا دس صورتوں کے اس گلدستے میں صدی اعتبار سے بھی عین وسط میں ہے اور معنی اعتبار سے بھی اسے اس گروپ میں مرکزی اہمیت حاصل ہے اس لیے کہ اس سے ایک جانب اُمت کو اس کے مقصد یا اس پر روشنی پڑتی ہے اور دوسری جانب اس کے حصول کے لیے صحیح اور درست طریق کار پر اور ان دونوں مضامین کی اہمیت ظاہر ہوتی ہے۔

سورة الصف

سورة الصف: المسبحات کی صف میں عین قلب کے مقام پر وارد ہوتی ہے۔ اس لیے کہ درجہات اس سے پہلے میں یعنی المہدید اور الاحسن اور دو بعد میں یعنی الجمعۃ اور النصفین۔ مزید برآں مضامین کے اعتبار سے بھی اسے اس گروپ کا مرکز و محور قرار دیا جاسکتا ہے۔

عمر سورۃ نصف کا عمود اس کی آیت ۵ سے متعین ہوتا ہے۔ یعنی اِظْهَارِ فِیْ رَجَبِ الْحَقِّ عَلَى الْبَدَنِ کَلِمَ "یا اللہ کے دین برحق کو کل کے کل دین یا نظام زندگی پر غالب و نافذ کرنا" جس سے بیک وقت دین کے فلسفہ و حکمت کے تین اہم اور بنیادی مضامین کی وضاحت ہوتی ہے:

اولاً۔۔۔۔۔ اس سے الجہاد فی سبیل اللہ کی آخری منزل مقصود، یا غایت قصویٰ کا تعین ہوتا ہے۔ خاص اسی اعتبار سے اس منتخب نصاب میں اس سورۃ مبارک کا درس سورۃ الحج کے آخری رکوع کے متصل بعد ہوتا ہے۔ اس لیے کہ اس میں جہاد فی سبیل اللہ کے بنیادی اور اساسی مقصد یا غایت اولیٰ کا بیان ہے۔ یعنی شہادت علی الناس:

ثالثاً — اس سے مطابقت دین کے ضمن میں بھی مرتبہ تکمیل کا تعین ہوتا ہے۔ اس لیے کہ عبادت رب، کا حق بھی اس وقت تک کامل ادا نہیں ہو سکتا جب تک اللہ کا دین پورے نظام زندگی پر غالب و نافذ نہ ہو، اس لیے کہ اس صورت میں اللہ کی اطاعت صرف انفرادی زندگی میں کی جا سکتی ہے۔ انسانی زندگی کے وہ گوشے اس سے خالی رہ جائیں گے جو اجتماعی نظام کے زیر تسلط ہوتے ہیں۔ گروہیات دہی ہوگی کہ نہ

گروہیہ ہند میں بھرے کی اجازت نادران یہ بھتا ہے کہ اسلام ہے آزاد! مزید برآں شہادت علی اناس کا کامل حق بھی اس وقت تک ادا نہیں ہو سکتا، جب تک کہ پورا نظام حق حلقہ قائم کر کے اور بافضل چلا کے دکھا دیا جائے اور اس طرح نوع انسانی پر حیاتیات اجتماعی کے مختلف گوشوں کے ضمن میں ہدایت خداوندی کا عملی نمونہ پیش کر کے کامل اقامت محبت ذکر دیا جائے۔

ثالثاً — اس سے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے مقصد بعثت کی امتیازی یا اقامتی تکمیلی شان بھی واضح ہو جاتی ہے۔ (پہلی وجہ ہے کہ اس آیت مبارکہ پر اقم نے منفصل و مدلل بحث اپنی اس تحریر میں کی ہے جو بعثت محمدی علی صاحبہا الصلوٰۃ والسلام کی اقامتی تکمیلی شان کے عنوان سے: نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کا مقصد بعثت؛ نامی کتابچے میں شامل ہے) مختصر لیکر۔

۱۔ آنحضرت دو چیزوں کے ساتھ مبعوث ہوئے ایک: ”الہدٰی“ یعنی قرآن مجید اور دوسرے: ”دین الحق“ یعنی اطاعت خداوندی کے اصل الاصول پر مبنی انسانی زندگی کا مکمل اور متوازن نظام عدل و قسط! ۲۔ آپ کے مقصد بعثت میں جہاں انذار و تنبیہ و دعوت و تبلیغ، تعلیم و تربیت اور تزکیہ نفس اور تصفیہ قلوب ایسے اساسی و بنیادی امور بھی لا محالہ شامل ہیں جو بعثت انبیاء و رسل کی اصل غرض و غایت تھیں مگر دین حق کی شہادت و اقامت کا اقامتی تکمیلی مرحلہ بھی شامل ہے اور یہی آپ کے مقصد بعثت کی امتیازی شان ہے!

۳۔ اس مقصد عظیم کے لیے امکان بھر سی و جہد اور بذل نفس و انفاق مال اہل ایمان کے ایمان کا نیا و نیا تقاضا اور ان کے صادق الایمان ہونے کا عملی ثبوت ہے۔ اور اسی کو اصطلاحاً جہاد فی سبیل اللہ کہا جاتا ہے۔ ”عمود“ کے تعین کے بعد اس سطورہ مبارکہ کی باقی تیرہ آیات کا ربط و تعلق اس مرکزی مضمون کے ساتھ بآسانی سمجھ میں آ جاتا ہے۔ چنانچہ پہلے رکوع کی ہفتہ آیت شتمل ہیں جہاد و قتال فی سبیل اللہ سے جی جڑاٹنے پر تہدید و تنبیہ اور زجر و علامت پر اور دوسرا رکوع کل کا کل حق ہے جہاد و قتال فی سبیل اللہ کے اجراء، ثواب اور ان اعلیٰ مقامات و مراتب کی وضاحت و تفصیل پر جن تک ایک بندہ عزم و جہاد و قتال

فی سبیل اللہ کے ذریعے ربانی حاصل کر سکتا ہے۔ گویا توری سورۃ لہف اپنے مضامین کے اعتبار سے مذہب مرتبط ہے اور اس کی تمام آیات ان حسین وکیل موتیوں کے مانند ہیں جو ایک ڈوری میں پروئے ہوئے ہوں اور ایک ایسے ہار کی شکل اختیار کر لیں جس کے مین و وسط میں ایک نہایت تابناک مہر متعلق ہو۔ یہ روش اور جن جگہں ہمارے آیت ۷۱ اور ۷۲ کے دونوں اطراف میں اس سے قبل اہل بائعہ کی آیات میں میں آیت ۷۳ کے جہاد و قتال کی پُر زور اور نہایت مؤثر دعوت ہے بطور ترغیب و تظہیر، بھی اور با انداز مہدید و ترغیب بھی۔ ابتدائی آیت کو بھی باعتبار مضامین دو حصوں میں تقسیم کیا جاسکتا ہے!

حصہ اول پہلا حصہ چار آیات پر مشتمل ہے، جن میں سے اولین آیت ایک مدد و مدد پر شکوہ تمہید ہے جس میں واضح کیا گیا کہ جہاں تک اللہ کی تسبیح و تحمید کا تعلق ہے وہ تو کائنات ارضی و سماوی کا ذرہ ذرہ کر رہا ہے۔ گویا انسان سے اس کے خالق و مالک کو کچھ اور ہی مطلب ہے، بقول علامہ اقبال ع: "شیعہ یہ سودا دانی و سودا زنی پروا نہ ہے! (یاد رہے کہ سورۃ البقرہ کے چوتھے رکوع میں فرشتوں نے بھی آدم کی خلافت پر ہی عرض کیا تھا کہ جہاں تک تسبیح اور تحمید و تقدیس کا تعلق ہے وہ تو ہم کر ہی رہے ہیں!) کیا غیب کہا ہے کسی کہنے والے نے۔

۷۔ قد دول کہ واسطے پیدا کیا انسان کو در خطا مت کیلئے کچھ کم نہ ستے کہ دیاں! آیت ۷۲ میں ملاحوں میں سے جو عافیت کے گوشے میں بیٹھ رہنے کو ترجیح دیں جہاد و قتال فی سبیل اللہ کے شہداء و مصائب پر، بقول بھگوان آبادی ۷

و جیتی را ہیں محمد کو پیکاریں دامن پکڑے چھان گھنیری!

ان کو شدید ترین افلاک میں تنبیہ کیا گیا ہے کہ اللہ اور اس کے رسول پر ایمان اور ان کے ساتھ مشق محبت کے نہایت دھرم سے صرف یہ کہ اللہ کے یہاں کسی درجے میں معذرت نہیں بلکہ یہ ان ترانیاں اللہ کے غیظ و غضب کو بھڑکانے والی اور اللہ کی بیزاری میں شرت پیدا کرنے والی ہیں اگر ان کے ساتھ عمل کی شہادت دہو اور انسان بائبل اپنی جان اور اپنا مال اللہ کی راہ میں صرف کرنے اور کھپا دینے کے لیے آمادہ نہ ہو۔ (واضح رہے کہ پیش نظر منتخب نصاب میں اس مضمون کا نقطہ آغاز سورۃ بقرہ کی آیت ۱۷۷ ہے، جس میں اصل صادق الامان ان لوگوں کو قرار دیا گیا ہے جن کے دلوں میں وہ ایمان جاگزیں ہے جسے ایسے یقین کی ضرورت اختیار کر لی ہو، جس میں شکوک و شبہات (دوسروں کا معاملہ تھا ہے!) کے کانٹے چھینے نہ گئے ہوں اور جن کے عمل میں: "وَجَاهِدُوا فِي سَبِيلِ اللَّهِ يَأْمُرُ اللَّهُ وَأَنْفُسِهِمْ؟" کی شان جلوہ گر ہو۔ اس کے بعد سورۃ الحج کے آخری رکوع میں مطالبات دین کی چوٹی یا "ندوة سنام" قرار دیا گیا جہاد کو

اور اس کی اساسی غرض و غایت معین ہوئی "مشکات علی الشکاس" اب یہ سورہ مبارکہ کی مکمل وقف ہے اس موضوع پر، چنانچہ کسی میں زبرد تو ریخ بھی انتہاء کو پہنچ گئی ہے اور زبرد فی مشرق بھی جہاں ازل کی آخری آیت (یعنی) میں گویا بالکل دو ٹوک الفاظ میں فرمایا کہ اگر ہم سے دل لگا ہے اور ہماری محبت کا دعویٰ ہے تو جان لو کہ ہمیں تو محبوب ہیں وہ بندے جو ہماری راہ میں سیسہ پانی ہونی دلوار کے اندر ہم کو جھگ کرئی (علامہ اقبال نے بالکل اسی انداز اور اسلوب میں کہا ہے یہ شعر کہ محبت مجھے ان جوانوں سے ہے۔ ستاروں پر جو ڈالتے ہیں کندہ) گویا مجھے ہی اس دلوہی میں قدم رکھنا ہو اور وہ صبح سویرا اگے بڑھے۔

یہ شہادت کہ اگلیت میں قدم رکھنا ہے لوگ آسان سمجھتے ہیں مسلمان ہونا
(HIGHEST GOOD) واضح رہے کہ اس آیت مبارکہ سے اسلام کے نظام حکمت میں خیر اعلیٰ
(SUMMUM BONUM) کا بالکل واضح الفاظ میں یقین ہو جاتا ہے!

حقیقت شناسی - دوسرا حصہ بھی چارہائی آیات پر مشتمل ہے اور اس میں اس سورہ مبارکہ کے مرکزی مضمون کے پس منظر میں یہود کو بطور نشانِ عبرت پیش کیا گیا ہے اور اس ضمن میں ان کی تاریخ کے تین احوال کا حوالہ دیا گیا ہے!

آیت نمبر ۱۵ میں ان کا وہ طرز عمل سامنے آتا ہے جو انہوں نے حضرت موسیٰ کے ساتھ اختیار کیا۔
انجمنِ ناب کو بنی اسرائیل کی جانب سے یقیناً بہت سی ذاتی ایذا رسانیوں سے بھی سابقہ پیش کیا ہو گا جیسا کہ خود نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کو واقعہ اکاک وغیرہ کی صورت میں پیش آیا! لیکن اس صورت کے مرکزی مضمون کے اعتبار سے یہاں اشارہ معلوم ہوتا ہے اس قبلی اذیت اور ذمہ کی کوفت کی جانب جو حضرت موسیٰ کو اس وقت پہنچی جب بنی اسرائیل نے قتال فی سبیل اللہ سے کورا جواب دے دیا جس پر انجمنِ ناب نے ان سے شدید بیزاری کا اظہار فرمایا۔ (ملاحظہ ہوں آیات ۲۰ تا ۲۴ سورۃ المائدہ)

آیت نمبر ۱۷ میں مذکور ہے یہود کا وہ طرز عمل جو انہوں نے اختیار کیا حضرت عیسیٰ کے ساتھ بالخصوص ان کے عداوت کی وہ گورچی اور ڈھٹائی جس کی بنا پر انہوں نے اللہ کے ایک جلیل القدر پیغمبر کو جادو گر اور کافرو مرتد اور واجب القتل قرار دیا اور ان کو عطا کیے جانے والے مجازات کو سحر سے تعبیر کیا۔

آیات نمبر ۸۰ میں نقشہ کشینا گیا ہے یہود کے اس طرز عمل کا جو نبی موعود اور رسول آخر الزماں صلی اللہ علیہ وسلم اور آپ کی وراثت کے ضمن میں ظاہر ہوا، یعنی انتہائی متوجہ و حسد، بغض اور مخالفت و مخالفت میں مدد و مدد گشتی اور کینے بھگندوں پر آمرا۔ اس لیے کہ اعراض عن حق کے باعث ان میں جو دعوات اور زبلی

پیدا ہو چکی تھی اس کے باعث وہ کبھی کھلے میدان میں تو آکھنڈ اور مسلمانوں کا مقابلہ نہ کر سکے، البتہ اونچے صحیلوں سے لاکھ لینے کی ہرجمن کو شمش بہنوں نے کی جسے تعبیر فرمایا: اللہ کے ذر کو من کی چھوٹوں سے بچا دینے کی کوشش! کے بعد درجہ ضعیف و بلخ الفاظ سے! بقول مولانا ظفر علی خاں:۔

نور خدا ہے کفر کی حرکت چند صدہ زن چھوٹوں سے یہ چراغ بجھایا نہ جائے گا!

اور اس کے بعد وارد ہوئی وہ آیت مبارکہ جس سورۃ مبارکہ کے لیے نازل فرمایا ہے!

رکوع دوم | دوسرے رکوع کی پہلی آیت میں مسلمانوں سے ایک سوال کیا گیا: کیا تمہیں وہ کاروبار بتاؤ جس کا نفع اتنا عظیم ہے کہ تم عذاب الیم سے بچ سکو؟ فرمایا جائے! بین استظہار میں گواہ تیرے فرما دی گئی کہ اگر اس کاروبار کو اختیار نہ کر دے گا اور اس سے اباء و اعراض کر دے گا تو عذاب الیم سے بچ سکا یا نہ پانے کی امید بھی ایک امید نرہوم سے زیادہ کچھ نہیں۔ اور یہ گواہ خلاصہ ہو گیا اس تمام تہدید و ترہیب کا جو پہلے رکوع میں تفصیلاً وارد ہوئی ہے۔

دوسری آیت میں اس سوال کا جواب مرحمت فرمایا: ایمان لاؤ اللہ پر اور اس کے رسول پر اور جہاد کرو اس کی راہ میں، اور کہنا آیت میں اپنے اس سوال بھی اور اپنی جانیں بھی، یہی خیر مضر ہے! —

بقیہ چار آیات میں اسی خیر کی تفصیل دیں چنانچہ:۔

آیت نمبر ۱۱ میں ذکر ہوا نصرت اور داخلہ جنت، اور فردوس بریں کے پاکیزہ کنوں کا اس تصریح کے ساتھ کہ اصل اور عظیم کامیابی ان ہی کا حصول ہے!

آیت نمبر ۱۲ میں بشارت وارد ہوئی دنیا میں تائید و نصرت اور فتح و ظفر کی، اس تصریح کے ساتھ کہ یہ تمہیں بہت عزیز ہے۔ (اگرچہ اللہ کی نگاہ میں اس کی کوئی خاص اہمیت نہیں) آیت نمبر ۱۳ میں پچھلے گیارہ منون اپنے عروج اور کمال (CLIMAX) کو یعنی جہاد و قتال فی سبیل اللہ کے ذریعے اہل ایمان و ایمانی عامل کر سکتے ہیں اس تمام رفیع ملک کہ وہ عہد ہوتے ہوئے معبود کے مددگار قرار پائیں اور مخلوق ہوتے ہوئے خالق کے انصار ہونے کا خطاب پائیں — اس من میں مثال میں پیش فرمایا حواقیق حضرت مسیحؑ کو جنہوں نے آنجناب کے رفیع آسمانی کے بعد واقعہ یہ ہے کہ آپ کے پیغام کی نشر و اشاعت کے ضمن میں قربانیوں اور آزمائشوں میں ثابت قدم رہنے کی جو مثالیں قائم کیں وہ رتبی دنیا تک یا گار رہیں گی۔

اس آخری آیت میں معنی طور پر اشارہ ہوا ہے اس جانب بھی کہ کسی بگڑی ہوئی مسلمان قوم میں جو کوئی بھی اصلاح کا بیڑہ اٹھا کر آمادہ عمل ہو اس کو خدا لگائی جائے گی کہ: *مَنْ اَنْصَارِیْ اِلَیَّ اَللّٰهُ بِہٖ ذَکُوْنَ* ہے جو اللہ کی راہ میں میری مدد پر کمر بستہ ہو، — پھر جو لوگ اس کی صدا پر لبیک کہیں وہ آپ سے آپ

ایک فطری جماعت کی صورت اختیار کر لیں گے
 انھیں ایک اشارہ اور: ————— پوری سورۃ بصفہ اصل میں تشریح و تفصیل ہے اُمّ السَّیِّدَاتِ
 یعنی سورۃ احمہد کی آیت ۲۸ کی اس اجمال کی تفصیل بعد میں آئے گی۔



’جہاد فی سبیل اللہ‘ ایک نظر میں

(ا) سمرنی مادہ (ROOT) جہد یعنی کوشش: اردو میں جہد عام طور پر مستعمل ہے۔
 انگریزی میں: "TO EXERT ONE'S UTMOST"

(ب) جہاد یا مجاہدہ باب مفاعلہ سے ہے جس کے خواص میں شاکرت اور مقابلہ دونوں شامل ہیں۔
 یعنی کوشش۔ انگریزی میں: "TO STRUGGLE HARD"

(ج) ظاہر ہے کہ اس کوشش یا کوشش میں جسمانی قوتیں اور صلاحیتیں بھی کھینچی ہیں اور مال بھی صرف
 ہوتا ہے۔ چنانچہ حکم جہاد کے ساتھ بالعموم اضافہ ہوتا ہے "يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا لَكُمْ أَنْفُسُكُمْ" کے الفاظ کا!
 (د) پھر یہ بھی لازم ہے کہ یہ کوشش یا کوشش کی معنی مقصد کے لیے جس کو ظاہر کیا جاتا ہے" فی
 سبیل" کے الفاظ سے۔ گویا اگر کوشش یا کوشش نفسانی اغراض کے لیے ہو تو یہ جہاد فی سبیل
 انفس ہوگا۔ علیٰ ہذا القیاس جہاد فی سبیل الوطن بھی ہو سکتا ہے اور فی سبیل العوم بھی، فی سبیل اللہ
 بھی ہو سکتا ہے اور فی سبیل الجہوریہ بھی، فی سبیل الشیطن بھی ہو سکتا ہے اور فی سبیل الطاغوت بھی
 اور ان سب سے جدا اور ہر اعتبار سے منفرد ہے "جہاد فی سبیل اللہ"!

(د) جہاد فی سبیل اللہ:

نقطة آغاز یا "جہاد اکبر" ————— "مجاہدہ مع النفس"

'غایت اولیٰ' یا مقصد اولین ————— 'شہادت علی الناس'

'غایت ثانی' یا آخری منزل ————— 'إِظْهَارُ دِينِ الْحَقِّ عَلَى الدِّينِ الْبَاطِلِ'

نبی اکرم ﷺ کا بنیادی طریق کار

یا
انقلابِ انبوئی کا اساسی منہاج

سورۃ الجمعہ کی روشنی میں

مع اضافی مضامین

- آنحضور منی اللہ علیہ وسلم کی دو بعثتیں
- خصوصی ————— "آمین" کی جانب
- عمومی ————— "آخرین"
- حال کتاب امت کی ذمہ داریاں
- ان سے اعراض و روگردانی پر سزا و عقوبت
- اس ضمن میں یہود کی مثال!
- انبیاء کرام کی امتوں میں عملی ضحلال و ظلالی زوال کا اصل سبب
- اللہ کے چہیتے ہونے کا زعم
- اصل فیصلہ کن بات : زندگی عزیز تر ہے یا موت ؟
- حکمت و احکامِ جُمعہ

الشَّاهِدَةُ فَيَنْتَقِلُ بِهَا كُنْتُمْ تَعْمَلُونَ ۚ يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا إِذَا	الشہادہ کا پہلا حصہ ہے جس پر عمل کیا گیا ہے۔ اے ایمان والے! جب
نُودِيَ لِلصَّلَاةِ مِنْ يَوْمٍ مُبِينٍ فَاسْأَلُوا اللَّهَ وَذُرُوا	اللہ سے سوال کیا جائے اور اللہ کو یاد کرو اور چھوڑ دو
الْبَيْتَ ذِكْرُكُمْ خَيْرٌ لَكُمْ إِنْ كُنْتُمْ تَعْلَمُونَ ۚ وَإِذَا اقْبَضَ إِلَيْكَ الصَّلَاةُ	گھر یا مسجد یا جگہ جہاں تم ہو اگر تم کو سمجھ ہے۔ جب تم پر نماز کا حق ہو تو اسے
فَانْتَشِرُوا فِي الْأَرْضِ وَابْتَغُوا مِنْ فَضْلِ اللَّهِ أَذْكُرُوا وَاللَّهُ كَثِيرٌ	ترک کر دو اور زمین میں پھیل جاؤ اور اللہ کے فضل کا اور یاد کرو اللہ کو بیشمار
لَعَلَّكُمْ تَفْلَحُونَ ۚ وَإِذَا رَأَوْا تِجَارَةً أَوْ لَهْوًا انفَضُّوا إِلَيْهَا وَ	تاکر تجارت یا ہلاک ہو اور جب دیکھیں سودا یا لہو یا تفریح یا کسی شے کی طرف
تَسْكُنُوا قُلُوبُهُمْ قُلْ مَا عِنْدَ اللَّهِ خَيْرٌ مِنَ اللَّهْوِ وَمِنْ التِّجَارَةِ ۚ وَ	لو کہ وہ زمین پر گھر کر لیں تو کہہ دو اللہ کے پاس کی شے بہتر ہے تمہاری شے اور سودا کی سے اور
اللَّهُ خَيْرُ الرَّازِقِينَ ۝	اللہ بہتر ہے روزی دینے والا

سورہ بقرہ کا محور اس کی آیت ۲۸ سے متعلق ہوتا ہے جس میں نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی بنیادی طریق کار یا اساسی نبی علی بیان ہوا ہے۔ یعنی یَسْأَلُوا اللَّهَ عَلَيْهِمُ آيَاتِهِمْ وَيُنَزِّلْ لَهُمْ وَفَعَلْ لَهُمُ الْكِتَابَ وَالْحِكْمَةَ ۚ (لوگوں کو اللہ کی آیات سنانا، ان کا تذکرہ کرنا اور انہیں کتاب و حکمت کی تعلیم دینا!)

الحمد لله! کہ راقم الحروف نے جہاں سورہ صفت کی مرکزی آیت پر مفضل و مدلل کلام کیا ہے: نبی اکرم کا مقصد ہیئت انسانی کی تائید ہے، وہاں سورہ بقرہ کی اس مرکزی آیت پر بھی کافی وضاحت بحث سپرد فکر کر دی ہے، اپنے اس مقالے میں جو انقلاب نبوی کا اساسی منہاج اُس کے عنوان سے تذکرہ بالاکتاب میں بھی شامل ہے اور علیحدہ مضمون پر بھی موجود ہے۔ بہر تقدیر اس مقام پر اس کے علاوہ کی چنداں حاجت نہیں!

حمود کی تعین کے بعد اس سورہ مبارکہ کے مضامین کا تجزیہ بہت آسان ہے۔ سورہ صافات کی طرح سورہ صافات کا پہلا کوس بھی دو حصوں پر مشتمل ہے جبکہ اس کا دوسرا کوس جو بالکل سورہ صافات کی مانند ”يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا“ کے الفاظ سے شروع ہوتا ہے، فی نفسہ ایک مکمل مضمون لیے ہوئے ہے۔ اس طرح باقی مضامین اس سورہ مبارکہ کے بھی ہیں جیسے ہوتے:

چار آیات پر مشتمل ہے:

● پہلی آیت سورہ صافات کے مانند ایک نہایت پر محال تہید پر مشتمل ہے جس میں بات اصلاً دو بیان ہوتی ہیں سورہ صافات کی پہلی آیت میں وارد ہوئی ہے۔ صرف اس فرق کے ساتھ کہ وہاں ”مَسْبُوح“ تھا یعنی فضل باہمی اور یہاں ”مُسَبِّح“ ہے یعنی فضل مضارع جو شامل ہے حال اور مستقبل دونوں کو۔ ان دونوں کو جمع کر لیا جائے تو زمان کا کامل احاطہ ہو جاتا ہے دوسری طرف: ”مَتَابِي السَّمَوَاتِ وَمَتَابِي الْاَرْضِ“ اسے گویا کون و مکان کی کُل وسعت مراد ہے۔ اس طرح تسبیح باری تعالیٰ زمان و مکان کی جملہ وسعتوں کا احاطہ کر لیتی ہے۔

اس آیت عظیمہ میں دوسرا اہم نکتہ یہ ہے کہ اس کے آخر میں اللہ تعالیٰ کے چار اسماء حسنیٰ آئے ہیں، جو ایک بہت غیر معمولی بات ہے اس لیے کہ عام طور پر آیات کے اختتام پر اسماء باری تعالیٰ دو، دو کے جڑوں ہی کی صورت میں آتے ہیں۔ غور کرنے سے معلوم ہوتا ہے کہ اس کا سبب عموماً وہی آیت ہے جس میں آنحضرت کے اساسی منہج عمل کے بیان کے ضمن میں چار امور کا ذکر ہے۔ اور آنحضرت کی یہ چاروں شانیں درآل کس ہیں، اللہ تعالیٰ کے چار اسماء حسنیٰ کا: ”تِلْكَ اَيَاتُ“ میں نقشہ ہے شہشاہ ارض و سما۔ (الْعَالِيكَ) کے قوانین (PROCLAMATIONS) کو باور پذیر کر سنانے کا۔ عملی ”تَرْكِيه“ میں کس جگہ تھا ہے اللہ کی قدسیت کا (الْقُدُّوس) ”تعليم كتاب“ یعنی احکام شریعت اور قوانین حلال و حرام کی تعلیم میں غور ہوتا ہے اللہ کے اختیار مطلق کا یعنی یہ کہ وہ ہر چاہے حکم دے۔ (اِنَّ اللّٰهَ يَهْدِيْكُمْ مَّسَارِئَكُمْ) اور یہی مفہوم ہے اللہ کے ”الْعَزِيزُ“ ہونے کا۔ اور ”تعليم صحت“ کا تعلق ہے اللہ کے نام نامی و اسم گرامی ”الْحَكِيمُ“ سے!

● دوسری آیت جہاں اصلاً بحث کرتی ہے آنحضرت کے اساسی منہج انقلاب سے وہاں منہجی طور پر اس سے یہ بھی معلوم ہوا کہ آنحضرت ”اٰمِيْن“ ہی میں سے اٹھائے گئے اور آپ کی بعثت بھی اولاً و اصلاً ان ہی کی جانب تھی۔ یہ گویا آپ کی بعثت خصوصی ہے!

● تیسری آیت نے آپ کی بعثت عمومی کو واضح کر دیا، جو "إِلَىٰ كُلِّ قَوْمٍ لِّلنَّاسِ" ہے اور رُسے انہی پر بننے والی کل اقوام و ملل عالم — اور تا قیام قیامت جملہ ادوار تاریخ نوع بشر کو محیط ہے نہ آخری وقتِ "ہم" کے الفاظ عجب وسیع و باریک کی سی کیفیت کے حامل ہیں کہ اگرچہ وہ تمام اقوام جو بعد میں اس آیت میں شامل ہوں گی، وقت کی وحدت میں گم ہو جاتی ہیں، مگر اس طرح ایک ہی آیتِ سدر کے اجڑنے لایق فک و خیال کی جلیں گئیں گی، لیکن مقام اور مرتبے کے اعتبار سے اوقیت کا جو شرف "اقبستین" کو حاصل ہو گیا ہے اس میں کوئی دوسری قوم ان کی شریک نہیں ہو سکتی لہذا اس اعتبار سے باقی سب کا شمار ہر حال "آخرین" ہی میں ہو گا۔

● چوتھی آیت نے اس فضیلت کے باب میں اہل ضابطہ بیان فرما دیا، کہ یہ خالصتہ اللہ کی دین ہے جسے چاہے دے کسی کو اس پر زہد کرنا چاہیے نہ افسوس، اللہ کا سب سے بڑا فضل تو ہر انبی اکرم پر (إِن فَضَّلْنَا كَانَ عَلَيْكَ يَكْتُمُ) اس کے بعد فضیلت کا درجہ مل گیا یعنی اس کی اصل کو جن میں ہے آپ اٹھائے بھی گئے اور جن کی جانب آپ کی اولین بعثت بھی ہوئی۔ چنانچہ ان ہی کی زبان میں نازل ہوا اللہ کا آخری اور بدی و سردی کلام — اور ان ہی کے مہم و رواج اور اطوار و عادات میں قطع و برید اور کی بیشی کے ذریعے تیار ہوا اللہ کی آخری اور کامل شریعت کا تانا بانا! اور سب سے بڑھ کر یہ کہ ان کی حد تک جملہ فرائض نبوت و رسالت ادا کئے انھیں صوری اللہ علیہ وسلم نے فرائض! ع: یہ نصیب اللہ اکبر! کون سے کی جاتے ہیں؛ اس کے بعد ایک عمومی درجہ فضیلت ہے جو محال ہے ہر انبی رسول کو، خواہ وہ مشرقِ بعید کا زرد و زرد انسان ہو خواہ افریقہ کا سیاہ فام — اور خواہ ہندو خواہ ایرانی — اور خواہ ہزار سال پہلے پیدا ہو خواہ آج یا آج کے بعد بھی!

حصہ دوم

بھی چار ہی آیات پر مشتمل ہے، اور اس میں بھی سورۃ اہت کے عین مانند ہی اسرائیل کا کردار زیر بحث آیا ہے اور اس ضمن میں اس سورت میں لاکھوں طور پر ان کے کردار کے اسی روح کی نقاب کشائی کی گئی ہے جو اس کے عود سے مناسبت رکھتا ہے!

حقیقۃً اول میں بیان شدہ مضامین کا نسبتِ مُبَاب بھی تو ہے کہ انھیں کمالِ مہج عمل گھونسا ہے قرآن مجید کے گرد اسی کے ذریعے انداز و تبشیر اور اسی کی تعلیم و تبلیغ کے ذریعے آپ نے اہل عرب کی کامیابی بہت دی اور جزیرہ مناسف عرب کی حد تک انقلابِ اسلامی کی تکمیل بھی فرمادی۔ اگر آپ کی بعثت صرف "اقبستین" کے لیے ہوتی تو گویا اس پر جملہ فرائض رسالت کی تکمیل ہو جاتی لیکن آپ مبعوث ہوئے تھے ہرگز نہ انہی اور جمیع نوعِ انسانی کے لیے — لہذا بعثتِ محمدی کے اس دوسرے مرحلے

کے فرائض چھوڑنے اُمت محمدی صابجا الصلوٰۃ والسلام کے جو عالم اور وارث (وَإِنَّ الَّذِينَ
 أَوْفُوا الصَّلَاةَ مِنْ أَمْرِ عَرِيبٍ مَا جَاءَهُمْ مِنْ بَيْنِ يَدَيْهِمْ شَاقًّا مُرِيبًا) جو قرآن شریف الہی کی بر
 لوگوں کے قلوب و اذان کی تبدیلی کے متن میں "نور کیمیا" ہے اور نظام زندگی پر دین حق کو غالب و نافذ کرنے
 کے ضمن میں ان کے انقلاب! اب اگر اُمت اس کتاب الہی کی پس پشت ڈال دے تو یہ گویا اصل کی بنیاد
 اُمت اپنے جملہ فرائض منصبی سے مدگردانی کے مترادف ہے۔ چنانچہ یہی ہستی تینہ بھی جو انصاف کرنے
 اُمت سلمہ کو فرمائی تھی کہ: يَا أَهْلَ الْقُرْآنِ لَا تَسْخَرُوا مِنَ الْقُرْآنِ (الہیہ معنی عن عبیدہ
 الہدیٰ) یعنی: اے قرآن والو! قرآن کو تمہیں نہ بنالینا۔ (جو پڑھ پیچھے رکھا جاتا ہے!)۔ اور تینہ یہ
 ہے جو قرآن مجید کی ان سورتوں کے گرد وپ کے عام اسلوب کے مطابق یہاں یہودی کی عزت، انجیل و انجیل
 کے ذریعے کی جا رہی ہے۔ یعنی: تب شک وہ لوگ جو عالمی تورات بنائے گئے تھے پھر انہوں
 نے اس کی ذمہ داریوں کو ادا نہ کیا، اُس گدھے کے مانند ہیں جس پر کتابوں کا بوجھ لدا ہوا ہے۔ اور اس پر
 اتنا زکرتے ہوئے یہ بھی واضح فرمادیا کہ (۱) کتاب الہی کے ساتھ یہ طریق اس کی تکذیب کے
 مترادف ہے اور (۲) اس کی تعدد سراسر اسی دنیا میں ملتی ہے وہ اللہ کی توفیق و ہدایت سے محرومی
 ہے۔ اَلْحَادِثَاتُ مِنَ اللَّهِ مِنْ ذَلِكَ ۱۱

راقم المحروف اللہ تعالیٰ کا شکر ادا کرتا ہے کہ اُس نے اُس کے قلم سے مسلمانوں پر قرآن مجید
 کے حقوق، ایسی تحریر نکلوا دی جس کو عوام و خواص سب نے پسند کیا اور جسے بعض اہل علم و فضل نے
 اس موضوع پر صرف آخر بھی قرار دیا۔

ابن سعادت بزرگوار و نیست تازہ بخشد خدا سے بخشندہ!

فَلِلَّهِ الْحَمْدُ وَالنَّسْءُ۔۔۔ بہر حال یہاں صرف اس رب کلام کی وضاحت کافی ہے۔ اس مضمون کی
 تفصیل مذکورہ بالا کتابچے میں دیکھی جائیں!

جنت دوم کی دوسری اہم بات اس مرض کی تشخیص ہے جس کے باعث کوئی مسلمان اُمت جہاد و قتال
 سے بھی پیٹھ پٹو رہتی ہے اور خود کتاب الہی سے بھی محروم ہو جاتی ہے!۔ یعنی خدا کے محبوب
 اور چاہیے ہونے کا زعم (يَحْسُنُ آيَاتُ اللَّهِ وَأَحِبُّهُ)۔ اور ساتھ ہی اس زعم باطل کی تردید
 ابطال کے لیے عملی کسٹی (PRACTICAL TEST) کی تعین بھی فرمادی، یعنی یہ کہ اپنے دل میں جھانک کر
 دیکھو! موت عزیز تر ہے یا طولی حیات؟ چنانچہ فرمادی کہ اگر کوئی یہ سوال دیکھ کر کہ موت سے انتہائی خائف
 اور گریزاں ہیں اور طولی عمر کچھ دور پر شائق و دلدادہ رہتا ہے تو یہاں کے لیے دیکھئے ان آیات کا معنی و تاثر

گئی کہ وہ: "وَذَكَرَ اسْمَ رَبِّهِ فَصَلَّى" کی کامل تصویر بن گئی۔ مگر پہلے کوئی نائبِ مشولی، منبر پر سولہ پر کھڑے ہو کر فریضہ تذکیر سرانجام دے دیی محنت سے اس میں کہ آنحضرتؐ جمعہ اور عیدین کی نمازوں میں بالعموم سورۃ الاہلٰی اور سورۃ الفاشیہ پڑھا کرتے تھے، جن میں اسی تذکیر کا حکم نہایت شہید سے کیا ہے یعنی: "هَذِكُنْ اِنَّ فَضْلَتَ الَّذِیْ هِیْ ؤُ سُوْرَةُ الْاَهْلِیْ اَوْ هَذِكُنْ اِنَّهَا اَنْتَ مَذْكُوْرٌ"۔

سورۃ الفاشیہ اور پھر سلمان اللہ کے حضور میں دست بستہ ہو جائیں اور نماز ادا کریں۔
ذرا غور کیا جائے تو یہ بات بالکل واضح طور پر نظر آتی ہے کہ جمعہ کے اس پروگرام میں اصل آیت خطبہ جمعہ کی ہے۔ اس لیے کہ نماز تو ویسے بھی روزانہ پانچ بار پڑھی جاتی ہے اور خود نماز جمعہ بھی نمازِ ظہر کے قافہ مقام ہے جس کی بجائے دو کے چار رکعتیں ہوتی ہیں۔ اس حقیقت کی جانب اشارہ سورۃ الحجہ کی آخری آیت میں بھی ہے جس میں بعض مسلمانوں پر اس لیے عتاب فرمایا گیا کہ انہوں نے خطبہ جمعہ کی آیت کو محسوس نہ کیا اور حکم جمعہ والی آیت میں بھی ہے جس میں: "فَاسْتَعِزَّ بِاللّٰهِ ذِکْرِ اللّٰهِ" کے الفاظ وارد ہوئے اور ظاہر ہے کہ ذکر کا اطلاق اگرچہ نماز پر بھی درست ہے تاہم یہاں بدرجہ اولیٰ اس تذکیر پر ہے جو اصل غرض و غایت خطبہ ہے۔ لیکن اس کی قطعی و حتمی تعین ہوتی ہے اس حدیث شریفہ سے جس میں جمعہ کے پہلے جلد آنے کی فضیلت کے مدحیات بیان ہوئے ہیں اور آخر میں فرمایا گیا ہے کہ:

فَاِذَا خَرَجَ الْاِمَامُ طَوِيْتِ	و ترجمہ جب امام خطبہ دینے کے لیے نکلتا
الضُّمُفُ وَ وَضَعَتْ الْاَفْکَلَامُ	ہے تو رمانگری مکہ، جزیرہ حبشہ دیتے جاتے
وَلَبِثَتِ الْمَلَائِكَةُ عِشْرَةَ	ہیں اور قلم اٹھاتے جاتے ہیں اور فرشتے نذر
الْمُسَبِّحِيْنَ الْمَوْحُوْسِيْنَ	کے پاس توجہ سے خطبہ سننے کے لیے جمع ہو
بَعْدَ ذٰلِكَ جَاءَ طَبَقُ الصَّلَاةِ	جاتے ہیں۔ ترجمہ شخص اس کے بعد آیا وہ صرف
لَيْسَ لَهٗ مِنَ الْفَضْلِ شَيْْءٌ	نماز ادا کرنے کے پہلے آیا ہے جمعہ کی فضیلت

میں اس کے لیے کوئی حصہ نہیں ہے! (موظا امام مالک بحوالہ احمد، علوم الدین، علم غزالی)

جب یہ واضح ہو گیا کہ جمعہ کی اصل فضیلت خطبہ کی وجہ سے ہے اور خطبہ کی اصل غرض و غایت ہے تذکیر، تو واضح ہونا چاہیے کہ تذکیر کے ضمن میں قرآن مجید کی ہر حکم وارد ہوا ہے کہ: "هَذِكُنْ بِالْقُرْآنِ مِنْ خِشَافٍ وَعِيدٍ" (سورۃ قی آخری آیت) چنانچہ حدیث شریفہ سے بھی یہی معلوم ہوتا ہے کہ خطبہ جمعہ میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم قرآن مجید کی آیات مبارکہ کی تلاوت فرمایا کرتے تھے جب کہ سلم شریف میں حضرت جابر ابن سمورؓ کی روایت میں یہ الفاظ وارد ہوئے کہ: ————— آنحضرتؐ کے

دو خطبے ہوتے تھے جن کے مابین آپ (تھوڑی دیر کے لیے) بیٹھ جایا کرتے تھے۔ اور (خطبہ میں) آپ قرآن کی تلاوت فرمایا کرتے تھے۔ اور لوگوں کو تذکیر فرمایا کرتے تھے۔ ————— در حقیقت نظامِ مہم کے ذریعے امت میں آنحضور صلی اللہ علیہ وسلم کے اسی عمل کو وہام اور سلسلہ عمل کیا گیا ہے جو اس سورہ مبارکہ کی آیت میں: **يَتْلُوا عَلَيْكُمُ الْبَيِّنَاتِ وَيَذَكِّرُكُم بِآيَاتِهِمُ الْكُبْرَىٰ وَالْحِكْمَةِ** کے عظیم اور بابرکت الفاظ میں بیان ہوا ہے۔ گویا اجتماعِ جمعہ کی حیثیت اس حزب اللہ کے ہفتہ وار اجتماع کی ہے جو نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے مقصدِ بعثت کی مکمل یعنی: **تقاریرین علی الدین فکر** کے لیے قائم ہوا اور اس کا اہم ترین پروگرام قرآن مجید کی آیات مبارکہ کی تلاوت اور اسی کے علوم و معارف کی تعلیم و تحقیق ہے اس لیے کہ اس جماعت کا اہل اور دائم وقائم اور غیر متبدل و غیر محرف ”مروجہ“ قرآن مجید ہی ہے۔

اور اس طرح نہ صرف یہ کہ اس سورہ مبارکہ کے تیوں جیسے خود بھی ایک معنوی بلائی میں پروئے ہوئے نظر آتے ہیں بلکہ سورہ ماقبل کے ساتھ مل کر ایک حسین و جلیل معنوی وحدت کی صورت اختیار کر لیتے ہیں جس میں آنحضور کا مقصد بعثت بھی بیان ہو گیا، اس کی تکمیل کے لیے پرواز و دعوت بھی دل بھی آگئی اور اس کے لیے صبح لائے عمل اور طریق کار بھی واضح ہو گیا۔ ————— **فَلَهُ الْحَمْدُ وَالشُّكْرُ**

سورۃ الحجرات کی آیت ۵۸ کی رو سے 'ایمان حقیقی' کے دو ادعا کاں ہیں:—
یقین قلبی — اور — **جہاد فی سبیل اللہ**
 اور سورۃ الصف اور سورۃ الحجۃ کی رو سے اسلام کی دو عظیم ترین حقیقتیں ہیں:

جہاد فی سبیل اللہ اور قرآن حکیم

گویا۔ قرآن منبع و سرچشمہ ہے ایمان کا

• ایمان کا مظہر اقم ہے جہاد

اور۔ • جہاد کا مرکز و محور ہے قرآن!

اس طرح یہ عمل ایک گول زینے کے مانند بلند سے بلند تر ہوتا چلا جائے گا

تَاٰمِرُكُمْ لِتَكُوْنَ كَلِمَةً اَللّٰہِ ہِیَ الْعُلَیَّا“ کی منزل آجائے!

(اس موضوع پر رقم الحروف کی ایک تحریر جو لفظ 'یشاق' بابت سبر ۵۷۷ کے اداریے کے طور پر شائع ہوئی تھی)

واقعہ یہ ہے کہ 'بِذَمِّ الْاَوْتِیَ لَام' میں دین کی اصل اساسی اور بنیادی حقیقتیں دو ہی تھیں —
 ایک قرآن حکیم جسے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی انقلابی جدوجہد کے ضمن میں اُلا انقلاب کی حیثیت حاصل ہے
 بتول مولانا حاتی سے
 مرکز حراسے سوسے قوم آیا اور اک نسوکیاس تہ لایا

اور دوسرے جہاد فی سبیل اللہ جو جامع عنوان ہے آپ کی اس چند جہاد کے مختلف مدارج و مراحل کا۔
 واقعہ یہ ہے کہ قرآن مجید ہی کی گرج اور کوکب بھی جس نے فید کے ماتوں کو گلیا اور غلاب پر گوش
 کے نرے ٹوٹے والوں کو بیدار کیا۔ چنانچہ ”وَالْمَصْبُورِ إِنَّ الْإِنْسَانَ لِرَبِّهِ خَشِيرٌ“ اور ”أَقْرَبَ
 لِلنَّاسِ حِسَابُهُمْ وَهُمْ فِي غَفْلَةٍ مُّعْرِضُونَ“ کی چوکا دینے والی صدائیں اور ”الْقَارِعَةُ ۝
 مَا الْقَارِعَةُ ۝ وَمَا أَدْرَاكَ مَا الْقَارِعَةُ ۝“ اور ”الْحَاقَّةُ ۝ مَا الْحَاقَّةُ ۝ وَمَا أَدْرَاكَ
 مَا الْحَاقَّةُ“ کی بیدار کن ندائیں ہی تھیں جنہوں نے پورے عرب میں پہل چادی اور ”عَمَّ
 يَسَاءَ لَكُمْ ۝ عَنِ الشَّيْءِ الْعَظِيمِ الَّذِي تُعْتَفَى عَنْهُمْ فَيُسْأَلُونَ ۝“ کی کیفیت پیدا کر دی
 بقول مولانا حالیؒ

وہ بجلی کا کڑا کا تھا یا صوبہ ادوی عرب کی زمین جس نے ساری ہلا دی
 پھر اسی کی آیات ثبات تھیں جنہوں نے ”هُوَ الَّذِي يُنَزِّلُ عَلَى عَبْدِهِ آيَاتٍ
 يَتَذَكَّرُ لَهَا كَذِكْرِكَ قَوْمِ الْفَالِغَةِ“ (الحديد: ۹) کے مصداق انسانوں کو شرک،
 الجاود، مادہ پرستی، شہوت فاجلہ اور سرِ ایتھتِ محض کے مظالمات سے بے خبر کر دیا۔ ایسے مہیب اور
 ہولناک اہم ہول سے نکال کر ایمان اور یقین کی روشنی سے بہرہ ور فرمایا۔ چنانچہ وہ ایک طرف عرفان الہی
 اور محبت خداوندی سے مرثا یعنی مستادہ الست ہو گئے اور دوسری طرف دنیا و نایبا ان کی نگاہوں میں
 مجھ کے پرے بھی حقیر تر ہو گئے اور وہ کھینچے ہوئے بن گئے۔

مزید برآں — وہی عابروں موعظہ قرآن نے ”يَتَذَكَّرُ لَهَا“ بھی بن کر آیا، اور ”شَقَّةٌ لِمَا
 فِي الصُّدُورِ“ بھی، چنانچہ اسی کے ذریعے لوگوں کا تزکیہ نفس بھی ہوا اور تصفیہ قلب و تھلجِ روح بھی!
 گویا انداز ہو یا تمثیل، تبلیغ ہو یا تزکیہ، موعظت ہو یا نصیحت، تعلیم ہو یا تربیت، تزکیہ ہو یا تصفیہ
 تجلیہ ہو یا تہذیب — اللہ تعالیٰ جو یا حقیر محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا پورا عمل و حرکت
 اصلاح قرآن مجید ہی کے گرد گھومتا ہے یہی وجہ ہے کہ قرآن مجید میں ایک ذہن پورے چار کھٹات پر
 انھوں نے پہنچ انقلاب کو بن اساسی اصطلاحات کے ذریعے واضح کیا گیا ہے ان کا اہل و آخر خود
 قرآن مجید ہی ہے۔ لہذا اسے الفاظ قرآنی:

يَسْتَأْذِنُ عَلَيْهِمْ أَيَّامَهُ وَ
 يَزِيهِمْ وَيَعْلَمُ لَهُ الْكُتُبُ
 وَالْحِكْمَةُ (الجمعه: ۲)

سننا ہے انہیں اُترنے کی آیات اور پاک
 کرتا ہے ان کو اور سکھاتا ہے انہیں
 کتاب اور حکمت!

قرآن کا کارنامہ ایک جملے میں بیان کیجئے، تو یہ ہے کہ اس نے صحابہ کرام رضوان اللہ تعالیٰ علیہم کے دلوں میں ایمان پیدا کر دیا اور توحید، معاد اور رسالت پر یقین حکم کی کیفیت پیدا کر دی لیکن اس سے اُس ہرگز تبدیلی کا اندازہ نہیں ہوتا جو قرآن مجید کے بدولت اُن کی زندگیوں میں برپا ہو گئی تھی اس لیے کہ قرآن نے اُن کا فکرمجھلا، سوچ بدلی، نظریہ نظر بدلا، اقدار بدلیں، عہد آئمہ بدسے، انگلیں بدیں، حقوق بدسے، دل چیلان بدیں، خوف بدسے، امیدیں بدیں، اخلاق بدسے، کردار بدسے، عظمت بدلی، محبت بدلی، انفرادیت بدلی، اجتماعیت بدلی، دن بدلا، رات بدلی حتیٰ کہ تَبَدُّلِ الْأَرْضِ مِنْ عَتِيقِ الْأَرْضِ وَالشَّمُوتِ کے مصداق آسمان بدلا، زمین بدلی، الغرض پوری کائنات بدل کر رکھ دی۔ اور اس پوری تبدیلی کا ذریعہ اور آلہ ہیں قرآن مجید کی آیات نبیات! بقول علامہ اقبال،

بنہ مومن ز آیات خداست ایں جہاں اندر براہوں قیامت

چوں کہن گردو جہانے در برش می دہد قرآن جہانے دیگر کشش

تبدیلی اگر حقیقی اور دائمی ہو تو اس کی کوکھ سے لازماً تصادم اور ٹکڑھٹکڑھ جھمکتے ہیں جس کے مراحل تبدیلی کی نوعیت اور مقدار کی نسبت سے کم و بیش ہو سکتے ہیں۔ ایمان نے جو تبدیلی صحابہ کرام میں پیدا کی اُس نے جس تصادم اور ٹکڑھٹکڑھ کو جنم دیا اس کے جلد مدارج و مراحل کا جامع عنوان ہے جہاد فی سبیل اللہ۔ اس تصادم اور ٹکڑھٹکڑھ کا اولین ظہور انسانوں کی اپنی شخصیت کے داخلی میدان کارزار میں ہوا۔ یہی دیر ہے کہ مجاہد مع انفس، کو افضل ایجاد قرار دیا گیا۔ پھر جب ایمان اشخاص کے باطن میں اس طرح راسخ اور مستولی ہو گیا کہ ریب اور شکاک کے کاٹنے نکل گئے تو اب اسی جہاد مجاہدہ کا ظہور عالم خارجی میں ظالموں، سرکشوں اور خدا کے باغیوں سے ٹکڑھٹکڑھ اور تصادم کی صورت میں ہوا جس کا مقصد قرار پایا پیغمبر رب یعنی اللہ تعالیٰ کی کبریائی کا اقرار و اعلان اور اس کی حاکمیت مطلقہ کا باطل کی قیام و نفاذ تاکہ اُس کی مرضی جیسے آسان پر پوری ہوتی ہے زمین پر بھی پھوٹے۔ اور اس کی آخری منزل ہے جہاں فی سبیل اللہ جس کا منتہا ہے تصور یقین ہوا اِن الفاظ میں کہ

لے آنحضرت سے دریافت کیا گیا: اِنِّیْ الْیَحْیٰی وَ الْیَحْیٰی یَحْیٰی وَ یَحْیٰی یَحْیٰی الْیَحْیٰی۔ قرآن نے ارشاد فرمایا: اِنَّ کُلَّ شَیْءٍ حَکْمٌ فِیْ عِلْمِکَ عَلَیْکَ اللَّهُ؟

لے الفاظ قرآنی کی روشنی سے۔ وَ یَحْیٰی حَکْمٌ فِیْ عِلْمِکَ عَلَیْکَ اللَّهُ (المعجزہ ۳) اور بقول علامہ اقبال

یا موصیبت افلاک میں پیغمبر مسلسل یا خاک کی آغوش میں قیام و منامات

وہ مسلک مردانِ خود آگاہ خداست یہ مذہب نفاذِ مجاہد است و نبات!

لے سیدنا یحییٰ علیہ السلام کے الفاظ۔

وَقَاتِلُوهُمْ حَتَّى لَا تَكْفِرُوا
فِي شَيْءٍ مِّنْ يَكُونُ لِلدِّينِ
حُكْمًا ۚ (الأنفال: ۳۹)

اور جنگ کرتے رہو ان سے یہاں تک کہ
”فشتہ“ بالکل فرو ہو جائے اور احاطہ
کونہ اللہ ہی کی ہو سکے!

ایمان و یقین اور جہاد و قتال کا یہی وہ لڑوہم باہی ہے جس کو نہایت واضح اور آشکارا الفاظ میں بیان کیا گیا قرآن مجید کی اس آیت مبارکہ میں:

إِنَّمَا الْمُؤْمِنُونَ الَّذِينَ آمَنُوا
بِاللَّهِ وَمُؤَلِّمَاتِهِمْ لَمْ يَأْفُوا
وَمَا كُنُوا بِأُمَمًا لِّمُسَدِّو
أَفْسِسِهِمْ فِي سُبُلِنَا ۚ اللَّهُ أَوَّلُ
مَنْعِهِمْ عَنِ الْمَشْرِقِ ۚ (الاحزاب: ۵۸)

مومن تو ایسے وہی ہیں جو ایمان لائے خدا
پر اور اس کے رسول پر پھر شک میں نہ
پڑے اور جہاد کرتے رہے اللہ کی راہ میں
اور کھینچے نہ اس میں اپنے اسرار
اور اپنی جائیں حقیقت میں یہی ہیں پتھر!

واضح رہے کہ اس آیت مبارکہ کے اول و آخر حصہ کا اسلوب بھی ہے اور آیت باقی میں حقیقی ایمان اور قاتلونی اسلام کے باہرین فرق و امتیاز کا ضمن میں بھی۔ گو مومن صادق کی جامعہ و جامع تعریف قرآن مجید کی کسی ایک آیت میں مطلوب ہو تو وہ یہی آیت ہے۔

النصر قرآن کے اصل حاصل ہیں ایمان اور یقین امداد ان کا لازمی نتیجہ ہیں، جہاد اور قتال ان میں سے ایمان و یقین اصلاً ایک معنوی حقیقت اور داخلی کیفیت کا نام ہیں، چنانچہ عالم غازی میں اسلام کی دو عظیم ترین اور نمایاں ترین حقیقتیں ہیں قرآن اور جہاد۔ یہی وجہ ہے کہ یہ دونوں ایمان حقیقی کی مستقل علامتوں (SYMBOLS) کی حیثیت رکھتے ہیں اور مرد مومن کی شخصیت کا جز بنی ہوئی مخلیق اعلیٰ تعزیدیں آجہرا ہے اس کے ایک ہاتھ میں قرآن اور دوسرے ہاتھ میں تلوار اور دلاہری ہیں!

نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی حیات طیبہ اور خلافت راشدہ کے دوران اسلام کی نشاۃ اولیٰ یا غلبہ دین حق کا دور اول بلاشبہ نزدیک و شگ، نتیجہ تھا صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کے تعلق قرآن اور جہاد پر جہاد کا۔ لیکن یہ بھی ایک ایسی تاریخی حقیقت ہے جس سے انکار ممکن نہیں کہ جیسے ہی اسلام نے ایک مملکت اور سلطنت کی صورت اختیار کی ان دونوں کی حیثیت ثانوی ہو کر رہ گئی۔ ادا لیا ہوا ایک مذہب مطلق اور فطری بھی تھا۔ اس لیے کہ ایک طرف تو کسی مملکت یا سلطنت میں اولین و اہم ترین مسئلہ شہریت کا ہونا ہے جو ایک خاص قانونی سلسلے میں تمام تر بحث انسان کے ظاہر سے ہوتی ہے، باطن سے کوئی سروکار ہی نہیں ہوتا۔ گویا بقول علامہ اقبالؒ ”بندوں کو گناہ کرتے ہیں تو انہیں کتے؟“ مزید بیاں کس کا

اصل موضوع نظم و نسق ادا میں دلائل کا ہونا ہے جس کے اعتبار سے بنیادی اہمیت قانون اور ضابطہ کو حاصل ہوتی ہے نہ کہ مکالمہ اخلاق یا مواظبت نہ کہ سنی کر اس اعتبار سے قصاص جعفر پر مقدم ہو جاتا ہے۔ اور دوسری طرف سلطنتوں اور مملکتوں کو، خواہ وہ اصولی اور نظریاتی ہی ہوں اصل سرکار اپنی حفاظت و نصرت سے ہوتا ہے، اصولوں اور نظریات کی تبلیغ و اشاعت ہوتی ہے تو ثانوی درجے میں اور محکموں کی مصلحتوں کے تابع رہ کر؛

ہم یہی وجہ ہے کہ جب اسلام مملکت اور سلطنت کے دور میں داخل ہوا تو اصل نعرہ (EMPHASIS) ایمان کے بجائے اسلام پر یقین کے بجائے اقرار اور شہادت پر اہد با حق سے بڑھ کر ظاہر ہو گیا۔ نیز قرآن مجید کے بھی مسیح ایمان اور سرخیز یقین ہونے کی حیثیت تو قرآن نگاہوں سے اوچلی ہوتی چلی گئی اور کتاب قانون اور کتب از اولہ الدین ہونے کی حیثیت مقدم اور مرکز توجہ بنی چلی گئی۔ اور پھر جیسے جیسے مملکت اور سلطنت کے تقاضے پھیلنے لگے اور قانون کی عملداری وسیع ہوتی گئی قرآن مجید تو چار میں کے ایک کی حیثیت میں ہی منظر میں آگیا، ہونا چاہیے اور تو تہمات حدیث اور فقہ پر موقوف ہو کر رہ گئیں۔ ستم بالاسم تم پر کہ مل اور محنت کے میدان میں جو غلامی طرح پیدا ہوا اسے پر کرنے کے لیے مدد زبان کی جانب سے فلسفہ و منطق کی آندھیاں آئیں۔ نیز پورا عالم اسلام اسطوکی منطق اور نو افلاطونی تصوف کی آماجگاہ بن کر رہ گیا یہاں تک کہ فلسفہ و اصول اخلاق کے لیے بھی مسلمانوں کو اختیار کے سامنے کا سر گرا بی بیوش کرنے کے سوا کوئی چارہ نہ تھا! اور رفتہ رفتہ صورت یہ ہو گئی کہ قرآن نہ منبع ایمان رہا نہ سرچشمہ یقین اور نہ معزن اخلاقی رہا نہ معبد حکمت۔ بلکہ صرف ایک ایسی کتاب مقدس بن کر رہ گیا جس کے الفاظ یا تو جھوٹی برکت اور دھیمالی ڈاؤب کا ذریعہ بن سکتے ہیں یا زیادہ سے زیادہ توبہ گنہگارے اور جہاز چھوٹک کے کام آ سکتے ہیں۔ اور اس طرح آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی وہ بیگینی صرف برف پوری ہوئی کہ ایک ناز وہ آئے گا کہ

- ۱۔ اصول و ضابطہ چاروں: قرآن، سنت، شرع، عیاش، جماع، انہیں اولیٰ اویقہ کہا جاتا ہے۔
 ۲۔ حضرت اکبر کا بہت بڑا اثر ہے۔
 ۳۔ صوم ہے ایمان سے، ایمان غائب ہونے پر قوم ہے قرآن سے، قرآن نصرت قوم پر
 ۴۔ اسی کارثر کیا مراد درجہ نے ان افلاطینی
 ۵۔ چہ خواتی محنت پر ناغیاں
 ۶۔ (عاشیہ اگلے صفحہ پر ملاحظہ فرمائیں!)

لَا يَسْتَعِينُ مِنَ اللَّهِ سِوَاكَ مِرَاقًا
اسمُہُ وَلَا یَسْتَعِیْنُ مِنَ الْقُرْآنِ
اسلام میں سے سوائے اُس کے نام کے اور
کچھ باقی نہ رہے گا اور قرآن میں سے سوائے
صورت الفاظ کے اور کچھ نہ بچے گا۔

بعینہ یہی معاملہ جہاد کے ساتھ بھی ہوا، جب اصل زور ایمان پر نہ رہا بلکہ اسلام پر ہو گیا تو جہاد بھی
جو ایمان حقیقی کا رکنِ رکن تھا خود بخود ٹکڑا ہوا۔ اور ساری تو غیر ارکانِ اسلام پر مرکوز
ہو گئی جن کی فہرست میں جہاد سرے سے شامل ہی نہیں ہے، گویا جہاد پر ظلم قرآن سے بھی بڑھ کر ہوا۔ اس
لیے کہ قرآن تو خواہ چار میں کے ایک کی حیثیت ہی سے سہی بہر حال شریعت کے حصول اور بعینہ شامل
قوس ہے، جہاد تو نہ صرف یہ کہ اسلام کے ارکانِ خمس میں شامل بلکہ نظامِ فقہ میں بھی اس کی حیثیت فرض
میں کی نہیں صرف فرضِ کفایہ کی ہے۔ اس پر مستزاد یہ کہ جہاد کا تصور بھی صحیح ہو گیا اور اس شجرہ طیبہ کی شاخوں
کو جزا درخت سے جدا کر کے ہر ایک کو مختلف رنگ و سہو لگایا، چنانچہ ایک طرف جہاد مع انقیاد کا رخ
اعمال اور معاملات کی متحدہ جہاد سے پرے ہی پرے اذکار و ادوار اور نفسیاتی ریاضتوں اور ورزشوں کی راہ
یہ (SHORT CUT) کے جانب موڑ دیا گیا اور دوسری طرف جہاد کو قتالی کے ہم معنی قرار دے کر اس کا
مقصد مملکت کی سرحدوں کے تحفظ و دفاع اور بس چلے تو وسیع کے سوا کچھ نہ رہا۔ راہِ شرکِ ظلم و کفر و فتنہ
اور زور و ہمت کی ہر صورت کے ساتھ مسلسل کشمکش اور تصادم اور حق و صداقت کے پرچار، نیکی اور استقامت
کی ترویج، کلہر تو حید کی نشر و اشاعت اور دین حق کے ظہور و اقامت کے لیے ہمہ جہد و مجاہد اور اس
کے لیے سب دعواعت کے اصول پر مبنی نظامِ جماعت کے قیام کا معاملہ۔ گویا باقی اہلِ احتیاق حق
اور ابطالِ باطل کی تنظیم جو ہر مومن کے لیے فرضِ عین کا درجہ رکھتی ہے تو وہ یا تو سرے سے خارج از بحث
ہو گئی یا زیادہ سے زیادہ ایک اضافی نیکی قرار پا کر رہ گئی اور اس سے بالا ہی بالا اور ورے ہی ورے اسلام
و ایمان اہلِ تقویٰ و احسان کے جملہ اہل طے پانے لگے!

اللہ! اللہ! کوئی فرق سلف و فرق ہے اور تفاوت ساتھ تفاوت! جہت میں تفاوت ہے اور کجاست! کجاست!

(حاشیہ صفحہ گزشتہ) ایک تیسرا صرف قرآن کا وہ ہے جو علامہ اقبالؒ نے اس شعر میں بیان کیا، یہ

بِاِیْتِش تَرَکَا لَہُ مَجْہِی نِیست کہ از یاسینِ او آسان بہ سببی

نہ، از ہر، ہم وہ لوگ ہیں جنہیں سنہ زندگی کے آخری سانس تک جہاد جاری رکھنے کی شہ پر عملی التعلیم
کے ساتھ پرہیز کی ہے!

کے صدق کجاوہ کیفیت کو صحابہ کرامؓ جذبہ جہاد سے سرشار، ایک زبان، رجزیہ انداز میں یہ شعر پڑھ رہے ہیں:

سَخِنَ الَّذِينَ بِالْأَعْمَامِ مُحْكَمًا

عَلَى الْجِهَادِ مَا يَقْبِلُ الْاِبْدَاءُ

کجاوہ حال کو چودھویں صدی ہجری کے ایک مثنوی اور اس کی قرینہ صلیبی و معنوی نے توجیہ
پائینف کو باقاعدہ منسوخ ہی قرار دے دیا مسلمانوں کی عظیم اکثریت کا حال بھی عطا کچھ زیادہ مختلف نہیں
تھا کہ رہنوار یقیناً بالصحرائے کمال کھم شدہ

حصہ چہارم

دوسرے پنجم

اعراضِ عمر کی پاداش نفاق

فَاعْتَبِهِمْ نِفَاقًا فِي قُلُوبِهِمْ

(سورۃ التوبہ: ۷۷)

■ اس مہلک مرض کی ہلاکت آفرینی! ■ اس کا سبب یا نقطہ آغاز

■ اس کے درجات اور ان کی علامات!

■ اس سے بچاؤ اور تحفظ کی تدابیر اور اس کا مداوا و علاج!

سورۃ المنافقون کی روشنی میں

السَّمَاوَاتِ وَالْأَرْضِ وَلَكِنَّ الْمُسْتَغْفِرِينَ لَا يَغْمِرُوهُمْ ۖ يَقُولُونَ	آسمانوں کے اور زمین کے دیکھیں سناٹے نہیں سمجھتے لیجئے ہیں
لَيْتُمْ وَجَعْنَا إِلَى الْمَلَأِ يَنْتَهِ لِيُغْفِرَ لَنَا الْاَعْزَ وَنُهَا الْاَذْلَ وَلِلَّهِ	اے خدا اگر ہم پہنچتے مہینہ کو تو کھل دیتا جس کا زہر وہاں کو کھڑکوں کو اور زہر
الْعِزَّةِ وَلِلَّهِ سُلُوبُهُ وَلِلْمُؤْمِنِينَ وَلَكِنَّ الْمُسْتَغْفِرِينَ لَا يَعْلَمُونَ ۖ	تو ان کا کہ اور اس کے رول کا اضماعین والوں کا لیکن سناٹے نہیں سمجھتے
يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا لَا تُلْهِكُمْ أَمْوَالُكُمْ وَلَا أَوْلَاؤُكُمْ عَنْ	اے ایمان والو قائل ذکر میں تم کو نہ مایہ غل اور چھاری اولاد
ذِكْرِ اللَّهِ وَمَنْ يَفْعَلْ ذَلِكَ فَأُولَئِكَ هُمُ الْخَيْرُونَ ۖ وَأَنْتُمْ قُلُوبُ	اللہ کی یاد سے اور جو کمال یہ کام کرے تو وہی لوگ ہیں جسے میں اور تمہارا کو
مِنْ مَّاءٍ قَلِيلٍ مِّنْ قَبْلِ أَنْ يَأْتِيَ أَحَدَكُمُ الْمَوْتُ يَقُولُ	میں مہا سے قلیل سے پہلے کہ آئیے تم میں سے ہر ایک کو موت پہنچے
رَبِّ لَوْلَا أَخَّرْتَنِي إِلَىٰ أَجَلٍ مُّرَاسٍ فَأَصْدَقَ وَأَكْنَ مِّنْ	اے سب لوگوں نہ اکیل دی تو نے تم کو ایک عرصہ ہی مدت کہ اس عرصہ میں تمہارا اور جو جاتا
الضَّالِّينَ ۖ وَلَنْ يَخْفَىٰ عَلَى اللَّهِ نَفْسًا إِذْ جَاءَ أَجَلُهَا وَاللَّهُ خَبِيرٌ بِمَا تَعْمَلُونَ ۖ	الضالین ۖ کو نہ خفیہ ہوگا اللہ نفسا اذ جاء اجلها واللہ خبیر بما تعملون ۖ

مباحث صبر و مصابرت

درس اول

اہل ایمان کے لیے ابتلا و امتحان سے گھرنالازی ہے

سورۃ المتکوٰت کے پہلے رکوع : سورۃ البقرہ کی آیت ۲۱۷، سورۃ آل عمران کی آیت ۱۵۳ اور سورۃ التوبہ کی آیت ۱۱۱ کی روشنی میں

درس دوم

ابتلا و آزمائش کے دور میں اہل ایمان کے لیے ہدایات

سورۃ المتکوٰت کے آخری تین رکوع : سورۃ الکہف کی آیات ۲۷ تا ۲۹، اور سورۃ البقرہ کی آیات ۱۵۳ تا ۱۵۷ کی روشنی میں

درس سوم

دور قتال فی سبیل اللہ کا آغاز : غزوہ بدر

سورۃ الانفال کی ابتدائی اور آخری آیات کی روشنی میں

درس چہارم

گھروا اسلام کا دوسرا بڑا معرکہ : غزوہ احد

سورۃ آل عمران کی آیات ۱۲۱ تا ۱۲۹ اور ۱۳۹ تا ۱۴۸ کی روشنی میں

درس پنجم

ابتلا و امتحان کا نقطہ عروج : غزوہ احزاب

سورۃ الاحزاب : رکوع ۲، ۳ کی روشنی میں

درس ششم

فتح و نصرت کا نقطہ آغاز : صلح حدیبیہ

سورۃ الفتح کے آخری رکوع کی روشنی میں

درس ہفتم

دعوت محمدی ﷺ کے بین الاقوامی دُور کا آغاز : غزوہ تبوک

سورۃ التوبہ کی آیات ۳۸ تا ۵۲ کی روشنی میں

سَيَاتِهِمْ وَلَجِّنَبْهُمْ أَحْسَنَ الَّذِي كَانُوا يَعْمَلُونَ ﴿٥٠﴾	پہنچائیں ان کی اور دلا دیں ان کو بہتر سے بہتر ان کے کاموں کا
وَوَصَّيْنَا الْإِنْسَانَ بِوَالِدَيْهِ حَسَنًا ۖ وَإِنْ جَاهِلَاكَ	اور ہم نے انسان کو اپنے والدین کو محبت سے پڑھ کر دیا اور جو نہ دیکھو تو
لِتَشْكُرَ ۚ إِنِّي مَا لَيْسَ لَكَ بِهِ عِلْمٌ ۖ فَلَا تُطِعْ أَعْيُنَكَ وَمَا تُنْزِعُكَ	کہ تو شکر کرے میرا جس کی تجھ کو خبر نہیں تو اچھا خیالات مان بھیج کہ میرا حکم
فَأَنْتَ بِمَا كُنْتَ تَعْمَلُونَ ﴿٥١﴾ وَالَّذِينَ آمَنُوا وَعَمِلُوا	سو میں بتا دوں گا کہ جو کچھ تم کر رہے تھے اور جو ان میں سے ایمان لائے اور عمل کیے
الصَّالِحَاتِ لَنُدْخِلَنَّهُمْ فِي الصَّالِحِينَ ﴿٥٢﴾ وَمِنَ النَّاسِ	کام کیے تم ان کو دلا دیں گے نیک لوگوں میں اور ایک دو لوگ ہیں
مَنْ يَقُولُ آمَنَّا بِاللَّهِ فَإِذَا أُوذِيَ فِي اللَّهِ جَعَلَ فِتْنَةً	کہ کہتے ہیں جیسا کہ ہم اللہ پر محرب اس کی بات کو اللہ کی باتوں کو کہتے ہیں اور ان
النَّاسِ كَعَذَابِ اللَّهِ وَلَئِنْ جَاءَ نَصْرٌ مِّنْ رَبِّنَا لَكُنَّ	کے ساتھ لو ہمارے ساتھ لی اور اگر آجیجے جو تم سے بہتر کی طرف سے
لَيَقُولُنَّ إِنَّا كُنَّا مَعَكُمْ ۖ أَوَلَيْسَ اللَّهُ بِأَعْلَمَ بِأَنِّي ضَلُّوْا	تو کہتے ہیں کہ ہم آپ کے ساتھ ہیں کیا نہیں کہ اللہ آپ کو رہے گی سبیل میں سے
الْعَظِيمِ ﴿٥٣﴾ وَلَيُعَذِّبَنَّ اللَّهُ الَّذِينَ آمَنُوا وَلَٰكِنَّا نَحْنُ	جہان والوں کے اور ہمیں آگے اللہ ان لوگوں کو عذاب دے گا اور اللہ کے حکم کو ان کی باتوں
وَقَالَ الَّذِينَ كَفَرُوا لِلَّذِينَ آمَنُوا اتَّبِعُوا سَبِيلَنَا وَلْنَحْمِلْ	اور کہتے تھے کہ کفار نے اللہ کے حکم کو چھوڑ کر اپنی باتوں کو چھوڑ کر اپنی باتوں
خَطِيئَتَكُمْ وَمَا هُمْ بِأَعْلَمِينَ ۖ فَخَطَبَهُمْ إِلَىٰ هَٰذَا هُمْ	جہان کے لئے اور وہ کہتے تھے کہ ہم ان کے ساتھ ہیں ان کے ساتھ ہیں
لَكِن يَبْغُونَ ﴿٥٤﴾ اتَّقُوا اللَّهَ وَأَتُوا سَبِيلَهُ ۚ لَعَلَّكُمْ تُفْلِحُونَ	جو کہتے ہیں کہ اور اللہ کی باتوں کے لئے اور اللہ کی باتوں کے لئے اور اللہ کی باتوں کے لئے اور
لَيَسْخَرَنَّهُمْ يَوْمَ الْقِيَامَةِ عَمَّا كَانُوا يَعْمَلُونَ ﴿٥٥﴾	پہنچان ان کو دلا دیں ان کو بہتر سے بہتر ان کے کاموں کے لئے

سورة البقرة: ۲۱۴

بِسْمِ اللَّهِ الرَّحْمَنِ الرَّحِيمِ
أَمْ حَسِبْتُمْ أَنْ تُدْخَلُوا الْجَنَّةَ
كَمَا كُنْتُمْ تُجَاهِلُونَ
وَلَمْ تَأْمُرُوا بِالَّذِينَ خَلَوْا مِنْ قَبْلِكُمْ مَسْتَكْبِرِينَ
وَالضَّالِّينَ وَذُلُّوا حَتَّى يَقُولَ الرَّسُولُ وَالَّذِينَ آمَنُوا مَعَهُ
مَعِيَ نَضْرَ اللَّهُ إِلَّا أَنْ نَضْرَ اللَّهُ قَرِيبٌ ۝
مباہرہ اللہ کی مدد میں جو اللہ کی مدد قریب ہے

سورة آل عمران: ۱۴۲

بِسْمِ اللَّهِ الرَّحْمَنِ الرَّحِيمِ
أَمْ حَسِبْتُمْ أَنْ تُدْخَلُوا الْجَنَّةَ وَلَمَّا يَعْلَمِ اللَّهُ
الَّذِينَ جَاهَلُوا مِنْكُمْ وَيَعْلَمَ الضَّالِّينَ ۝
اللہ کو جانے والے جو تم میں سے گمراہ ہیں

سورة التوبة: ۱۶

أَمْ حَسِبْتُمْ أَنْ تُتْرَكُوا وَلَمَّا يَعْلَمِ اللَّهُ الَّذِينَ جَاهَلُوا
مِنْكُمْ وَلَمْ يَخْشَ فِئَامِنُ دُونِ اللَّهِ إِلَّا رِجْسَ الْأَوْثَانِ
وَاللَّهُ خَبِيرٌ بِمَا تَعْمَلُونَ ۝
اور اللہ کو خبر ہے جو تم کرتے ہو

ابتلا و آزمائش کے دور میں اہل ایمان کیلئے ہدایات

سورۃ العنکبوت کے آخری تین رکوع، سورۃ الکہف کی آیات ۲۹ تا ۴۲
اور سورۃ البقرہ کی آیات ۵۳ تا ۵۷ کی روشنی میں

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ
اٰتِلْ مَا اُوْحِیَ اِلَیْكَ مِنَ الْکِتٰبِ وَاقِمِ الصَّلٰوةَ
تو پڑھ جو اُوْحیٰ فرمایا ہو تجھے کتاب سے اور قائم رکھ نماز
اِنَّ الصَّلٰوةَ تَنْهٰی عَنِ الْفَحْشَآءِ وَالْمُنْكَرِ وَلَذِکَ نُرِیْ اللّٰهَ الْکَبِیْرَ
بیشک نماز روکتی ہے بیجاں اور بُری بات سے اور اسی کی بنا پر ہم نے اللہ بڑا دکھایا
وَاللّٰهُ یَعْلَمُ مَا تَصْنَعُوْنَ ۝ وَلَا تَحٰدِلُوْا اَهْلَ الْکِتٰبِ اِلَّا بِالْحَقِّ
اور اللہ کو خبر ہے جو تم کرتے ہو اور نہ کرو اہل کتاب سے کڑس مل کر
ہِیْ اَحْسَنُ اِلَّا الَّذِیْنَ ظَلَمُوْا مِنْهُمْ وَقَوْلُا اٰمَنَّا بِالَّذِیْ
جو بہتر ہو مگر جو اُن میں سے ظالم ہیں اور وہ کہیں کہ ہم ایمان لائے ہیں
اَنْزَلَ الْبَنٰی وَاَنْزَلَ الْبَیْکُمْ وَالْهٰنَا وَالْهٰکُمْ وَاجِدْ وَنَحْنُ لَهُ
اُنزل بنائے اور اُنزل تمہارے اور ہند کی ہادی اور ہناری ایک ہی کو اور ہم اُن کے
مُسْلِمُوْنَ ۝ وَکُنْ لَّکَ اَنْزَلْنَا اِلَیْكَ الْکِتٰبَ فَالَّذِیْنَ اٰتٰیْنٰہُمْ
مسلم ہو چکے ہیں اور وہی ہی ہے تمہاری خبر کتاب سے سوچیں کہ تمہارے کتاب
الْکِتٰبَ یُؤْمِنُوْنَ بِہٖ وَمِنْ ہٰذَا لَیْسَ مِنْ یُّؤْمِنُ بِہٖ وَیَاجْحَدُ
وہی ہے وہ اس کو مانتے ہیں اور ان کو والوں میں بھی بیٹھے ہیں کہ اس کو مانیں اور نہ لڑیں

يَا أَيُّهَا الْكَافِرُونَ ۚ وَمَا كُنْتُمْ تَدْعُوا مِنْ قَبْلِهِمْ مِنْ كِتَابِ
 باری انہوں کو جو نافرمان تھے اور تو پڑھنا نہ تھا اس سے پہلے کوئی کتاب
 وَلَا تَحْطُطُ بِمِثْلِكَ إِذَا لَأَزْكَابُ الدُّبُلُونَ ۚ كُلُّهُمْ أَمَتْ
 اور نہ گھٹنا لینے والے تھے نہ تھے تو ایسے تھے جو سچے بلکہ وہ لوگ جو
 بَعِثْتُ فِي ضُلُوكُمُ الَّذِينَ أَوْفُوا الْعِلْمَ وَمَا يَحْكُمُ يَا أَيُّهَا الْكَافِرُونَ
 صاف ان لوگوں کے سینوں میں جن کو تم نے سمجھا اور سچے نہیں باری انہوں کو مگر یہی
 الظُّلُمُونَ ۚ وَقَالُوا لَوْلَا أُنْزِلَ عَلَيْكَ آيَاتٌ مِنْ رَبِّهِ قُلْ إِنَّمَا
 ہے احکامات ہیں اور کچھ میں کہیں نہ آئیں اس پر کہ غفلت میں آگئے ہیں کسی کو
 الْآيَاتُ عِنْدَ اللَّهِ وَإِنَّمَا أَنَا نَذِيرٌ مُبِينٌ ۚ أَوَلَمْ يَكْفِهِمْ
 نشانیں تو ہیں افسانہ میں ان کے اویس تو ہیں شاہدینہ والاہوں کہوں کہ کیا ان کو یہ کافی نہیں
 أَنَا أَنْزَلْنَا عَلَيْكَ الْكِتَابَ يُتْلَى عَلَيْهِمْ إِنَّ فِي ذَلِكَ لَرَحْمَةً
 کہ تم نے مجھ پر انباری کتاب کران پر یہی حال ہے یہ تک اس میں رحمت ہے
 وَذِكْرَى لِقَوْمٍ يُؤْمِنُونَ ۚ قُلْ كَفَى بِاللَّهِ بَيْنِي وَبَيْنَكُمْ شَهِيدًا
 اور سمجھا ان لوگوں کو جو ماننے ہیں تو کہ کافی ہو اللہ میرے اور تمہارے کے درمیان
 يَعْلَمُ مَا فِي السَّمُوتِ وَمَا فِي الْأَرْضِ وَالَّذِينَ آمَنُوا بِالْبَاطِلِ كَفَرُوا
 جانتا ہے جو کچھ ہے آسمان اور زمین میں اور جو لوگ نہیں لگتے ہیں جھوٹ پر لگے ہوئے ہیں
 بِاللَّهِ أُولَئِكَ هُمُ الْخَاسِرُونَ ۚ وَيَسْجُدُونَكَ بِالْعَدَابِ وَلَا لَكَ لِحُجْلٍ
 اللہ سے وہی ہیں نقصان پانوالے اور جلدی ماننے ہیں تجھ سے آفت اور اگر یہ بتاؤں کہ
 مُسَمًّى كَمَا هُمُ الْعَدَابُ وَلِيَأْتِيَهُمْ بَغْةٌ وَهُمْ لَا يَشْعُرُونَ
 معجزہ تو آتی ہے ان پر آفت اور ایسے ہی ان پر عذاب اور ان کو خبر نہ ہوگی
 يَسْجُدُونَكَ بِالْعَدَابِ وَلَنْ يَجْنِبَهُمُ الْعِطَةُ بِالْكَافِرِينَ ۚ يَوْمَ
 جلدی ماننے ہیں تجھ سے عذاب اور دوزخ تمہاری ہے سکروں کو جس دن
 يَغْشَاهُمُ الْعَذَابُ مِنْ فَوْقِهِمْ وَمِنْ تَحْتِ أَرْجُلِهِمْ وَيَقُولُ
 تمہارے ان کو عذاب ان کے اوپر سے اور پاؤں کے نیچے سے اور کہیں
 ذُوقُوا مَا كُنْتُمْ تَعْمَلُونَ ۚ يَعْبَادِي الَّذِينَ آمَنُوا لَنْ أَرْضَى
 پھوٹو میرا کچھ تم کرتے تھے لے بند میرے جو بیٹھنا لائے ہو میری زمین

وَأَسِعَهُ فَاِنَّا نَحْنُ قَاعِدُونَ ۝ كُلُّ نَفْسٍ ذَائِقَةُ الْمَوْتِ ثُمَّ
 كُتِبَ سَوْبِي كُو بِنْدَل كُرُو جرجی ہے سوچئے موت
 الْبِنَاتُ رَجْعُونَ ۝ وَالَّذِينَ آمَنُوا وَعَمِلُوا الصَّالِحَاتِ لَنَسُوْنَهُمْ
 ہادی موت ہر آنکے کو روٹوں کلین دلائے اور گئے سچے کام ان کو ہم جلد گئے
 مِنَ الْجَنَّةِ غُرًّا فَاصْحَبِي مِنْ تَحْتِهَا اَلَا نَهْرٌ خَالِدٌ فِيْهَا لَا نَجْمٌ
 بہشت میں ہر آنکے غچے بنی ہیں ان کے نہیں سادیں ان میں خوب
 اَخْرَجْنَاهُمُ ۝ الَّذِينَ صَبَرُوا عَلٰی رَهْمٍ يَتَوَكَّلُونَ ۝ وَكَانَ
 تو اب ہلاک و ان کو جو جنوں نے صبر کیا اور اپنے رب پر محروس رہا اور گئے
 مِنْ دَاوَابٍّ لَا يَخْلُ مِنْ قَهْرًا ۝ اَللّٰهُ يَرْزُقُهَا وَاَيَاكَ وَهُوَ السَّمِيعُ
 جانور ہیں جو کھاتے ہیں اپنے روزی انہر روزی دیتا کروادہ کو بھی اور ہی کہنے والا
 الْعَالِمُ ۝ وَلٰكِنْ سَاَلْتَهُمْ مَنْ خَلَقَ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضَ وَنَحْنُ
 جانے والا اور ان کو لوگوں کو کہے کو کس نے بنا کر آسمان اور زمین کو اور کہا میں لکھا
 السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضَ لَقَوْلُنَّ اَللّٰهُ فَاَنَّى يُؤْفَكُونَ ۝ اَللّٰهُ يَسْطُرُ
 سورج اور چاند کو تو نہیں انہرے ہر کہاں کواٹ جاتے ہیں اللہ پستلا ہے
 الرِّزْقِ لِمَنْ يَشَاءُ مِنْ عِبَادِهِ وَيَقْدِرُ لَهُ اِنَّ اَللّٰهَ بِكُلِّ شَيْءٍ
 روزی جس کے داکم ہے اپنے بندوں میں اور اب روزی کو کہتا ہے جس کا اللہ ہر چیز سے
 عَلِيمٌ ۝ وَلٰكِنْ سَاَلْتَهُمْ مَنْ نَزَّلَ مِنَ السَّمَاءِ مَاءً فَاصْبَاهُ
 جہرادی اور جو تو کہے ان کو کس نے اتارا آسمان سے پانی ہر زندہ کو پانی
 الْاَرْضَ مِنْ بَعْدِ مَوْتِهَا لَيَقُوْلُنَّ اَللّٰهُ قُلِ الْحَمْدُ لِلّٰهِ لَوْلَا اَللّٰهُ لَكُنْهُمْ
 زمین کو اس کے مر جائے کہ بعد تو نہیں انہرے تو کہے کہی اللہ ہی پرست لوگ
 لَا يَفْقَهُوْنَ ۝ وَمَا هِيَ اِلَّا حَيٰوةٌ اَلَدُّ نَبَا لَآ اَلْهَوُ وَكَعْبٌ ۝ وَاِنَّ
 نہیں سمجھتے اور دنیا کا جیتا تو جس کی پہلا نا اور جیتا کر اور
 الدَّارِ الْاٰخِرَةِ لَهِيَ الْحَيٰوَانُ مَلُوْكَا تَوَاعِلُمُونَ ۝ فَاِذَا رَكِبُوا
 پہلا کمر ہے سو ہی ہے زندہ رہنا اگر ان کو سمجھ ہوئی ہر سوار ہونے
 فِي الْفَلَائِكِ دَعَا اَللّٰهُ مُخْلِصِيْنَ لَهُ الَّذِيْنَ هُمْ فَلَمَّا كَلَّمَهُمْ اَلَّا يَزِلُّ
 گشتی میں ہمارے گئے انکو فائز ای بر رکھ کر اعتقاد ہر سوار ہالیا انکو زمین کی طرف

إِذَا هُمْ يَشْرُونَ ۖ لِيُكْفَرَ وَيُإْمِنَ أَتَىٰ لَهُمْ وَلِيْلٌ مِّنْ عَمَلِهِمْ فَبُذِلُوا
 اسی وقت کہ شریک بنائے گا تو کفر کرے جس کا بارے ہے بے گناہ اور جسے اڈا ہے جس کا
 يَعْلَمُونَ ۖ وَلَهُمْ يَوْمَئِذٍ أَجْرٌ مَّا كَانُوا يَحْتَضِرُونَ ۖ وَمِنْ حِمْيَرٍ مِّنَ الْإِنسَانِ أَوَّلُ
 جان میں ہے کیا نہیں دیکھتے کہ ہم نے مکہ کی پہاڑی پر ان کی اور ان کے اچھے ماٹے ہیں
 مِنْ حِمْيَرٍ مِّنَ الْإِنسَانِ أَوَّلُ مَنُومُونَ ۖ وَبَيْنَهُمُ الَّذِينَ يَكْفُرُونَ ۖ وَمِنْ
 ان کے اس میں پہلی گھوڑی ہے اور ان کے پہلے ہیں اور ان کا احسان نہیں ہوتے اور ان
 أَظْلَمُ مِمَّنْ افْتَرَىٰ عَلَى اللَّهِ كَذِبًا أُولَٰئِكَ يُجَاهِدُونَ لِكُلِّ أَفْكَارٍ
 گناہ اور ان کے احسان کون جو ان سے اللہ پر جھوٹا بھلا ہے ان کو جو اس کا کفر
 الْإِسْمِ فِي حِجْمَةٍ مَّتَّوَيٍّ لِّلْكَافِرِينَ ۖ وَالَّذِينَ جَاهِدُوا فِيْنَا
 کیا اور ان میں سے لی گھوڑی ہے اور ان کے پہلے ہیں اور ان کے پہلے ہیں اور ان کے پہلے ہیں
 لَنَهْدِيَهُمْ سُبُلَنَا ۖ وَإِنَّ اللَّهَ لَمَعَ الْمُحْسِنِينَ ۖ
 ہم گھوڑی کے ان کو اپنی راہیں اور ان کے احسان کون جو ان سے اللہ پر جھوٹا بھلا ہے ان کو جو اس کا کفر

سورة الكهف: ۲۸-۲۹

بِسْمِ اللَّهِ الرَّحْمَنِ الرَّحِيمِ
 وَأَنْتَ مَا أَوْحَىٰ إِلَيْكَ مِنْ
 اور یہ جو وہی ہوئی کہ کر ہے
 كِتَابٍ كَذَبْتَ لَا مِثْلَ لِكَالْمِثْلَةِ ۖ وَلَكِنْ نَحْنُ مِنْ دُونِ مِثْلِكَ ۖ
 یہی کی کتاب سے کہی ہوتے والا نہیں، اس کی باتیں اور کہیں نہ پہنچے تو اس کے سوا کچھ نہیں ہے کہ جھوٹ
 وَأَصْبَحَ نَفْسُكَ مَعَ الَّذِينَ يَدْعُونَ رَبَّهُمْ بِالْغَدْرِ وَالْعَيْشِ
 اور وہ کے کہہ رہے ہیں کہ ان کے ساتھ جو بکار ہے ہیں اپنے رب کو سچ اور نام
 يُرِيدُونَ وَجْهَهُ ۖ وَلَا تَعْدُ عَيْنُكَ عَنْهُمْ تُرِيدُ زِينَةَ الْحَيَاةِ
 طالب ہیں اس کے لئے کہ وہی اور نہ دوزخ میں بری انہیں ان کو جو دوزخ میں رہیں وہی زندہ گانی
 الدُّنْيَا ۖ وَلَا تَطْعَمُ مَنْ أَغْفَلْنَا قُلُوبَهُ عَنْ ذِكْرِنَا وَاتَّبَعَ هَوَاهُ
 دنیا کی اور نہ کہاں اس کا سکا دل ناپل کیا ہم نے اپنی بارے اور ہم نے اپنی بارے کی خوشی کے

وَكَانَ أَمْرُهُ فُرُطًا ۝ وَقِيلَ الْحُجُّ مِنْ بَيْنِكُمْ فَمَنْ شَاءَ فَلْيُحْجِ وَمَنْ شَاءَ فَلْيُكْفِرْ ۚ إِنَّا الْعَتِدْنَا لِلظَّالِمِينَ نَارًا أَحَاطَ بِهَا
اور اُس کا کام ہے حد تک رہنا اور جس کو چاہے اپنی بات کو سنا کر رب کی طرف سے حکم کو چاہے اسے
سَرَادِقُهَا وَإِنْ يَسْتَغِيثُوا يُغَايِثُوا بِمَاءٍ كَالْمُهْلِ يَشْوِي الْوُجُوهُ ۚ
اسکی فانیس اور اگر دروازوں کے کوئی مٹا پانی جیسے تھپ بھون ڈالے مشکو
بُئْسَ الشَّرَابُ وَسَاءَتْ مُرْتَفَقًا ۝
کیا برا پینا ہے اور کیا برا آرام

مدنی دور کے
آغاز میں
سورة البقرة آیت ۱۵۳ تا ۱۵۷
کی روشنی میں

بِسْمِ اللَّهِ الرَّحْمَنِ الرَّحِيمِ يَا أَيُّهَا الَّذِينَ

آمَنُوا اسْتَعِينُوا بِالصَّبْرِ وَالصَّلَاةِ إِنَّ اللَّهَ مَعَ الصَّابِرِينَ ۝
مسلمانوں مدد کو ساتھ صبر اور نماز کے بیٹھنا اللہ صبر کرنے والوں کے ساتھ ہے
وَلَا تَقُولُوا لِمَنْ يُقْتَلُ فِي سَبِيلِ اللَّهِ أَمْوَاتٌ بَلْ أَمْوَاتٌ وَلَٰكِن لَّا تَشْعُرُونَ ۝ وَلَنَبْلُوَنَّكُمْ بِشَيْءٍ مِّنَ الْخَوْفِ وَالْجُوعِ وَنَقْصٍ
اور نہ کہو ان کو جو اپنے لئے قتل کی راہ میں گئے ہیں کہ وہ مر چکے ہیں بلکہ وہ زندہ ہیں لیکن
مِنَ الْأَمْوَالِ وَالْأَنْفُسِ وَالْمَرْثِ وَالْبَشَرِ الصَّابِرِينَ ۝ الَّذِينَ
مالوں کے اور جانوں کے اور موروں کے اور عورتوں کے اور بچوں کے اور نقصان کو
إِذَا أَصَابَهُمْ مُّصِيبَةٌ قَالُوا إِنَّا لِلَّهِ وَأَنَا لَآلِيهِ سَاجِدُونَ ۝
جب پہنچے ان کو کہ ہم سب اللہ کے ہیں اور ہم اس کے لئے سجدہ کرتے ہیں
أُولَٰئِكَ عَلَيْهِمْ صَلَواتٌ مِّن رَّبِّهِمْ وَرَحْمَةٌ ۚ وَأُولَٰئِكَ هُمُ
ایسے ہی لوگوں پر رحمتیں ہیں اپنے رب کی اور پھر دینی اور دنیائی
الْمُهْتَدُونَ ۝
سیدھی راہ پر

عز و وقار

يَوْمَ الْفُرْقَانِ يَوْمَ الْفَتْحِ الْمُبِينِ

ایمانِ حقیقی کے لوازم و ثمرات اور

سورۃ الانفال کی ابتدائی اور آخری آیات کی روشنی میں

بِسْمِ اللَّهِ الرَّحْمَنِ الرَّحِيمِ

سَيَسْأَلُكَ عَنِ الْإِنْفَالِ قُلِ الْإِنْفَالُ لِلَّهِ وَالرَّسُولِ فَأَنْفِقُوا

علمِ غیبت کا تو کونے کمال غیبت اللہ کا یاد و رسول کا سو ڈرو

لله واسئلكم واتبعوا الله ورسوله إن كنتم

اللہ کی اور صبح کرو اچس میں اور علم مانو اللہ کا اور اس کی رسول کا ار

مُؤْمِرِينَ ﴿ إِنَّمَا الْمُؤْمِنُونَ الَّذِينَ إِذَا دُعُوا لِلَّهِ وَرَسُولِهِ

ایمان رکھتے ہو * ایمان والے وہی ہیں کہ جب نام آئے اللہ کا تو ڈر جائیں

وَقَدْ كَفَرَ يَكْفُرُ

وَقَدْ رَأَوْا نَدْبًا لِّلْمَلِكِ وَرُتْبَةً عَلَيْهِ لِكَيْدٍ فِي السَّيِّئِينَ

ان کے دل اور جب پڑھا جائے ان پر اس کا کلام نور بار بار جو مانا بخدا جان اور وہ اپنے رب پر

يَتَوَكَّلُونَ ۝ الَّذِينَ يَقِيمُونَ الصَّلَاةَ وَيَمْسُرُونَ زَكَاتَهُمْ يَقِيمُونَ ۝
 اور یہاں کے ہیں * وہ وہی جو قائم رکھتے ہیں نماز کو اور دیکھو جو زکوٰۃ کی ہر ہر چیز پر رکھتے ہیں
 أُولَٰئِكَ هُمُ الْمُؤْمِنُونَ حَقًّا لَهُمْ دَرَجَاتٌ عِنْدَ رَبِّهِمْ وَمَغْفِرَةٌ ۝
 وہی ہیں سچے ایمان والے * ان کے لئے درجے ہیں اپنے رب کے پاس اور ساقی
 وَرِزْقٌ كَرِيمٌ ۝ كَمَا أَخْرَجَكَ رَبُّكَ مِنْ بَيْتِكَ بِالْحَقِّ وَوَدَّ
 اور روزی عزت کی جیسے : حالانکہ جو کوئے سے رب نے اپنے گھر سے حق کام کے واسطے اور
 أَنْ فَرِّقَ بَيْنَ الْمُؤْمِنِينَ لَكَرَهُونَ ۝ يُجَادِلُونَكَ فِي الْحَقِّ
 ایک بات میں ایمان کی راضی وہی * وہ جو سے جھگڑتے ہیں حق بات میں
 بَعْدَ مَا تَبَيَّنَ كَانِمًا سَاقُونَ إِلَى الْمَوْتِ وَهُمْ يَنْظُرُونَ ۝
 اپنے ظاہر دیکھنے کے بعد تو بارہ اپنے ہاتھ میں موت کی طرف آنکھوں دیکھتے
 وَإِذْ يَعِدُكُمُ اللَّهُ إِحْدَ الطَّائِفَتَيْنِ أَنَّهَا لَكُمْ وَتَوَدُّونَ أَنْ
 اور جس وقت تم کو وعدہ کرتا تھا کہ وہ جانتوں میں سے ایک کا کہ وہ تمہارے لئے ہے اور تمہارے لئے ہے کہ
 غَيْرَ ذَٰلِكَ الشُّكَّ تَكُونُ لَكُمْ وَيُرِيدُ اللَّهُ أَنْ يُخَيِّطَ الْحَقَّ
 جس میں کان نہ لگتے * تم کو لے اور اٹھاتا تھا کہ تمہارے لئے ہے کہ
 بِكَلِمَتِهِ وَيَقْطَعُ دَابِرَ الْكَافِرِينَ ۝ لِيُخَيِّطَ الْحَقَّ وَيَنْبِطِلَ
 اپنے کلموں سے اور کاٹ ڈالے جزا کافروں کی * تاکہ تمہارے لئے ہے کہ اور تمہارے لئے ہے
 الْبَاطِلَ وَلَوْ كَرِهَ الْمُجْرِمُونَ ۝ إِذْ تَسْتَغِيثُونَ رَبَّكُمْ
 جہت کو اور اگر تمہاری ہوں کہ تمہارے لئے ہے کہ جب تم لے تو اڑا لے اپنے رب سے
 فَاسْتَجَابَ لَكُمْ أَنِّي مُمِدُّكُمْ بِالْفِئَةِ مِنَ الْمَلِكَةِ مُرْسَرِينَ ۝
 تو وہ تمہاری ہمارے لئے کہ تم کو بھیجتا تھا ہزار فرشتے * تاکہ تم لے لے
 وَمَا جَعَلَهُ اللَّهُ إِلَّا بُشْرَىٰ وَلِتَطْمَئِنَّ بِهِ قُلُوبُكُمْ ۝ وَمَا
 اور یہ تو ہی ہمارے لفظ خوشخبری اور تاکہ تمہاری ہمارے لئے ہے کہ اور
 النَّصْرُ إِلَّا مِنْ عِنْدِ اللَّهِ إِنْ أَرَادَ اللَّهُ بِكُمُ الْفَتْحَ ۝
 مدد نہیں * فتح اللہ کی طرف سے بلکہ اللہ تو اڑا لے وہاں

بِسْمِ اللَّهِ الرَّحْمَنِ الرَّحِيمِ
إِنَّ الَّذِينَ آمَنُوا وَهَاجَرُوا
جو لوگ ایمان لائے اور ہجرت کر
وَجَاهَدُوا بِأَمْوَالِهِمْ وَأَنْفُسِهِمْ فِي سَبِيلِ اللَّهِ وَالَّذِينَ
اور لڑے اپنے مال اور جان سے اللہ کی راہ میں اور جن کو
أَوْ أَوْصَرُوا أُولَئِكَ بَعْضُهُمْ أَوْلِيَا بَعْضٍ وَالَّذِينَ
جگہ دی اور مدد دی وہ ایک دوسرے کے رفیق ہیں اور جو
آمَنُوا وَلَمْ يُهَاجِرُوا أَمْوَالُكُمْ مِّنْ وَلَا يَنْتَهُم مِّنْ شَيْءٍ حَتَّىٰ
ایمان لائے اور نہ ہجرت کریں تم کو ان کی رفاقت سے رکھ کر کام نہیں چاہیے
يُهَاجِرُوا وَإِنْ اسْتَنْصَرُوكُمْ فِي الدِّينِ فَعَلَيْكُمْ النَّصِيرُ
وہ تم سے مدد کریں اور اگر وہ تم سے مدد چاہیں تو تم کو لازم ہے اُنکی مدد کرنی
إِلَّا عَلَىٰ قَوْمٍ بَيْنَكُمْ وَبَيْنَهُم مِّيثَاقٌ وَاللَّهُ بِمَا تَعْمَلُونَ بَصِيرٌ ۝
مگر خدا میں ان کو تو تم میں اور تم سے عہد ہو اور اللہ جو تم کرتے ہو اس کو دیکھتا ہے
وَالَّذِينَ كَفَرُوا بَعْضُهُمْ أَوْلِيَا بَعْضٍ إِلَّا تَعَاوَاكَ تَكُنْ فِتْنَةً
اور جو لوگ کافر ہیں وہ ایک دوسرے کے رفیق ہیں اگر تم ان کو فتنہ نہ پہنچاؤ
فِي الْأَرْضِ فَسَادٌ كَثِيرٌ ۝ وَالَّذِينَ آمَنُوا وَهَاجَرُوا
مُلک میں اور نہ بنی ہوئی جگہ اور جو لوگ ایمان لائے اور ہجرت کر چکے ہیں اور
جَاهَدُوا فِي سَبِيلِ اللَّهِ وَالَّذِينَ أَوْوَصَرُوا أُولَئِكَ هُمُ
لڑے اللہ کی راہ میں اور جن کو مدد دی اور اُنکی مدد کرنی چاہیے
الْمُؤْمِنُونَ حَقًّا لَهُمْ مَغْفِرَةٌ وَرِزْقٌ كَرِيمٌ ۝ وَالَّذِينَ
سچے مسلمان ہیں ان کے لیے مغفرت ہے اور روزی عزت کی اور جو
آمَنُوا مِنْ بَعْدِ وَهَاجَرُوا وَجَاهَدُوا مَعَكُمْ فَأُولَئِكَ مِنْكُمْ
ایمان لائے اس کے بعد اور ہجرت کر کے اور لڑے تم کے ساتھ جو لوگ ایمان لائے ہیں
وَأُولَ الْأَنْحَارِ بَعْضُهُمْ أَوْلَىٰ بِبَعْضٍ فِي كِتَابِ اللَّهِ إِنَّ
اور رشتہ دار ہیں جن میں سے بعض ایک دوسرے کے اقرب ہیں اللہ کے حکم میں
اللَّهُ يَجْلِلُ شَيْءٌ عَلِيمٌ ۝
اللہ ہر چیز سے خبردار ہے

کفر و اسلام کا دوسرا بڑا معرکہ

غزوہ احُد

شوال ۳۷ھ

عارضی شکست اور شدید آزمائش

وَتِلْكَ الْآيَاتُ مَرَدَّدَ أُولَٰهَا بَيْنَ النَّاسِ

آزمائش کا مقصد: تجھیں و تمیز

اور

مومنین صادقین کا طرز عمل

سورۃ آل عمران کی آیات ۱۲۹ تا ۱۳۱ اور ۱۳۹ تا ۱۴۸ کی روشنی میں

بِسْمِ اللَّهِ الرَّحْمَنِ الرَّحِيمِ
وَإِذْ عَدَّتْ مِنْ أَهْلِكَ تَبَوُّىَ الْمُؤْمِنِينَ مَقَاعِدَ
اور یہ کہ کو کھلاؤ اپنے گھر سے بھلائے گا مسلمانوں کو اڑائے
لِلْقِتَالِ وَاللَّهُ سَمِيعٌ عَلِيمٌ ۝ اذْهَبَتْ طَائِفَتٌ مِنْكُمْ
ٹھکانوں پر اور اللہ سب کو سنتا مانتا ہے جب نصیب کیا اور توڑنے سے تمہیں سے
أَنْ تَفْشَلُوا وَاللَّهُ وَلِيُّ الْمُؤْمِنِينَ ۝ اذْهَبَتْ طَائِفَةٌ مِنْكُمْ
کہ نامردی کریں اور اللہ مددگار تھا انکا اور اللہ ہی پر چاہئے ہر دوسرے کو مسلمان

وَلَقَدْ نَصَرَكُمُ اللَّهُ بِبَدَلٍ وَأَنْتُمْ إِذْ لَمْ تَأْتُوا اللَّهَ لَعَلَّكُمْ	اور تمہاری مدد کر چکا ہے اللہ کی لڑائی میں اور تم کو دیتے ہو نہ تے ہو اللہ سے تاکہ تم
تَشْكُرُونَ ۚ إِذْ يَقُولُ الْمُؤْمِنِينَ أَلَنْ يَكْفِيَكُمْ أَنْ يُبَيِّنَ لَكُمْ	اسان مانو جب کہ کہتے ہوں کیا تم کو کافی نہیں کہنا لایا کہ تم کو
رَبُّكُمْ بِثَلَاثَةِ آلَافٍ مِنَ الْمَلَائِكَةِ مُزْلَلِينَ ۝ يٰۤاَيُّهَا الَّذِينَ	سب سے پہلے ہیں ہزار ہا فرشتے تمہاری طرف سے آئے ہیں اور تم
تَصِيرُوا أَوْ تَتَّقُوا أَوْ يَأْتِيَكُمْ مِنْ قَوْمِهِمْ هَذَا يَمْزِلْكُمْ	رہیں گے اور تم سے ڈرو گے اور تم پر اس قوم سے آئے گا کہ تم کو
بِحَسْبِ آلَافٍ مِنَ الْمَلَائِكَةِ مُسَوِّمِينَ ۝ وَمَا جَعَلَ اللَّهُ	ایک ہزار ہا فرشتے تمہاری طرف سے آئے ہیں اور تم سے
الْأَنْبِيَاءَ لَكُمْ وَلِيظْهَرِ قُلُوبُكُمْ بِهِ ۚ وَمَا النَّصْرُ إِلَّا مِنْ عِنْدِ	دل کی قوت کی اور تاکہ ظاہر ہو تمہاری دلوں کو اس کی اور تم سے
اللَّهِ الْعَزِيزِ الْحَكِيمِ ۝ لِيَقْطَعَ طَرَقَ الَّذِينَ الَّذِينَ كَفَرُوا أَوْ يَكْبِتَهُمْ	طرف کو جو کہ از روئے حق ہے تاکہ وہاں سے کٹ جائے کفاروں کو اور ان کو دبا دے
فَيَقْلَبُوا وَخَاءً ۚ بَلْ لَيْسَ لَكَ مِنَ الْأَمْرِ شَيْءٌ أَوْ يَتُوبَ	تو ہمراہ دہلیس ہو کر ہو کر ہمتا ہوا ہو کہ نہیں یا اگر تم سے
عَلَيْهِمْ أَوْ يُعَذِّبُهُمْ فَأَنَّهُمْ ظَالِمُونَ ۝ وَلِلَّهِ مَا فِي السَّمَوَاتِ وَ	خدا کے ہاں ہے تاکہ تم کو عذاب کرے کہ وہ ظالم ہیں اور اللہ ہی کا مال ہے سب کچھ اور
مَا فِي الْأَرْضِ يَغْفِرُ لِمَن يَشَاءُ وَيُعَذِّبُ مَن يَشَاءُ ۚ وَاللَّهُ	ہر کچھ کر دیتا ہے جس کو چاہے اور عذاب کرتا ہے جس کو چاہے اور اللہ
عَفُورٌ رَّحِيمٌ ۝	بخشنے والا مہربان ہے

اَنْ تَمُوتَ اَوْ لَا يَزِدُّنِ اللّٰهَ كِتَابًا مُّوجِلاً ۚ وَمَنْ يُزِدْ تَوَابًا لِّلَّذِي نِيَا
 نہیں مرنے کے بعد کسی کو اور کوئی کتاب اور کوئی موازنہ دیا جائے گا
 وَتَمْنَاهَا ۚ وَمَنْ يُزِدْ تَوَابًا لِّلَّذِي نِيَا ۚ وَتَمْنَاهَا ۚ وَتَمْنَاهَا ۚ
 اور تم کو اس سے زیادہ دے گا اور تم کو اس سے زیادہ دے گا اور تم کو اس سے زیادہ دے گا
 الشُّكْرُ ۚ وَتَمْنَاهَا ۚ وَتَمْنَاهَا ۚ وَتَمْنَاهَا ۚ وَتَمْنَاهَا ۚ
 اور تم کو اس سے زیادہ دے گا اور تم کو اس سے زیادہ دے گا اور تم کو اس سے زیادہ دے گا
 مَا اسْتَكَاثُوا ۚ وَاللّٰهُ يُحِبُّ الصّٰبِرِيْنَ ۝ وَمَا كَانَ قَوْلُهُمْ
 اور تم کو اس سے زیادہ دے گا اور تم کو اس سے زیادہ دے گا اور تم کو اس سے زیادہ دے گا
 اِلَّا اَنْ قَالُوْا رَبَّنَا اغْفِرْ لَنَا ذُنُوْبَنَا وَاِسْرَافَنَا فِيْ اَمْوَالِنَا ۚ
 اور تم کو اس سے زیادہ دے گا اور تم کو اس سے زیادہ دے گا اور تم کو اس سے زیادہ دے گا
 نَبْتَئْتُمْ اَقْدَرًا مِّنَّا وَاَنْصُرْنَا عَلٰی الْقَوْمِ الْكَافِرِيْنَ ۝ فَاَنهَمُ اللّٰهُ
 اور تم کو اس سے زیادہ دے گا اور تم کو اس سے زیادہ دے گا اور تم کو اس سے زیادہ دے گا
 تَوَابِ الدُّنْيَا وَحَسَنَ تَوَابِ الْاٰخِرَةِ ۚ وَاللّٰهُ يُحِبُّ الْمُحْسِنِيْنَ ۝

استلاء و امتحان کا نقطہ عروج
اور نصرت الہی کا ظہور اور حالات کی فیصلہ کن تبدیلی
غزوہ احزاب

تَهْلِكُ ابْنِي الْمُؤْمِنِينَ وَذُلُّوا زُلًّا أَلَسَدِيدًا
لَنْ يَغْنَىٰ وَكَمْ قَرِيشٍ يَمْدُ عَامَكُمْ هَذَا وَلَكِنَّكُمْ تَغْنَىٰ وَفَهُم (الحديث)

اور

غزوہ بنی قریظہ اور یہود مدینہ کا استیصال

سورۃ الاحزاب: رکوع ۲، ۳ کی روشنی میں

بِسْمِ اللَّهِ الرَّحْمَنِ الرَّحِيمِ
يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا اذْكُرُوا نِعْمَةَ اللَّهِ عَلَيْكُمْ إِذْ
أَسَىٰ إِلَهُانِ وَالْوَادِكُورِ إِحْسَانِ اللَّهُ كَالْبَيْتِ الْبَرِّ جِب

جَاءَكُمْ جُنُودٌ فَأَرْسَلْنَا عَلَيْهِمْ رِيحًا وَجُنُودًا لَمْ تَرَوْهَا وَكَانَ
 چڑھا آئیں تم پر فوجیں پھر اُن کے پیچھے اُن پر ہوا اور وہ فوجیں جو تم نے نہیں دیکھیں اور وہ
 اللَّهُ بِمَا تَعْمَلُونَ بَصِيرٌ ۝ اِذْ جَاءَ وَكَذَلِكَ مِنْ قَوْمِكُمْ وَمِنْ سَبَقَ
 اللہ جو تم کرتے ہو دیکھنے والا جب چاہے اُسے تم پر اور کون کون اور جسے سے
 مِنْكُمْ وَاِذْ رَاغِبِ الْاَصْحَارَ وَبَلَغَتِ الْقُلُوبُ الْحَنَاجِرَ وَ
 اور جب پہنچے گیسواں اُٹھیں اور پہنچے گئے دلوں کے گھونٹیلے اور جو لوگ گئے
 تَطْتُوْنَ يَا لَيْلِي الظُّنُونَا ۝ هَٰذَا لَكَ الْبَيْتُ الْمُؤْمِنُونَ وَرَزَقُوا
 اُن کے لئے تم اللہ پر دینے والے گیسواں وہاں رہا ہے گئے ایمان والے اور جو لوگ گئے
 رَزَقُوا الْاَشِدَّاءُ ۝ وَاِذْ يَقُولُ الْمُنَافِقُونَ لِلَّذِينَ فِي قُلُوبِهِمْ
 دور کا چڑھا ہوا اور جب پہنچے گئے منافق اور میں نے دلوں میں
 قَرَضَ مِنْ مَّاءٍ وَعَدْنَا اللَّهُ وَرَسُولُهُ اَنْ لَا نُؤْتِيَهُمْ ۝ وَاِذْ قَاظَنُ كَيْفَ
 روک ہے جو وعدہ کیا تھا تم سے اللہ نے اور اس کے رسول نے کہ تم کو اس سے نہیں دے گا اور جب تم کو اس کی بات
 مِنْهُمْ يَا هَلْ يَنْزِلُ اَمْ لَمْ يَنْزِلْ لَكُمْ فَارْجِعُوْا يُسْتَأْذِنُ فَوْقَ
 ان میں اسے شرب دانا تمہارے پر تھا نہ نہیں سوچ رہا اور جسے اُن کے پاس
 مِنْهُمْ السَّيِّئُ يَقُولُوْنَ اِنْ سُبُوْنَا عَوْرَةً فَاَوْفَايْهُمُ يَعُوْذُ ۝ اِنْ
 ان میں سچے گئے گئے ہمارے گھر پہنچے ہیں اور وہ گھر میں رہے ہیں
 نَزَلَ فَرَنْ اَلَا فَرَارًا ۝ وَلَوْ دَخَلَتْ عَلَيْهِمْ مِنْ اَقْطَارِ مَا شَمَ
 لی کوئی عرض نہیں کر سکا ہوا اور اگر نہیں کوئی گھس لے ان پر اس کے کناروں سے ہر
 سُبُوْنَا الْفِتْنَةَ اَلَا تَوْهَا وَمَا تَلْبَثُوْا فِيْهَا اِلَّا يَسِيْرًا ۝ وَلَقَدْ كَانُوا
 اُن کو چاروں طرف سے گھیر لیا اور وہ نہ کوئی اس میں کر سکتی اور اس سے
 عَاهِدُوا بِاللّٰهِ مِنْ قَبْلِ اَلَا يُوَلُّوْنَ اِلَّا دِيَارًا وَكَانَ عَهْدُ اللّٰهِ
 اُن کے لئے اللہ سے پہلے کرنا چاہیے دینے اور اللہ کے دینے والے
 مُسْتَوٰلًا ۝ قُلْ لَنْ يَنْفَعَكُمْ اَصْرَانِ فَرَّقَ بَيْنَ الْمُؤْمِنِيْنَ وَالْقٰسِيْنَ
 بچھو رہا ہے تو تم کو کام نہ آئے گا نہ یہ حال اگر تم لوگ سے اسے ماننے کو
 وَلَئِنْ اَلَا اَمْتَنُوْنَ اَلَا قَلِيْلًا ۝ قُلْ مَنْ ذَا الَّذِي يَعْصِيْكُمْ مِنَ اللّٰهِ
 اور چھوڑی ہیں نہ اُن کے پر نہیں دلوں تو تم کون ہے کہ تم کو چاہئے اللہ سے

رَجُلًا صَدَقًا مَّا عَاهَدُوا وَاللَّهُ عَلَيْهِمْ فِيمَهُمْ مَنْ قَضَىٰ خُبْرًا
 کئے مرد میں کچھ کر دکھایا جس بات کا عہد کیا تھا اللہ سے پھر کوئی تو ان میں پورا کر چکا اپنا ذمہ
 وَمِنْهُمْ مَنْ يَنْظُرُ وَمَا يُدْأُوْا بَيْنَ يَدَيْهِ لَخُبْرًا بِاللَّهِ الصِّدِّيقِينَ
 اور کوئی ہے ان میں راہ دیکھ رہا اور بدل نہیں ایک ذرہ تاکہ بدلائے اللہ سچوں کو
 بِصِدْقِهِمْ وَيَعْتَدِبُ الْمُنَافِقِينَ إِنْ شَاءَ أَوْ يَتُوبَ عَلَيْهِمْ
 اچھے سچ کا اور غلطیوں پر تنبیہ منافقوں پر اگر چاہے یا توبہ دے ان کے دل پر
 إِنْ أَلَّهَ كَانَ غَفُورًا رَّحِيمًا ۝ وَرَبُّهُ اللَّهُ الَّذِينَ كَفَرُوا لِيُغَيِّرَهُمْ
 بے شک اللہ ہے بخشنے والا مہربان اور یہ اللہ کے منکرین کو اپنے عقوبت سے بھر دے
 لَمْ يَأْلُوْا خَيْرًا وَكَفَى اللَّهُ الْمُؤْمِنِينَ الْقِتَالَ ۚ وَكَانَ اللَّهُ
 انہوں نے کچھ بھلائی اور ایسے عورتوں کی جو اللہ کی طرف سے اور ہے اللہ
 قَوِيًّا عَزِيزًا ۝ وَأَنْزَلَ الَّذِينَ ظَاهَرُوا مِنْهُمْ مِنْ أَهْلِ الْكِتَابِ
 زور آور زبردست اور اتار دیا ان کو جو ان کے پشت بنائے ہوئے تھے اہل کتاب سے
 مِنْ صَيَاصِبِهِمْ وَقَذَفَ فِي قُلُوبِهِمُ الرُّعْبَ ۚ فَمِنْهُمْ مَّنْ قَاتَلَ
 ان کے گھونٹوں سے اور ڈال دیا ان کے دلوں میں ڈر تھا کہ کتنوں کو تم جان بڑھائے گئے
 وَتَأْسَرُونَ قَرِيبًا ۝ وَأَوْشَكُمْ أَرْضَهُمْ وَيُوتِرُهُمْ وَأَمْوَالُهُمْ
 اور کتنوں کو قید کر دیا اور تم کو ڈالی ان کی زمین اور ان کے گھر اور ان کے مال
 وَأَرْضَانَا تَطْوِيْنَهَا ۚ وَكَانَ اللَّهُ عَلَىٰ كُلِّ شَيْءٍ قَدِيرًا ۝
 اور ایک زمین کہ جس پر تم نہیں چھوڑتے تمہارا اور ہے اللہ سب کچھ کر سکتا

صحابہ کرام سے اللہ تعالیٰ کے رضی ہو جانے کا اعلان عام

بیعت رضوان

”لَقَدْ رَضِيَ اللَّهُ عَنِ الْمُؤْمِنِينَ إِذْ يُبَايِعُونَكَ تَحْتَ الشَّجَرَةِ“

اور

فتح و نصرت کا لفظ آغاز

صلح حدیبیہ ذوالقعدہ ۶

”إِنَّا فَتَحْنَا لَكَ فَتْحًا مُبِينًا“

سورۃ الفتح کے آخری رکوع کی روشنی میں

بِسْمِ اللَّهِ الرَّحْمَنِ الرَّحِيمِ
لَقَدْ صَدَقَ اللَّهُ رَسُولَهُ
اِنَّہ نے سچ و مکمل یا اپنے رسول کو
الرَّشَدَ يَا لَاحِقَ لَتَدْخُلَنَّ الْمَسْجِدَ اَوْ اَمَّا اِنْ شَاءَ اللَّهُ
غائب ہو جیسی کہ تم داخل ہو چکے مسجد حرام میں اگر اِنَّہ نے چاہا

[illegible]

و بحسب محمدی علی صاحبہا الصلوٰۃ والسلام کے بین الاقوامی دور کا آغاز:

غزوہ تبوک

جہاد و قتال فی سبیل اللہ کے لئے نصیر عام!

منافقین کی آفریں پڑھری اور ضعفاء کو شدید سزاؤں!

سورۃ التوبہ کی آیات ۱ تا ۵ کی روشنی میں

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ
يَا أَيُّهَا
الرِّسَالَةُ
الَّذِينَ آمَنُوا مَا لَكُمْ إِذَا قِيلَ لَكُمْ الْفُرْقَانُ فِي سَبِيلِ اللَّهِ
أَنَّا قُلْنَا إِلَى الْأَرْضِ أَرْسِلْنَاهُ بِالْحَبْرِ وَالْأَخْبَرِ
فَمَا مَتَاءُ الْحَبْرِ وَالْأَخْبَرِ إِلَّا قَلِيلٌ ۝
يَعِزُّ بِكُمْ عَذَابُ الْيَمِّ ۖ وَاسْتَبْدِلْ قَوْمًا غَيْرَكُمْ
وَلَا تَضُرُّوهُ شَيْئًا وَاللَّهُ عَلَى كُلِّ شَيْءٍ قَدِيرٌ ۝

اِنَّمَا يَسْتَأْذِنُكَ الَّذِي لَا يُؤْمِنُ بِاللَّهِ وَالْيَوْمِ الْآخِرِ
 شخصیت دیکھ کر کہ جس شخص کو جس ایمان لائے اور آخرت کے دن پر
 وَانْكَابَتْ قُلُوبُهُمْ فَمِنْهُمْ فِي رَيْبِهِمْ يَتَذَكَّرُونَ ﴿۷۰﴾ وَلَوْ
 اور شک میں رہیں اور ان کے سو وہ اپنے شک ہی میں مبتلا ہے جس
 ارَادُوا الْحَنَافِيَّةَ لَا عُدَّةَ وَاللَّهُ عَدَّةٌ وَلَئِنْ كُنْ كَرِيهَ اللَّهُ
 وہ چاہتے تھے عیسائیوں کو مٹا کر یہ مسلمان اس کا لیکن ہندوؤں کے
 اِنْتِصَارًا لَهُمْ فَتَطَهَّرُوا قَبْلَ الْفِعْلِ وَاهُمْ الْقَوْمُ الْيَمِينُ ﴿۷۱﴾
 ان کا اصرار تھا کہ ان کو پتہ نہ تھا کہ جو کچھ ہے وہ سچے ہیں اور ان کے
 لَوْ خَرَجُوا فِئَكُم مَّا كَانُوا كُفْرًا اَلَا اَوْضَعُوْا لِحُكْمِكُمْ
 اگر چلتے تھے تو تم پر نہ پڑتا تھا کہ تم خرابی اور گمراہی کے درمیان سے گزر رہے ہو
 يَبْغُوا كُمْ الْفِتْنَةَ وَفِيكُمْ سَمْعُونُ لَهُمْ وَاللَّهُ عَلِيمٌ بِالظَّالِمِينَ ﴿۷۲﴾
 جو اگر دیکھیں تو تم پر نہ پڑتا تھا کہ جو کچھ ہے وہ سچے ہیں اور ان کے
 لَقَدْ اَتَيْنَا الْفِتْنَةَ مِنْ قَبْلُ وَقَلَبْنَا الْاُمُورَ حَتَّى
 وہ تم پر نہ پڑتا تھا کہ جو کچھ ہے وہ سچے ہیں اور ان کے
 جَاءَ الْحَنَافِيَّةَ وَظَهَرَ اَصْرُ اللَّهِ وَهُمْ كَرَاهُونَ ﴿۷۳﴾ وَمِنْهُمْ مَّنْ
 ایسا تھا جو وہ اور کاتب کا علم اللہ کا اور وہ نام میں ہی رہے اور چلتے ان میں
 يَقُولُ اِنَّنِي لَمْ يَلَا نَفْسِي اِلَّا فِي الْفِتْنَةِ سَقَطُوا
 کہتے ہیں جو کہ جیت گئے اور کراہی میں ڈال دیا جو وہ تو کراہی میں پڑ گئے ہیں اور
 اِنْ جَاءَكُمْ مَخِطَةٌ بِالْكَفَرِ اِنَّ نَصِيْبَكَ حَسَنَةٌ
 شک اور ترس کے لیے ہے کافروں کو اگر تم کو پہلے کوئی عریضی تو
 نَسُوْهُمْ اِنْ نَصِيْبَكَ مُصِيبَةٌ يَقُولُوا قَدْ اَخْلَصْنَا
 وہ ہر گز ہی ہوا اور اگر کہتے کوئی سچی تو ہے میں نے تو سچا کیا تھا
 اَمْرًا مِّنْ قَبْلُ وَيَتَوَلَّوْا وَّهُمْ قَرِحُونَ ﴿۷۴﴾ قُلْ لَنْ نُّصِيبَكَ
 ایسا کام ہے ہی سو بھیج کر میں خوش کرنے تو کر لیں کہ تو کہہ رہے ہو کہ
 اِلَّا مَا كَتَبَ اللَّهُ لَنَا هُوَ مَوْلَانَا وَعَلَى اللَّهِ فَلْيَتَوَكَّلِ
 کوئی جو کہہ رہا ہے کہ اس کے لیے ہی وہی ہے کہ اس کا سزاوار اور اللہ ہی ہے جو اس کا بھروسہ کر لیں

الْمُؤْمِنُونَ ﴿۱۰﴾ قُلْ هَلْ تَرَبَّصُونَ بِنَا أَلَّا يَحْدِثَ الْحُسَيْنِيُّ	سلمان * تو کہتے ہیں کیا امید کرو گے ہمارے حق میں مگر دیکھو ہوں میں سے ایک شخص
وَحَنَنْ تَرَبَّصْ بِكُمْ أَنْ يُصِيبَكُمْ اللَّهُ بَعْدَ إِيْمَانٍ عِنْدَهُ	اور ہم امید دار ہیں تمہارے حق میں کہ ڈالے تم پر اللہ کوئی عذاب اپنے پاس سے
أَوْ يَأْتِيَنَّ بِنَا نَذَارٌ تَرَبَّصُوا إِنَّا مَعَكُمْ مُتَرَبَّصُونَ ﴿۱۱﴾ قُلْ	یا ہمارے انھوں سو منتظر رہو ہم بھی تمہارے ساتھ منتظر ہیں کہہ دے کہ
أَنْفِقُوا طَوْعًا أَوْ كَرْهًا لَنْ يُتَقَبَلَ مِنْكُمْ إِنْ كُمْ لَسْتُمْ	مال خرچ کرو خوشی سے یا ناخوشی سے ہرگز قبول نہ ہوگا تم سے بیشک تم
تَوَّافِينَ ﴿۱۲﴾ وَمَا مِنْهُمْ أَنْ تُقْبَلَ مِنْهُمْ نَفَقَةٌ	تا زمانہ لوگ ہو اور موقوف نہیں ہوگا قبول ہونا ان کے حشر و عذاب کا
إِلَّا أَنَّهُمْ كَفَرُوا بِاللَّهِ وَرَسُولِهِ وَلَا يَأْتُونَ الصَّلَاةَ	مگر ایسی بات کہ وہ مانگتے اللہ سے اور اس کے رسول سے اور نہیں آتے نماز کو
إِلَّا وَهُمْ كِسَالَىٰ وَلَا يَنْفِقُونَ إِلَّا وَهُمْ كَرِهُونَ ﴿۱۳﴾ قُلْ لَا يَخْفِكَ	مگر ہمارے ہی سے اور خرق نہیں کرتے مگر ہمارے دل سے سو تو مجھ نہ کر
أَمْوَالُهُمْ وَلَا أَوْلَادُهُمْ إِنَّمَا يُرِيدُ اللَّهُ لِيُعَذِّبَهُمْ بِكَافِي	ان کے مال اور اولاد سے یہی چاہتا ہے اللہ کہ ان کو عذاب میں رکھے ان چیزوں کی وجہ
الْحَسْبُ الدُّنْيَا وَتَرْهَقَ أَنْفُسُهُمْ وَهُمْ كَرِهُونَ ﴿۱۴﴾ وَيَخْلَفُونَ	دنیا کی زندگی میں اور بچے ان کی جان اور وہ اس قسم کے فریب میں آتے ہیں اور پس کھاتے
بِاللَّهِ إِنَّهُمْ لَمِنْكُمْ وَمَا هُمْ مِنْكُمْ وَلَكِنَّهُمْ قَوْمٌ	ہیں اللہ کی کہ وہ بیشک تم میں ہیں اور وہ تم میں نہیں لیکن وہ لوگ
يَفْرَقُونَ ﴿۱۵﴾ كُوَيْحِدُونَ مِلْحًا أَوْ مَغْرَبًا أَوْ مُدَّ خَلًّا	ڈرتے ہیں تم سے * اگر دو بائیں کوئی بناوکی جگہ یا غار یا سرگھسٹنے کو جگہ
لَوْ لَوِ الْيَدِ وَهُمْ يَجْحَدُونَ ﴿۱۶﴾	
تو لے لے جائیں اسی طرف رہتیاں لڑاتے	



حصہ ششم

اُمتِ مسلمہ سے خطاب کے ضمن میں

قرآن حکیم کی جامع ترین سُورت

اُمُّ الْمَسْبُوحَات

سُورَةُ الْحَدِيدِ

مضامین کا تجزیہ

- آیات ۱۶ تا ۱۷ : ذات و صفاتِ باری تعالیٰ کا بیان
 انتہائی جامعیت کے ساتھ اور اعلیٰ ترین علمی سطح پر !
- آیات ۱۸ تا ۲۱ : خالق و مالکِ ارض و سماوات اور ذاتِ اول و آخر و ظاہر و باطن
 کے اسماؤں سے دو تعلق تھے : ایمان و انفاق
 جو کہ گزیریں ان کا اعزاز و اکرام : عطا تے نور و بشارتِ جنت فوزِ عظیم !
- آیات ۲۲ تا ۲۵ : ان مطالبات کے پورا کرنے سے پہلو تہی کا نتیجہ : انفاق
 آیات ۲۶ تا ۲۹ : مسلمانوں کو آمادہ عمل کرنے کے لیے ترغیب و ترہیب
 سلوک قرآنی کا اصل الاصول : انفاق
 ترقی کے امکانات و مراتبِ منزلت و شہادت کا حصول !
- آیات ۳۰ تا ۳۱ : حیاتِ دنیوی کے ناگزیر مراحل،
 آخرت بقابلہ دنیا : مسابقت و لیٰ الجنت !
- آیات ۳۲ تا ۳۵ : ایمانِ حقیقی کے مضمرات و مقتضات : تسلیم و رضا،
 ایثار مال اور جہاد و قتال کے ذریعے اللہ اور اس کے رسولوں کی نصرت
- آیات ۳۶ تا ۳۹ : دوسری انتہائی علمی : متبعینِ مسیح کی اختیار کردہ برکت :
 ترک دنیا و ربانیت
 نجات اور فوز و خلاص کی واحد راہ : اتباع محمد صلی اللہ علیہ وسلم

وَأَتَيْنَهُ الْإِسْمِيلَ وَجَعَلْنَا فِي قُلُوبِ الَّذِينَ اتَّبَعُوهُ رَأْفَةً وَرَحْمَةً	اور اسکو پہنچا دیا اور ہم نے ان کے ساتھ اپنے دلوں کے دل میں نرمی اور مہربانی
وَرَهْبَانِيَّةً ابْتَدَعُوهَا مَا كَتَبْنَاهُمْ عَلَيْهَا إِلَّا ابْتِغَاءَ رِضْوَانِ اللَّهِ فَمَا	اور ایک ترک کر دینا کا جو انہوں نے نئی بات بنالی تھی جو نہیں لکھا تھا یہ ان پر لکھا گیا تھا کہ اللہ کی رضا مندی چھڑنا
رَعَوْهَا حَتَّىٰ بَيَّاتْنَاهَا فَأَتَيْنَا الَّذِينَ آمَنُوا مِنْهُمْ أَجْرَهُمْ وَلَكِن مِّنْهُمْ شَيْعُونَ	نہاڑا اسکو صبح جاتے تھا نہایت صبح پہنچے ان لوگوں کو جو انہیں لکھا تھا وہ اور بہت ان میں سے ان میں
يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا اتَّقُوا اللَّهَ وَآمِنُوا بِرَسُولِهِ يُؤْتِكُمْ كِفْلَيْنِ مِّنْ رَّحْمَتِهِ	اے ایمان والو ڈرنے پر روانہ ہو اور تمہیں لاؤ گا کہ رسول پر دے گا تم کو دو حصے اپنی رحمت سے دو
يَجْعَلْ لَّكُمْ نُورًا تَمْشُونَ بِهِ وَيُغْفِرْ لَكُمْ وَاللَّهُ غَفُورٌ رَّحِيمٌ	کہ دو جگہ تمہیں روشنی جس کو لئے چھو اور تم کو صاف کرے گا اور اللہ صاف کرنے والا ہے مہربان
لَتَنَالُوا يَٰأَيُّهَا أَهْلُ الْكِتَابِ الْإِسْلَامَ وَلَا يَفْقِدُوا عَلَىٰ شَيْءٍ مِّنْ فَضْلِ اللَّهِ وَ	تاکر نہ جاؤ گے کتاب والے کہ یا یہیں گئے کوئی چیز اللہ کے فضل میں سے اور
أَنَّ الْفَضْلَ بِيَدِ اللَّهِ يُؤْتِيهِ مَن يَشَاءُ وَاللَّهُ ذُو الْفَضْلِ الْعَظِيمِ	کہ بزرگی اللہ کے ہاتھ میں ہے جس کو چاہے اور اللہ کا فضل بڑا ہے

